بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝

یَا بَدِیعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیعُ

# رباعیات، سوز و سلام


سوزخواں

سید محمد علی نقوی برادران

0333-2226383

www.facebook.com/soazkhwanee
www.facebook.com/soazkhuan

# برائے ایصالِ ثواب

علامہ رشید ترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ ضمیر اختر نقوی، میر انیس، مرزا دبیر، سوز خواں حسن عابد جعفری، سوز خواں عظیم الحسن، مولانا محمد عون نقوی، مولانا غلام حسنین رضوی، علامہ عرفان حیدر عابدی، محسن نقوی شہید، سید الطاف حسین نقوی ابن امیر حسین، امام النساء بنت رحمت علی، تیغ علی رضوی ابن سیف علی رضوی، سید ابرار حسین نقوی ابن سید الطاف حسین نقوی، کنیز فاطمہ بنت سید تیغ علی رضوی، سیدہ نثار فاطمہ بنت سید ابرار حسین نقوی، نقی مہدی رضوی ابن طاہر حسین رضوی، سید طاہر حسین رضوی ابن ظفر حسین رضوی، سید اشفاق حسین نقوی ابن ابرار حسین نقوی، برکت حسین رضوی ابن محمد رضا رضوی، آفتاب حیدر زیدی ابن زاہد حسین زیدی، تہور علی ابن تیغ علی، حیدر اشرف، صفدر اشرف، اصغر اشرف ابن تہور علی، اشرف النساء، قمر النساء، اعجاز حسین ابن اقبال حسین، اقبال حسین ابن الطاف حسین، اختر عباس رضوی، سید ضیغم عباس رضوی، سید علمدار حسین زیدی، عذرہ بنت شاکر حسین، کلثوم بانو بنت تیغ علی، شہر بانو بنتِ تیغ علی، قمر النساء بنت الطاف حسین، سید آل نبی کاظمی ابن سید شمشاد علی کاظمی، بہار فاطمہ بنت زوار حسین، سیدہ شمیم فاطمہ بنت سید آلِ نبی کاظمی، سید آل احمد کاظمی ابن سید آل نبی کاظمی، بنی بنت کامدار خان، زاہدہ بنت مومن علی، ہاشمی بنت شمشاد علی، سید بشارت حسین بلگرامی، سیدہ انیس فاطمہ، وزارت حسین بلگرامی، بنی فاطمہ، سید زوار حسین ابن ضمیر الحسن، ساجدہ بانو بنت محمد عسکری، صادق حسین ابن مرتضیٰ حسین، زاہدہ بنت مومن علی، اختری بنت نثار حسین، بابو بھائی، سعید کاظمی، سید ابوالحسن بلگرامی، سیدہ شان فاطمہ، حسن باقر بلگرامی، مسلم بلگرامی، ابن حسن کربلائی، سید انتظار حسین جعفری، حاجی مطلوب حسین، امداد حیدر نقوی، سیدہ خاتون، سیدہ نایاب بانو، سید انصار حسین نقوی، سبطِ حسن کاظمی، نفیس فاطمہ، تسنیم کوثر، سید حسن حیدر کاظمی، الحاج ناصر عباس بنگش، حبیب رضی جعفری، قیصر حسین زیدی، نذر فاطمہ، حکیم مسلم عباس، حسن عسکری، طلعت فاطمہ و کل مومنین و مومنات ، جن و انس، محبان اہلبیتؑ و شیعان حیدر کرار

ولا جو آل سے رکھے تو بوزری ہوجائے
نجف کو جائے جو زائر تو قنبری ہوجائے
پھرے جو گردِ زجہ خانہء ولیء خدا
تو پھر یقیں ہے کہ حاجی بھی حیدری ہوجائے

جو روضے میں باریاب ہوجاتا ہے
وہ اوج میں لاجواب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدرؑ پہ چراغ
وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

جسے حق حیدرِ کرارؑ کردے
وصیء احمدِؐ مختار کردے
وہ کیا چاہے خلافت اور حکومت
خدا بننے سے جو انکار کردے

شمر نے شہؑ سے کہا کوئی یاور ساتھ ہے
عاشقِ حق نے کہا روحِ پیمبرؐ ساتھ ہے
جو تجھے کرنا ہو کرلے سجدے میں جاتا ہوں میں
گو نہیں اکبر مگر اللہ و اکبر ساتھ ہے

میری زباں پہ جسدم علیؑ کا نام آیا
محمدِؐ عربی کا مجھے سلام آیا
علیؑ کا نام ہی اعظم وہ اسمِ اعظم ہے
کہ جس نے انکو پکارا اُسی کے کام آیا

رشتہ غمِ سرورؑ سے لگا رکھا ہے
جز پنجتنِ پاکؑ کیا رکھا ہے
ہم مرگئے ہوتے غمِ سرورؑ کی قسم
اس مجلس و ماتم نے جلاِ رکھا ہے

کیا خوب علیؑ کی زندگانی گزری
ہر ساعت عبادت میں سہانی گزری
سجادہء طاعت پہ رہے پیری میں
میدانِ شجاعت میں جوانی گزری

امتحانِ عاشقی میں کیف پاتے ہیں حسینؑ
انتہائی مشکلوں میں مسکراتے ہیں حسینؑ
لا فتیٰ الاّ علیؑ لا سیف الاّ ذوالفقار
پڑھتے جاتے ہیں فرشتے بڑھتے جاتے ہیں حسینؑ

اللہ و محمدؐ کا ولی کہتا ہوں آغوشِ اجل میں مسکرانے والے
شمعِ حرمِ لم یزلی کہتا ہوں ملت کے لئے جان لڑانے والے
لیکن راتوں کو دل کی تسکیں کیلیئے سو چین کی نیند اے حسینؑ مظلوم
چپکے چپکے علیؑ علیؑ کہتا ہوں اسلام کو سوتے سے جگانے والے

نجوم لاکھ ملے آفتاب مل نہ سکا حسینؑ وہ ہے جو کونین میں سما نہ سکے
کوئی بھی ہم لقبِ بوتراب مل نہ سکا وہ سر حسینؑ کا ہے جو کوئی جھکا نہ سکے
ہر ایک بزم میں ڈھونڈا چراغِ دل لیکر اٹھائے گا کوئی کیا سر حسینؑ کے آگے
خدا گواہ علیؑ کا جواب مل نہ سکا رسولِؐ پاک تو سجدے سے سر اٹھا نہ سکے

میرا کوئی مقام نہیں بے مقام ہوں
میں بارہویں امامؑ کا ادنیٰ غلام ہوں
جنت کا شوق ہے نہ جہنم کا خوف ہے
میں ذاکرِ حسین علیہ السلام ہوں

رنگ کردار پہ ماحول کا چھانے نہ دیا
نور نے کھینچ لیا نار میں جانے نہ دیا
حرؑ وہ ٹوٹا ہوا شیشہ تھا جسے سرورؑ نے
ایسا جوڑا کہ کوئی بال بھی آنے نہ دیا

میرے سرکار یہ تاخیر جو فرماتے ہیں
منتظر آپکے بے چین ہوئے جاتے ہیں
آپ اپنے جدِ امجد کی طرف غور کریں
وہ تو آواز کے سنتے ہی چلے آتے ہیں

آغوشِ لحد میں جبکہ سونا ہوگا
جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیسؔ
ہم ہوئینگے اور قبر کا کونا ہوگا

سردارِ جوانانِ جناں ہیں حسنینؑ
فرزندِ رسولِ دوجہاں ہیں حسنینؑ
یک نور دو چشمہ ہیں علیؑ و زہراؑ
واللہ کہ ایماں کی جاں ہیں حسنینؑ

جو شریکِ بزمِ شاہِ کربلا ہوجائیگا
وہ گناہوں سے بری روزِ جزا ہوجائیگا
نار سے نکلا ادھرِ واں خلد میں داخل ہوا
کیا خبر تھی حرؑ پہ یوں فضلِ خدا ہوجائیگا

ضربتِ عباسؑ میں ہے ضربتِ حیدرؑ کا رنگ
اُڑ رہا ہے کربلا کے مرحب و عنتر کا رنگ
ہے علمدارِ حسینی ہاتھ کو روکے ہوئے
چھا نہ جائے کربلا کی جنگ پہ خیبر کا رنگ

چلا تھا کفر مٹانے پیمبری کے چراغ
مگر حسینؑ نے گل کردیئے اُسی کے چراغ
اندھیروں آؤ میرے گھر سے روشنی لے لو
جلائے بیٹھا ہوں غازی کی حاضری کے چراغ

قطرے کو رھینِ بحرِ مواج نہ کر　　ایماں کی زیب و زین کہنا ہی پڑا
شرمندہء تخت و دولت و تاج نہ کر　　اسلام کے دل کا چین کہنا ہی پڑا
یارب قسمِ دستِ یداللہ تجھے　　دنیا نے بہت کلمہء حق ضبط کیا
اک ہاتھ کو اک ہاتھ کا محتاج نہ کر　　پھر چیخ کے یا حسینؑ کہنا ہی پڑا

کام آئیگی تربت میں ولائے حیدرؑ　　یارب میرے مرنے کو فسانہ کردے
لیجائیگی جنت میں ثنائے حیدرؑ　　سمتِ شہِ مظلومؑ روانہ کردے
بولیں گے نکیرین بچھادے آنکھیں　　حسرت ہے کہ ہوں دفن تہہ خاکِ شفا
لینے تجھے ساتھ اپنے وہ آئے حیدرؑ　　مٹی میری تسبیح کا دانہ کردے

چھوٹی سی لحد زمیں بناتے ہیں حسینؑ مدحِ حیدرؑ نہ کروں قائلِ قرآں ہوکر
لاشہ علی اصغرؑ کا چھپاتے ہیں حسینؑ کیوں میں کعبے سے پھر جاؤں مسلماں ہوکر
بانوؑ نہ نکل آئے کہیں مقتل میں انکا وعدہ ہے کہ ہم قبر میں آئینگے ضرور
خیمے کی طرف دیکھتے جاتے ہیں حسینؑ کیوں نہ مرجاؤں میں اس وعدے کے قرباں ہوکر

لاکھوں میں کوئی ایک نہ سرور ہوتا دنیا سے اٹھا لیکے جو نامِ حیدرؑ
عباسؑ کا زور زورِ حیدرؑ ہوتا کوثر کو چلا برِ سلامِ حیدرؑ
افسوس کہ لڑنے کی اجازت نہ ملی عصیاں ہوئے سدِ راہ تو رضواں نے کہا
ورنہ درِ کوفہ درِ خیبر ہوتا آنے دو اسے یہ ہے غلامِ حیدرؑ

ہوئی قبول اقامت قیام سے پہلے ہر چشم سے اشکوں کی روانی ہوجائے
نمازیں عرش پر پہنچی سلام سے پہلے مقبول میری مرثیہ خوانی ہو جائے
بڑے ہی دانا تھے ذبحِ حسینؑ کے دانے پہلے باری سے ہوں دو آنسو جاری
گئے بہشتِ بریں میں امامؑ سے پہلے ساون کی گھٹا شرم سے پانی ہوجائے

عباسؑ کی نگاہ میں کیا فوجِ شام ہے فطرت نے جو اشکوں میں مزہ رکھا ہے
عباسؑ مرتضیٰؑ کی تمنا کا نام ہے منسوب اسے شاہِ شہدا رکھا ہے
بارہ امام مذہبِ اسلام میں ہوئے دنیا غمِ شبیرؑ کو سوچے سمجھے
یہ مذہبِ وفا کا اکیلا امام ہے ہم نے تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

ہوگئے بے نیاز ہم سب سے جب آئے حرم شام سے کرتے ہوئے فریاد
خادمِ پنجتن ہوئے جب سے مقتل میں ہوئی سینہ زنی حد سے زیاد
یہ وسیلہ وسیلہ عجب ہے قبرِ شہداؑ پہ جس گھڑی دفن کے بعد
ہاتھ پکڑا ملا دیا رب سے پانی چھڑکا تو خوب روئے سجادؑ

علیؑ کو فاتحِ بدر و حنین کہتے ہیں حسینؑ عالمِ امکاں میں سرفراز ہے تو
اور حسنؑ کو نورِ شہِ مشرقین کہتے ہیں خدا کے بعد زمانے میں کارساز ہے تو
وفا کی منزلِ آخر کا نام ہے عباسؑ یہ شک مٹا دیا ہم نے نیاز دے دے کر
کمالِ صبر و رضا کو حسینؑ کہتے ہیں کہیں سمجھ نہ لے دنیا کہ بے نیاز ہے تو

یہ بات الگ ہے تجھے تسلیم نہیں ہے حضرتِ عباسؑ شاہِ لافتیٰ کے شیر ہیں
دستورِ خدا میں کہیں ترمیم نہیں ہے خندق و خیبر کے وہ یہ کربلا کے شیر ہیں
ہے نورِ خدا احمدؐ و حیدرؑ میں برابر کیوں نہ ہوں ہر جنگ میں یہ مثلِ حیدرؑ فتحیاب
یہ حکمِ مساوات ہے تقسیم نہیں ہے وہ خدا کے شیر یہ شیرِ خدا کے شیر ہیں

ماں کہتی تھی کیا ملال جھیلے ہونگے یوں کربلا میں ایک مسلمان آگیا
بہنیں نہیں ہیں پاس کس سے کھیلے ہونگے کچھ آیتیں لئے ہوئے قرآں آگیا
ہے رات اندھیری وہ ڈراؤنا جنگل وہ آگئے حسینؑ ہتھیلی پہ سر لئے
اصغرؑ مورے قبر میں اکیلے ہونگے اسلام جی اٹھا کہ نگہبان آگیا

سقائے حرم نے جو نہ پایا پانی   بہیں کتنے ہی اشک آنکھوں سے دریا ہو نہیں سکتا
غیرت سے تہہ خاک سمایا پانی   ہزاروں جلوے ہوں خالق کا جلوہ ہو نہیں سکتا
کیا عشق ہے کوثر پر سکینہؑ کے بغیر   علیؑ کے ماسوا انساں کوئی بھی ہو اے ماتھر
عباسؑ نے منہ سے نہ لگایا پانی   خدا کے گھر میں مر سکتا ہے پیدا ہو نہیں سکتا

ہیں یہی سطوتِ باطل کے مٹانے والے   بغور سُن لے زمانہ حسینؑ ایسے تھے
کشتیء عظمتِ اسلام بچانے والے   بقا فنا کو بنایا حسینؑ ایسے تھے
کربلا آج بھی کردار کا آئینہ ہے   چھری کے نیچے وہ خالق سے پیار کی باتیں
ایسے ہوتے ہیں محمدﷺ کے گرانے والے   اجل کو ہوگیا سکتہ حسینؑ ایسے تھے

کرار کا فرزند تھا کرار رہا　　کچھ عجب شان سے مرضیء الٰہی لے لی
جرار کا دلبند تھا جرار رہا　　دیں کے رہبر جو ہوئے دین پناہی لے لے
گھر میں پردیس میں اور تہہ خنجر بھی　　سونے والے تیرے بیدار نصیبے کی قسم
جس بات سے انکار تھا انکار رہا　　قبضہ بستر پہ کیا ساری خدائی لے لی

اس طرح طے منزلِ صبرورضا زینبؑ نے کی　　لاالہ تو پڑھ لیا اب لے مزہ تاثیر کا
امتِ جد کیلیئے حق سے دعا زینبؑ نے کی　　لاالہ کی تہہ کے نیچے خون ہے شبیرؑ کا
واقعہ میں کربلا کے رنگ دونوں نے بھرا　　لاالہ کے پڑھنے والو لاالہ سے پوچھ لو
ابتدا شبیرؑ نے کی انتہا زینبؑ نے کی　　لاالہ تو بچ گیا گھر لٹ گیا شبیرؑ کا

ہو سلام اُس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے امتحانِ عاشقی میں کیف پاتے ہیں حسینؑ
پاؤں میں آبلے ہیں آبلوں میں خار بھی ہے انتہائی مشکلوں میں مسکراتے ہیں حسینؑ
کہتا تھا طوقِ گراں آیا میرے حصے میں لافتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار
ورنہ اِس فوج میں خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے پڑھتے جاتے ہیں فرشتے بڑھتے جاتے ہیں حسینؑ

علیؑ جناب بھی بازوئے آنجناب بھی ہے کوئی کیا جانے احترامِ علیؑ
خدا کا شیر بھی ہے اور بوتراب بھی ہے کوئی سمجھا نہیں مقامِ علیؑ
صفوں کو جوڑنے والا علیؑ بوقت نماز اسمِ اعظم کے ڈھونڈنے والو
اگر ہو جنگ تو پھر صف شکن خطاب بھی ہے اسمِ اعظم فقط ہے نامِ علیؑ

نظر چراؤ تو دل اور دماغ جلتے ہیں　میں یہ نہیں کہتا کہ برابر تھے علیؑ
جنونِ عشق میں سینے کے داغ جلتے ہیں　پر احمدؐ مرسل کے برابر تھے علیؑ
ترابیوں نہ ڈرو قبر کے اندھیرے سے　معراج کی شب کھل گیا احوال تمام
تمہاری قبر میں چودہ چراغ جلتے ہیں　باہر تھے نبیؐ پردے کے اندر تھے علیؑ

عباسؑ کے لاشے پہ نبی ﷺ روئے ہیں　کہتے ہیں کہ اک ہُوک اٹھی قبرِ نبیؐ سے
بازوِ شہ والا کے لئے کھوئے ہیں　جب قبرِ نبیؐ پر یہ کہا جاکے کسی نے
احسانِ علمدارؑ نہ بھولیں گے شمیمؔ　اے شاہِ اممؐ شام کی راہوں میں کئی بار
ایک مشک سے لاکھوں کے گناہ دھوئے ہیں　مڑ مڑ کے پکارا ہے تمہیں بنتِ علیؑ نے

لحد ہو بند مگر حسرتِ دلی نکلے جب موت کا شیعوں کو پیام آتا ہے
صدا مزار سے یارب ولی ولی نکلے تائید کو حیدرؑ سا امامؑ آتا ہے
فرشتے قبر میں پوچھیں جو رشتہ ء الفت اللہ رے یہ فرشِ عزائے شبیرؑ
تو ہر ایک تارِ کفن سے علیؑ علیؑ نکلے اِس پہ پسرِ فاطمہؑ کام آتا ہے

علیؑ کے لعل تھے شاہِ انام ہوجاتے اکبرؑ نے کہا دعائیں بابا پڑھنا
شریکِ آلِ نبی لا کلام ہوجاتے قرآں میرے لاشے پہ بہت سا پڑھنا
وقارِ حضرتِ عباسؑ کم نہیں تھا قمر شاید کہ میرے لاشے پہ قاصد آجائے
پلاتیں دودھ جو زہراؑ امام ہوجاتے تلقین کے بدلے خطِ صغراؑ پڑھنا

وفا کو ناز ہے جس پر اسے عباسؑ کہتے ہیں
جب حُر کا گناہ شاہِ امم نے بخشا

لگے جو ثانیء حیدرؑ اسے عباسؑ کہتے ہیں
قطرے کو شرف بحرِ کرم نے بخشا

جو پتھر پر علم گاڑے اسے کہتے ہیں سب حیدرؑ
گردوں سے ندا آئی کہ اے پیارے حسینؑ

علم گاڑے جو پانی پر اسے عباسؑ کہتے ہیں
بخشا جسے تُو نے اسے ہم نے بخشا

ایماں کی تصویر نظر آتی ہے
چھوٹی سے لحد زمیں بناتے ہیں حسینؑ

قرآن کی تفسیر نظر آتی ہے
لاشہ علی اصغرؑ کا چھپاتے ہیں حسینؑ

اللہ تیرے گھر کی فضا اے زہراؑ
بانوؑ نہ نکل آئے مقتل میں

تطہیر ہی تطہیر نظر آتی ہے
خیمے کی طرف دیکھتے جاتے ہیں حسینؑ

کبھی فلک سے کبھی عرش سے سلام آیا  جمے تھے ظلم و ستم کے مقابلے میں حسینؑ
کبھی شہادتِ عظمیٰ کا بھی پیام آیا  علیؑ کی مثل تھے حق کے معاملے میں حسینؑ
خدا تو کام ہی آتا ہے سارے بندوں کے  بلند تھے سرِ محفل نبیؐ کے ہاتھوں پر
حسینؑ بندہ وہ ہے جو خدا کے کام آیا  غدیرِ خم میں علیؑ اور مباہلے میں حسینؑ

جمالِ عشق و محبت کا آئینہ عباسؑ  ذکرِ رسولؐ فرض ہے نامِ خدا کے بعد
کمالِ عزم و عمل پیکرِ وفا عباسؑ  پڑھیے درود تزکرہء مصطفیٰؐ کے بعد
لبِ فرات وہ جوہر دکھادئے تُو نے  سبطِ نبیؐ کی طرح توقیر کیجئے
علیؑ کی روح پکاری کہ مرحبا عباسؑ  نامِ حسینؑ لیجئے صلِ علیٰ کے بعد

کیا مرتبہ سلطانِ حجازی کا ہے    احمد ﷺ کی محبت میں مزہ ملتا ہے
کیا عز و شرف امامِ غازی کا ہے    اور روزِ جزا اُسکا صلہ ملتا ہے
سجدے کا نشاں دیکھ کے سب کہتے تھے    کیا نامِ محمد ﷺ ہے پڑھو صلِ علیٰ
نیزے پہ یہ سر کسی نمازی کا ہے    اس نام کے لینے سے خدا ملتا ہے

دریا سے سکینہؑ کا جو سقی نکلا    کہاں سے لاؤں زباں مدحِ فاطمہؑ کیلئے
سقائی کا ارمان نہ اصلا نکلا    خدا پہ چھوڑدو اس بات کو خدا کیلئے
پانی میں ملا بہہ کر لہو تو کہا    یہ بات کافی ہے بس مدحِ فاطمہؑ کیلئے
دریا بھی میرے خون کا پیاسہ نکلا    حسینؑ دیدیا اسلام کی بقا کیلئے

میں تولاّ سے عبادت کا بھرم رکھتا ہوں     تیغِ حیدرؑ سے بچا کب کوئی خودسر باقی
دردِ دل سوزِ جگر دیدہء نم رکھتا ہوں     امر باقی نہ کہیں مرحب و عنتر باقی
قوّتِ دل کیلئے ذکر خدا سے پہلے     آمدِ بنتِ اسد کی ہے نشانی موجود
یاعلیؑ کہہ کے مصلے پہ قدم رکھتا ہوں     آج تک کہتی ہے دیوار کہ ہے در باقی

عابدؑ سا جگر دار نہ دیکھا نہ سنا     اوج پر نامِ حسینؑ ابنِ علیؑ بڑھتا گیا
اور قافلہ سالار نہ دیکھا نہ سنا     حد ہے ہر شے کی مگر یہ حد سے بھی بڑھتا گیا
اسلام کو جو صحتِ کامل بخشے     ماہِ نو گھٹ کر بڑھا بڑھکر گھٹا پھر بڑھ گیا
ایسا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا     چاند زہراؑ کا بڑھا ایسا کہ پھر بڑھتا گیا

حق نے اپنے نور سے پہلے بنائے پنجتن    اعزازِ مصطفیٰؐ میں شریعت کھڑی رہی
پھر زمیں پر صورتِ قرآن آئے پنجتن    دروازہء بتولؑ پہ رحمت کھڑی رہی
جسطرح تطہیر میں یکجا ہوئے ہیں پانچ تن    دوشِ نبیؐ پہ سجدے میں آکر چڑھے حسینؑ
اس طرح ذاتِ محمد ﷺ میں سمائے پنجتن    بیٹھے رہے حسینؑ عبادت کھڑی رہی

حیدرؑ کی عطا پہ ہل اتیٰ شاھد ہے    فاطمہؑ کا مہ لقا بزمِ شہادت کا چراغ
شمشیر زنی پہ لافتیٰ شاھد ہے    ہوگیا رخصت جلا کر بن میں وحدت کا چراغ
کعبے کی ولادت کے محمدؐ ہیں گواہ    رہ گئی تنہا اندھیرے بن میں جب لاشِ حسینؑ
مسجد کی شہادت کا خدا شاھد ہے    خود بخود گُل ہوگیا زہراؑ کی تربت کا چراغ

دردوالم کا مرکز احساس بن گئی وہ نور جس کو شہِ مشرقین کہتے ہیں
بے آس قافلے کیلیئے آس بن گئی اسی کو نورِ خدا نورِ عین کہتے ہیں
دن ڈھل گیا تو شامِ غریباں کے ساتھ ہی بکھر گیا تو یہی نور کائنات بنا
بیٹی علیؑ کی حضرتِ عباسؑ بن گئی سمٹ گیا تو اسی کو حسینؑ کہتے ہیں

خدا کا حکم ہے کعبے میں در بنا جو چکے ممتاز علیؑ کو ہر بشر سے پایا
فرشتہ دیکھ لے میہمان کا قدم نہ رکے مقام خدائے بحروبر سے پایا
بلند ہو قدِ آدم سے اتنا دروازہ پہلے ملے علیؑ خدا کے گھر سے
بتوں کے سامنے بنتِ اسد کا سر نہ جھکے پھر خدا کو علیؑ کے گھر سے پایا

ذی حج میں غم و درد کی طغیانی ہے رہ گئی دشت میں تنہا تو وطن یاد آیا
عشرے کی طرح اس میں بھی ویرانی ہے پانی دیکھا تو ہر اک تشنہ دھن یاد آیا
رو لو کہ محرم بھی قریب آیا لیکے ہر چیز مدینے سے چلی تھی زینبؑ
مسلمؑ کی نویں کو ہوئی قربانی ہے لاش پر بھائی کے پہنچی تو کفن یاد آیا

دنیا مجھے ایسا کوئی معمار بتادے اکبرؑ نے جو گھر موت کا آباد کیا
بہتے ہوئے پانی پہ جو دیوار بنادے صغراؑ کو دمِ نزع بہت یاد کیا
اصغرؑ جو چلے رن کو تو زینبؑ نے دعا دی ہچکی جو اجل کی آئی تو اکبرؑ نے کہا
اللہ تجھے حیدرِ کرارؑ بنادے شاید میری صغراؑ نے مجھے یاد کیا

هم کیا بتائیں آپکو کیسے حسینؑ ہیں
شانِ مظلومی وغربت کے دکھانے والے
خالق کو اِن پہ ناز ہے ایسے حسینؑ ہیں
کام بگڑے ہوئے خلقت کے بنانے والے
حق کی رضا میں دین پہ گھر کو کیا نثار
صفحہء دہر میں ابتک ہے تیرا نام حسینؑ
دنیا میں ایسا کون ہے جیسے حسینؑ ہیں
مٹ گئے خود تیری ہستی کے مٹانے والے

فرازِ دار سے میثمؓ بیاں دیتے ہیں
جسکی عینِ حرمِ حق میں ولادت ہوجائے
رہیگا ذکرِ علیؑ ہم زباں دیتے ہیں
کیوں نہ وہ قبلہء اربابِ ارادت ہوجائے
صفیں بناؤ محبو کہ دار پہ میثمؓ
اُسکی خود اپنی عبادت کی ادا کیا ہوگی
نمازِ عشقِ علیؑ کی اذاں دیتے ہیں
جسکے چہرے پہ نظر کرنا عبادت ہوجائے

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا
چمکتا ہے کہاں افلاک پہ مہرِ مبیں ایسا
پر چشمِ علیؑ میں نہ سمائی دنیا
کہاں ہوگا ولایت کی انگوٹھی میں نگیں ایسا
جتنا کہ اٹھایا درِ خیبر کو بلند
خدا محفوظ رکھے چشمِ بد سے حُسنِ حیدرؑ کو
نظروں سے اُسی قدر گرائی دنیا
بڑی مشکل سے پایا ہے نبیؐ نے جانشیں ایسا

کیا خوب علیؑ کی زندگانی گزری
خوشی سے سر کو کٹائے کوئی تو ہم جانیں
ہر ساعت عبادت میں سہانی گزری
خود اپنے گھر کو لٹائے کوئی تو ہم جانیں
سجادہء طاعت پہ رہے پیری میں
بشر جہان میں خدا بھی بنا نبی بھی بنا
میدانِ شجاعت میں جوانی گزری
حسینؑ بن کے دکھائے کوئی تو ہم جانیں

یہ بزمِ عزائے پسرِ زہراؑ ہے
بیٹھو با ادب یاں گزرِ زہراؑ ہے
رومال میں ہر اشک جمع کرتی ہیں
ہر چشم کے اوپر نظرِ زہراؑ ہے

مجھ سے بے زر کو اگر چاہیں تو حیدرؑ دیدیں
تاج سلطانی کا دیں تختِ سکندر دیدیں
اُنکے دینے کی ہے کیا حد وہ یداللہ ٹھرے
وہ اگر چاہیں تو اللہ کا سب گھر دیدیں

اپنی رحمت کو ذرا اور بھی وسعت دیدے
پرسشِ حشر سے پہلے مجھے جنت دیدے
تجھ کو منظور نہیں گر تو خطا میری معاف
مجھ کو اشکِ غمِ شبیرؑ کی قیمت دیدے

بازوئے شہنشائے اُمم آتا ہے
کس شان سے سقائے حرم آتا ہے
غل ہے یہ لعینوں میں کہ ہشیار رہو
عباسِ علیؑ لیکے علم آتا ہے

گیتی پہ فلک کا ماہ پارہ اترا اصحاب نے پوچھا جو علیؑ کو دیکھا
لیکر درِ حیدرؑ کا سہارا اترا معراج میں حضرت نے کسی کو دیکھا
اللہ رے زہراؑ کی عبادت کا شرف کہنے لگے مسکرا کے محبوبِ خدا
تسبیح بنانے کو ستارہ اترا واللہ جہاں دیکھا علیؑ کو دیکھا

ہر ایک وصف جو کہ رسولِ خدا میں ہے حق کے اوپر کربلا میں سر کٹاتے ہیں حسینؑ
وہ وصف بالیقین حسنِ مجتبیٰؑ میں ہے اے مسلمانوں تمہیں جینا سکھاتے ہیں حسینؑ
غصے پہ ہے خدا کو بھی قابو انہیں بھی ہے حق و باطل کا ہوا یوں کربلا میں فیصلہ
جو بات ہے خدا میں وہی ناخدا میں ہے قتل کرتا ہے یزید اور فتح پاتے ہیں حسینؑ

وہ نورِ حق رخِ مولا سے آشکارا ہے　　گر معرفتِ حیدرِ ثانی ہوجائے
کہ جس کے سامنے خورشید بھی ستارا ہے　　کچھ اور ہی اندازِ جوانی ہوجائے
قمر میں داغ ہے تشبیہ اُس سے دوں کیونکر　　عباسِؑ علیؑ کہہ کے اٹھائے جو قدم
یہ نور وہ ہے کہ قرآں بھی جسکا پارا ہے　　ہو آگ کا دریا بھی تو پانی ہوجائے

ہم تو حق بات کہیں گے کہ زباں رکھتے ہیں　　پہلے یہ مان لے کہ ہیں مشلکشا علیؑ
بت شکن کفر شکن عزمِ جواں رکھتے ہیں　　پھر دیکھ تیرے واسطے کرتے ہیں کیا علیؑ
دوشِ احمدؐ سے بہت مہرِ نبوت ہے قریب　　ٹل جاتی ہیں ہماری تو ساری مصیبتیں
دیکھنا یہ ہے علیؑ پاؤں کہاں رکھتے ہیں　　ہم جب کبھی خلوص سے کہتے ہیں یا علیؑ

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں
ولائے آلِ پیمبرؐ سے جن کو کام نہیں
جگر کی آگ دبی ہے ابھی بجھی تو نہیں
وہ جی رہے ہیں مگر زندگی کا نام نہیں
وہ تیغِ ظلم سے گردن شہیدِ اعظم کی
زمانہ دیکھ لے تسبیحِ عصمتِ زہراؑ
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں
بھلا وہ کونسا دانہ ہے جو امامؑ نہیں

حسینؑ ابنِ علیؑ عباسؑ ابنِ حیدرؑ صفدر
ذکرِ مظلوم جو ہر سال کیا کرتے ہیں
سپرِ امام کی وقتِ امتحاں یہ بھی ہیں اور وہ بھی
زخمِ دل اشکوں کی ڈوری سے سیا کرتے ہیں
مگر ام البنینؑ کو حضرتِ زہراؑ سے کیا نسبت
کوئی مانے یا نہ مانے پہ حقیقت یہ ہے
یہ ہے عباسؑ کی قسمت کہ ماں یہ بھی ہیں اور وہ بھی
غمِ اولادِ پیمبرؐ میں جیا کرتے ہیں

سوتے ہی کب تھے ساقیء کوثر تمام رات
یوں پانی وہ فاطمہؑ کا جانی مانگے
کرتے تھے ذکرِ خالقِ اکبر تمام رات
یعنی علی اصغرؑ کی زبانی مانگے
بیدر بختیء شبِ ہجرت گواہ ہے
یوں شمر کہے یہ حُرملہ سے مار وہ تیر
بس ایکبار سوئے ہیں حیدرؑ تمام رات
جس تیر کا مارا نہ کبھی پانی مانگے

کیا پیاس تھی جس سے سارا لشکر تپا
جلوہ رخِ تاباں کا دکھا دو مجھکو
کیا زخمِ سناں تھا جس سے اکبرؑ تپا
چین آئے کس طرح یہ بتا دو مجھ کو
مچھلی بھی نہ تڑپے کبھی یوں خشکی میں
پردہ شبِ معراج یہی کہتا تھا
جس طرح سے تیر کھا کے اصغرؑ تپا
گر غیر نہیں ہے تو اٹھا دو مجھکو

علیؑ و فاطمہؑ کے نورِ عین دیدینگے رشتہ غمِ سرور سے لگا رکھا ہے
مزاج دانِ مشیت ہیں چین دیدینگے جز پنجتن پاک کیا رکھا ہے
جو بات آئی پسر کی کہا یہ راہب نے ہم مرگئے ہوتے غمِ سرور کی قسم
اگر خدا نہیں دیگا حسینؑ دیدینگے اس مرثیہ خوانی نے جلا رکھا ہے

بندہ کوئی اسرارِ خدا کیا جانے خورشید سرِ شام کہاں جاتا ہے
طاعت واجب ہے دل سے اتنا جانے روشن ہے دبیرؔ پر یہ جہاں جاتا ہے
اللہ و محمدؐ و علیؑ ہیں مولا مغرب ہی کی جانب ہے مزارِ حیدرؑ
مولا، مولا کا فرق مولا جانے یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

میری نجات کو شہِ مشرقینؑ ملے    اے بنتِ نبیؐ جزوِ رسالت ہے تُو
جنابِ فاطمہ زہراؑ کے نورِ عین ملے    تقویتِ ارکانِ ہدایت ہے تُو
یہی دعا ہے کہ محشر کے سخت لمحوں میں    میدانِ مباہلہ میں یہ راز کھلا
تجھے یزید ملے اور مجھے حسینؑ ملے    مابینِ نبوت و امامت ہے تُو

عباسؑ نے وہ کام کیا ہے حیات میں    ممتاز علیؑ کو ہر بشر سے پایا
عنوان بن گیا ہے وفا کی کتاب میں    مقام خدائے بحروبر سے پایا
دنیا سمجھ رہی تھی کہ بھرتا ہے مشک کو    پہلے ملے علیؑ خدا کے گھر سے
بیعت ڈبورہا تھا وہ سقہ فرات میں    پھر خدا کو علیؑ کے گھر سے پایا

روئے یہ غمِ بادشہِ عالی ہے آگاہ ہو اللہ سے ڈرنے والے
اور موت کسی نے بھی نہیں ٹالی ہے محتاج ہیں زندوں کے مرنے والے
اللہ کرے غریقِ رحمت اُنکو اک سورہ الحمد و قل بحقِ زہراؑ
اس بزم میں جن جن کی جگہ خالی ہے اے گورِ غریباں سے گزرنے والے

وہ تخت کہاں ہیں اور کہاں تاج ہیں وہ جب ہواؤں میں نمی محسوس کی عباسؑ نے
جو اوج پہ تھے زیرِ زمیں آج ہیں وہ احتیاطاً سانس اپنی روک لی عباسؑ نے
قرآن کو لکھ لکھ کے وقف جو کرتے تھے موجِ کوثر سر اٹھا کر دیکھتی ہی رہ گئی
اک سورہ الحمد کے محتاج ہیں وہ اتنی اونچائی پہ رکھ دی تشنگی عباسؑ نے

چہلم ہے آج سرورِ عالی مقام کا　خوشا وہ باپ وہ میرِ سپاہِ بدر و حنین
عریاں ہے سر رسول علیہ السلام کا　خوشا وہ جانِ شہادت وہ سیدِ کونین
فضہ پکاری بیبیوں آکر شریک ہو　علیؑ علیؑ کا وظیفہ نویدِ فتح و ظفر
سجادؑ دفن کرتے ہیں لاشہ امام کا　ہجومِ رنج و بلا ہو تو پھر حسینؑ حسینؑ

سر غیر کے آگے نہ جھکانے والا　شب تیرگیء ذوق پایا تُو نے
نیزے پہ بھی قرآن سنانے والا　احساس کا معجزہ دکھایا تُو نے
اسلام سے کیا پوچھتے ہو کون حسینؑ　سوئی ہوئی دنیا کو جگا کر مولا
اسلام کو اسلام بنانے والا　جاگے ہوئے فتنے کو سلایا تُو نے

تُو نے اے حسینؑ خاک کا رتبہ کا بڑھا دیا    حاصل علیؑ کے گھر کو عجب امتیاز ہے
صحرائے نینوا کا مقدر جگا دیا    سجدہ جہاں جہاں ہے ضربت نماز ہے
اپنے لہو سے دشت میں روشن کئے چراغ    اک ضرب ہے عبادتِ ثقلین پہ بلند
فرشِ زمیں کو عرشِ معلیٰ بنا دیا    اک سجدہء وفا پہ شہادت کو ناز ہے

جہاں میں صبر و تحمل کے آسماں ہیں حسینؑ    حر کو شبیرؑ نے جب رن کی اجازت دیدی
مٹا سکا نہ جسے ظلم وہ نشاں ہیں حسینؑ    نار کو نور کیا اور شہادت دیدی
یزید تیری خودی نے تجھے فریب دیا    کیا سخاوت ہے حسینؑ ابن علیؑ کی واللہ
تیرا خیال غلط تھا کہ ناتواں ہیں حسینؑ    جام کوثر کا دیا رہنے کو جنت دیدی

دریا پہ جو عباسِ علمدارؑ گئے تکمیلِ عبادت کے لئے آیا ہوں
ظاہر میں وہ پانی کے طلبگار گئے محشر میں شفاعت کے لئے آیا ہوں
تھا بیچ میں دریائے شجاعت حائل چہرے سے ہٹادیجئے غیبت کی نقاب
دو ہاتھ میں اِس پار سے اُس پار گئے مولا میں زیارت کے لئے آیا ہوں

لاشے پہ جب حسینؑ کے آئی زینبؑ
آفت کے سخن لب پہ یہ لائی زینبؑ
بھائی نہ ملے گا مجھے تجھ سا بھائی
ڈھونڈے گی اگر ساری خدائی زینبؑ

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے آج سردار و علمدارؑ جدا ہوتے ہیں
رن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے شہؑ ادھر روتے ہیں عباسؑ اُدھر روتے ہیں
رستم کا بدن زیرکفن کانپ رہا ہے یہ بیاں کرکے حسینؑ اشکوں سے منہ دھوتے ہیں
خود قصرِ سلاطینِ زمن کانپ رہا ہے بھائی کو بخششِ امت کیلئے کھوتے ہیں
شمشیر بکف دیکھ کے حیدرؑ کے پسر کو کسطرح صبر کریں صبر نہیں آتا ہے
جبریلؑ لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے پر کو خلق سے فوجِ حسینیؑ کا نشاں جاتا ہے

تاریخ دوسری تھی کہ داخل ہوئے امام جب بے چراغ قبرِ رسولِؐ خدا ہوئی
اور تیسری کی صبح کو آئی سپاہِ شام یعنی بتولؑ صاحبِ رختِ عزا ہوئی
چوتھی کو شمر کے ہوئی آنے کی دھوم دھام زینبؑ ہزار بلا میں مبتلا ہوئی
اور پانچویں کو دشتِ ستم بھر گیا تمام لوٹی گئی اسیر ہوئی بے ردا ہوئی
نرغہ ہوا چھٹی سے شہ مشرقین پر یہ اور ظلم ہے فلکِ بد خصال کا
ہفتم سے بند ہوگیا پانی حسینؑ پر کوفے میں داخلہ ہے محمدﷺ کی آل کا

اکبرؑ کو نیزہ مارا جو ابنِ نمیر نے — جس وقت شہِ دیں سے جدا ہوگئے عباسؑ
غش کھایا ہم شبیہ رسولِ قدیر نے — اور شاہِ شہیداں پہ فدا ہوگئے عباسؑ
نرغہ کیا جو پیاسے پہ فوجِ شریر نے — بھائی کے لئے ملکِ بقا ہوگئے عباسؑ
پوتے کو آکے تھاما جنابِ امیرؑ نے — شہؑ کہتے تھے کیا ہم سے جدا ہوگئے عباسؑ

راکب کے تن سے عزمِ جناں روح نے کیا — لشکر کی میرے مٹ گئی زیبائی کی صورت
زہراؑ کا قلب مرکبِ مجروح نے کیا — اب کیا نظر آوے گی نہیں بھائی کی صورت

شبیرؑ نے حبیب مظاہرؑ سے یوں کہا — آندھیاں غم کی چلیں باغِ تمنا اجڑا
لڑنے کو تو نہ جا کہ بڑھاپا ہے اب تیرا — کنبہ زہراؑ کا لٹا ہائے مدینہ اجڑا
اُس نے کہا کہ اے پسرِ شاہِ لافتیٰ — گود بانوؑ کی تو بے شیرؑ کا جھولا اجڑا
تم پر ہزار جان سے ہوجاؤں میں فدا — آگ خیموں میں لگی خانہء کعبہ اجڑا

ہر چند پیرِ خستہ تن و ناتواں شدم — کل بھرا گھر تھا مگر آج یہ ویرانی ہے
ہر گہ نظر بہ رُوئے دو کرم جواں شدم — صرف صغراؑ کی درِ شہ پہ نگہبانی ہے

زینبؑ دلِ حبیبؐ الٰہی کا چین ہے　　عطرِ گلِ حدیقہء ایماں حسینؑ ہے
زینبؑ نظیرِ فاتحِ بدر و حنین ہے　　تازی ہو جس سے روح ہو ریحاں حسینؑ ہے
زینبؑ جنابِ فاطمہؑ کی نورِ عین ہے　　زانو نبیؐ کا رحل ہے قرآں حسینؑ ہے
زینب شریکِ کارِ امامِ حسینؑ ہے　　پانی ملا نہ جس کو وہ مہماں حسینؑ ہے

زینبؑ حسینیت کی مکمل کتاب ہے　　صحرائے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
زینبؑ یزیدیت کا مدلل جواب ہے　　فاقہ تھا تیسرا کہ گلے پر چھری چلی

کیا پیشِ خدا صاحبِ توقیر ہیں زہراؑ　　آئین کس قدر ہے منظّم حسینؑ کا
خاتونِ جناں مالکِ تطہیر ہیں زہراؑ　　ہر درد کا علاج ہے یہ غم حسینؑ کا
اُم الحسنؑ و مادرِ شبیرؑ ہیں زہراؑ　　درسِ رضا و صبر ہے ماتم حسینؑ کا
سرتابہ قدم نور کی تصویر ہیں زہراؑ　　پیغامِ زندگی ہے محرم حسینؑ کا

شوہر کو جو پوچھو تو شہنشاہِ عرب ہیں　　ذکرِ غریب سے سندِ فیضِ عام لو
بیٹی ہیں نبیؐ کی یہ حسب ہے وہ نسب ہے　　جینا جو چاہتے ہو تو بیکس کا نام لو

لڑ چکے جب رفقا شہؑ کے ستمگاروں سے　　جسدم نظر سے بانوؑ کے اکبرؑ نہاں ہوئے
اور قاسمؑ بنا ٹکڑے ہوا تلواروں سے　　تڑپا یہ دل کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے
پسرِ سعد نے پوچھا یہ خبرداروں سے　　بولی کہ میری جان روانہ کہاں ہوئے
کون اب آئیگا شبیرؑ کے غمخواروں سے　　غم کس کا کیجیئے نامِ خدا اب رواں ہوئے
بولا وہ باقی لڑائی بڑی تلوار کی ہے　　عشقِ پدر اُنہیں ہمیں اِنکا خیال ہے
آمد اب فوجِ حسینیؑ کے علمدار کی ہے　　مڑکر ادھر نہ دیکھا کہ کیا ماں کا حال ہے

نشانِ فاتحِ بدروحنین ہیں زینبؑ　　زہراؑ کی طرح صاحبِ توقیر ہیں زینبؑ
علیؑ کی جان تو زہراؑ کا چین ہیں زینبؑ　　ہمشیرِ حسنؑ خواہرِ شبیرؑ ہیں زینبؑ
غریب مثلِ شہِ مشرقین ہیں زینبؑ　　پروردہء گہوارہء تطہیر ہیں زینبؑ
ثبات و عزم میں بالکل حسینؑ ہیں زینبؑ　　بنتِ شہِ کونین کی تصویر ہیں زینبؑ
کھلے جو بال تو خود ظلم کو حجاب آیا　　تمثیل نہیں ہے کوئی عالی نسبی کی
پڑھا جو خطبہ تو کوفے میں انقلاب آیا　　بیٹی ہیں علیؑ کی تو نواسی ہیں نبیؐ کی

جب آسماں پہ صبح کا تارا ہوا عیاں — ارشاد سن کے باپ کا وہ یوسفِ زماں
بھائی بہن میں ہونے لگی غم کی داستاں — تحت الحنک کو کھول کے دینے لگا اذاں
اکبرؑ سے اشک بھر کے یہ بولے شہِ زماں — بالکل تھا لحنِ حضرتِ داؤدؑ کا سماں
وقتِ نمازِ صبح ہے اے میرے نوجواں — زینبؑ دیا یہ دیتی تھیں اے ربِ دو جہاں
ارمان کچھ تو دکھیا بہن کے نکال دے — دولہا بنے پہ عمر بڑھی نورِ عین کی
آج آخری اذاں میرے یوسف جمال دے — اٹھارہ سال کی ہے کمائی حسینؑ کی

قتل جب مسلمِؑ مظلوم ہوا کوفے میں — یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے
خوں مدینے کے مسافر کا بہا کوفے میں — بے مثل ہے سخی وہ جو سر بھی عطا کرے
اُنکے بیٹوں کا نشاں جب نہ ملا کوفے میں — غازی وہ ہے بلا میں جو تنہا وغا کرے
حکم یہ حاکمِ کوفہ نے دیا کوفے میں — صابر وہ ہے جو فاقوں میں شکرِ خدا کرے
ڈھونڈو جس جا ہوں چھپے نورِ نظر مسلمؑ کے — کس فرد میں یہ دفترِ جاہ و جلال ہے
قید سے بھاگنے پائیں نہ پسر مسلمؑ کے — واللہ اک حسینؑ میں یہ سب کمال ہے

ایماں کی سند ہے محبت حسینؑ کی
مثلِ نماز فرض ہے اطاعت حسینؑ کی
ہفتادہ حج ہے ایک زیارت حسینؑ کی
لازم ہے کائنات میں حجت حسینؑ کی
ایمان انکی جان ہے یہ ایماں کی جان ہے
قرآں فقط دہن ہے یہ گویا زباں ہے

جب مدینے سے روانہ ہوئے سلطانِ زمنؑ
فاطمہؑ صغراؑ کو فرقت کے کہے چند سخن
کہا صغراؑ نے سکینہؑ سے بصد رنج و محن
کام ایک اپنا تجھے سونپتی ہے تیری بہن
چھوٹے بھائی کو میری یاد دلاتی رہنا
اک بہن اور ہے اصغرؑ کو بتاتی رہنا

پہنچے جب لاشہء اکبرؑ پہ شہِ جن و بشر
دیکھا ہے نزع کے عالم میں جوں نورِ نظر
بیٹھ گئے پہلو میں فرمانے لگے یہ سرورؑ
آخری ہو جو تمنا تو بتادو اکبرؑ
بولے حسرت ہے جو ممکن ہو شہِ والا کو
دیکھ لوں مرنے سے پہلے میں بہن صغراؑ کو

کرکے منہ سوئے مدینہ یہ شہِ دیں نے کہا
دو انگلیوں کے میرے درمیاں دیکھو بیٹا
گھر کے دروازے پہ اس آس میں ابتک صغراؑ
منتظر بیٹھی ہے اب آئینگے مجھے لینے بھیا
دیکھا اکبرؑ نے تو بابا سے تڑپ کر یہ کہا
گھر کے دروازے پہ بیہوش پڑی ہے صغراؑ

تو اپنے ایک جام پہ ناز‌اں ہے ساقیا مغرور کیوں ہے جام پہ تو اپنے ساقیا
چودہ پلانے والے ہیں پرواہ ہے مجھ کو کیا میں دو سرا میں رکھتا ہوں چودہ کا آسرا
بتلائے دیتا ہوں تجھے میخانوں کا پتہ کوئی نجف میں ہے کوئی مابینِ سامرا
بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا یثرب میں کوئی طوس میں ہے میرا مدعا
خورشید مدعا میرا برجِ شرف میں ہے یکتا ہے مے فروش میرے مشرقین میں
اک کربلا میں اک مرا ساقی نجف میں ہے کوئی ہے کربلا میں کوئی کاظمین میں

جب چلا اپنے وطن سے باد شاہِ کربلا یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے
اپنے لشکر کا علم عباسِ غازی کو دیا بے مثل ہے سخی وہ جو سر بھی عطا کرے
مادرِ عباسؑ نے جس وقت یہ مژدا سنا غازی وہ ہے بلا میں جو تنہا وغا کرے
ہاتھ اٹھا کر مہر و شفقت سے لگی کرنے دعا صابر وہ ہے جو فاقوں میں شکرِ خدا کرے
خدا رکھے جہاں میں فاطمہ کی آل کو کس فرد میں یہ دفترِ جاہ و جلال ہے
اور مبارک ہو علم میرے علی عباسؑ کو ہاں جمعِ حسینؑ میں یہ سب کمال ہے

مدت کے بعد آئے مدینے میں سوگوار     ہوا جو شاہؑ کے لشکر میں قحط پانی کا
کچھ یاد آگیا جو بھولے آئے بیقرار     عجیب حال ہوا فاطمہؑ کے جانی کا
اکبرؑ ہیں ساتھ اور نہ عباسِؑ علمدار     کبھی خیال تھا اکبرؑ کی نوجوانی کا
عابدؑ برھنہ پا ہیں تو زینبؑ ہیں دلفگار     کبھی ملال تھا اصغرؑ کی بے زبانی کا

قبرِ نبیؐ پہ زینبؑ مضطر کے تھے یہ بین     کبھی بہن کیلیئے بے قرار ہوتے تھے
نانا دہائی ہے ہم سے جدا ہوگئے حسینؑ     کبھی سکینہؑ کا منہ دیکھ کے روتے تھے

جب کی شب قبرِ نبیؐ پر گئے شبیرؑ     اے نانا کے روضے میرا گھر ہوتا ہے ویراں
رخصت کو مہِ آلِ پیمبر گئے شبیرؑ     اے قبر حسینؑ آج کی شب ہے تیرا میہماں
قندیل جو روشن کی تو غش کرگئے شبیرؑ     کل صبح میری آخری منزل کا ہے ساماں
زینبؑ نے یہ جانا کہ بس اب مرگئے شبیرؑ     کل روح میرے نانا کی ہوئے گی پریشاں
تھی غش میں ندا ہم اسی حسرت میں مرینگے     اے قبر میں دکھ پاؤنگا پردیس میں جاکر
اب روشنی اس قبر پہ کاہے کو کرینگے     تُو شق ہو تو نانا سے لپٹ جاؤں میں آکر

لفظوں کا وضو ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے — تطہیر فاطمہؑ کی طبیعت کا نام ہے
یہ دل کی کسک حرف کے سانچے میں ڈھلی ہے — اسلام شاہزادی کی سیرت کا نام ہے
مجلس ہے وہ آغوش ولا جس میں پلی ہے — تسبیح ہی حبِ حق کی علامت کا نام ہے
یہ رسمِ عزا دہر میں زینبؑ سے چلی ہے — زہراؑ کتابِ حق کی آیت کا نام ہے
زندہ کیا بھائی کی شہادت کو بہن نے — غم میں سپر ہے فاتحِ بدر و حنین کی
تیغوں کا فسانہ کہا بازو کی رسن نے — معیارِ صبر یہ ہے کہ ماں ہے حسینؑ کی

رضا جہاد کی جب لیکے مرگئے اکبرؑ — قافلہ آلِ محمدؐ کا سوئے شام چلا
پکارے شاہؑ یہ کیا ہم سے کرگئے اکبرؑ — لیکے کچھ خون سے لکھے ہوئے پیغام چلا
ضعیف باپ سے چھٹ کر کدھر گئے اکبرؑ — روندتا پیروں سے ہر گردشِ ایام چلا
ہمیں بھی پاس بلالو جدھر گئے اکبرؑ — ہاتھ بندھوائے پئے نصرتِ اسلام چلا
وہ برچھی سینے پہ کھائی کہ دل سے آہ نہ کی — اک سر ختم ہے اک اور سفر کرنا ہے
ضعیف باپ کی تنہائی پر نگاہ نہ کی — کربلا فتح ہوئی شام کو سر کرنا ہے

پہنچی یہ سکینہؑ کو خبر جبکہ کسی سے — سحر کو آلِ نبیؐ جب میانِ شام آئے
دریا پہ لڑائی ہوئی عباسِ علیؑ سے — عزائے شاہ میں گریان و تشنہ کام آئے
سن کے لگی کہنے وہ تب اپنی چچی سے — عریضہ چاک گریبان پھٹے تمام آئے
آخر یہ ہوا صدمہ میری تشنہ لبی سے — تماشے کیلیۓ یہ کہہ کے خاص و عام آئے

سنتی ہوں کے دریا کے کنارے گئے عباسؑ — مقامِ سیر ہے بھوکی پیاسیاں آئیں
کیا جانئے جیتے ہیں کہ مارے گئے عباسؑ — چلو چلو کہ نبیؐ کی نواسیاں آئیں

رلا رہی ہے دلوں کو لٹی ہوئی سرکار — گزرِ منزلِ تسلیم رضا مشکل ہے
نہ پیدلوں کے پرے ہیں نہ مرکبوں کی قطار — سہل ہے عشقِ بشر عشقِ خدا مشکل ہے
اجڑ گیا وہ چمن ہوگئی خزاں وہ بہار — وعدہ آسان ہے وعدے کی وفا مشکل ہے
نہ کوئی حاجب و درباں نہ کوئی خدمتگار — جن کے رہتے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے

مقام ہُو کا ہے جس جا نگاہ پڑتی ہے — یہ فقط کام ہوا فاطمہؑ کے جانی سے
حضور کے درِ دولت پہ خاک اڑتی ہے — مشکلیں جتنی پڑیں کاٹیں سب آسانی سے

سجادؑ کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے رن سے حسینؑ لاتے ہیں اکبرؑ کی لاش کو
یہ سنتے ہی بیبوں کے دھڑکنے لگے سینے لپٹائے ہیں کلیجے سے دلبر کی لاش کو
فرمایا بھتیجے سے یہ تب بنتِ علیؑ نے بھیا سنبھالو شکلِ پیمبرؐ کی لاش کو
میں کیا کہوں جو داغ اٹھائے میرے جی نے فرماتے ہیں یہ ثانیء جعفر کی لاش کو

کیا جانئے کیا کیا ستم ایجاد کریگا امداد کا یہ وقت ہے مجھ ناتوان کی
بلوا کے ہمیں کونسی بیداد کریگا اٹھتی نہیں ضعیف سے میت جوان کی

جب وعدے پہ شبیرؑ نہ پھر آئے سفر سے جب ہوا لشکرِ اسلام صف آرا رن میں
صغراؑ نے کہا اب نہ ملونگی میں پدر سے جنگ کا ہوچکا سامان جب سارا رن میں
تپ آتی ہے بیتاب ہوں میں دردِ جگر سے اور لعینوں نے جوانوں کو پکارا رن میں
مدت ہوئی نکلے ہوئے سب کنبے کو گھر سے کیا حضرت نے رفیقوں کو یہ اشارہ رن میں

کیا پانی سفر میں بھی نہیں پاتے ہیں بابا یعنی مت دیر کرو سر جسے کٹوانا ہے
جب پانی میں پیتی ہوں تو یاد آتے ہیں بابا جائے دنیا سے وہ جنت میں جسے جانا ہے

جب دشت میں گنجینۂ حیدرؑ ہوا آخر ریتی کی سجدہ گاہ پہ خونِ پیمبریؐ
آخر ہوا وہ دن بھی کہ لشکر ہوا آخر ڈوبی ہوئی لہو میں قبائے غضنفری
پہلے تو وہاں حرِّ دلاور ہوا آخر کون و مکاں میں رعبِ شہادت سے تھرتھری
پھر سہرا بندھا قاسمِ مضطر ہوا آخر ایسی سکندری تھی کسی کی نہ قیصری
لوگوں کو بہت بیاہ کی حسرت تھی وطن میں اُس دن سے آج تک یہ حکومت کا زور ہے
یاں گھوڑوں سے پامالئے قاسمؑ ہوئے رن میں ہر سمت یاحسینؑ کا دنیا میں شور ہے

عالم میں جو تھے فیض کے دریا وہ کہاں ہیں ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر
جو نورِ خدا سے ہوئے پیدا وہ کہاں ہیں جس گھر پہ گدا آنکے ہوتا تھا تونگر
ہم سب سے جو تھے افضل و اعلیٰ وہ کہاں ہیں وہ مجمعِ احباب وہ دربارِ پیمبرؐ
پیدا ہوئی جنکے لئے دنیا وہ کہاں ہیں وہ فاطمہؑ کا جاہ و حشم شوکتِ حیدرؑ
جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس میں
جب احمدِؐ مرسل نہ رہے کون رہیگا یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جس میں

جبکہ زنداں میں سکینۂ کو مقدر لایا ‏ پیاسہ سقائے سکینۂ جو گیا کوثر پر
بچپنے کی جو اسیری تھی تو دم گھبرایا ‏ میرِ کوثر نے اسے بھر دیا جامِ کوثر
رو کے کہتی تھی کہ اماں یہ عجب گھر پایا ‏ جام تو لے لیا پر لب نہ کئے اپنے تر
آؤ بابا کہ میرا دم ہے لبوں پر آیا ‏ اور سکینۂ کے تصور میں بہت رو رو کر
روئی بھی راہ میں آکر نہ کیا پیار مجھے ‏ بارشِ اشک سے چھلکا دیا کوثر کا جام
قید خانے میں تو دکھلایئے دیدار مجھے ‏ دیر تک رویا کیا لے کے سکینۂ کا نام

خواہشِ ملک نہ ہو جس کو سلطان ہے تُو ‏ حق نے حسینؑ کو وہ گلِ تر بنادیا
فوقیت جس کو ملک پر ہے وہ انسان ہے تُو ‏ جس نے مشامِ دیں کو معطر بنادیا
قبلہ ء دین ہے تُو کعبہ ء ایمان ہے تُو ‏ نوری بنایا نار سے جس کو نکال کر
اے حسینؑ ابنِ علیؑ معنی ء قرآن ہے تُو ‏ قطرے کو ایک دم میں سمندر بنادیا
جو نہ محتاج ہو لشکر کو غازی تُو ہے ‏ یہ ہے طفیل خدمتِ آلِ رسولؐ کا
ناز سجدہ کرے جس پر وہ نمازی تُو ہے ‏ بگڑا ہوا تھا حرؑ کا مقدر بنادیا

اک روز کے رستے میں جو شیریں کا رہا گھر
اک بات میں کہتا ہوں نہ تم دل سے بھلانا
خواب اُس نے یہ دیکھا کہ حسینؑ آئے ہیں بے سر
بچے میرے پیاسے ہیں انہیں پانی پلانا
اور خون میں ڈوبے ہیں کھڑے صحن کے اندر
سجادؑ سے کہنا کہ نہ تم غصے میں آنا
کہتے ہیں کہ کل آؤنگا گھر تیرے مقرر
دادا کی طرح صبر سے گردن کو بندھانا
وعدہ تیرا لایا ہے مجھے کرب و بلا سے
اعدا جو کریں ظلم نہ گھبرائیو بیٹا
آئے ہیں بھی ہم پیاسے ہی جائینگے بھی پیاسے
لیجائیں جدھر ساتھ چلے جائیو بیٹا

جب پاؤں پہ زینبؑ کے گری ہندِ وفادار
تقدیر مجھے بھائی کے لاشے پہ جو لائی
اور اپنی ردا اُنکو اڑہانے لگی اک بار
میں کہتی تھی لپٹی ہوئی ہے ہے میرا بھائی
زینبؑ نے کہا ہند ٹھرجا پئے غفار
ناگاہ ہوئی لاش سے درپیش جدائی
کر آئی ہوں کچھ لاشۂ شبیرؑ سے اقرار
اعجاز سے لاشے نے یہ آواز سنائی
سر کھلنے کا کچھ غم نہیں صدمہ یہ بڑا ہے
زینبؑ ہمیں محتاجِ کفن چھوڑ چلی ہو
لاشہ میرے ماںجائے کا عریان پڑا ہے
لاشہ میرا جنگل میں بہن چھوڑ چلی ہو

شور ہے شام ہے لشکر میں کہ عباسؑ آئے — واہ کس شان سے سقائے حرم آتا ہے
اور تواتر خبر آئی کہ بہت پاس آئے — معرکے میں کوئی اس طرح سے کم آتا ہے
پر غمِ شاہِ شہیداں سے بصد یاس آئے — کیا اڑاتا ہوا دامانِ علم آتا ہے
بولی تقدیر کہ یہ جنگ انہیں راس آئے — کیا دکھاتا ہوا اقبال و حشم آتا ہے
بڑھ کے گھوڑے کا شجاعت نے قدم چوم لیا — حُسن ایسا ہے کہ اک روح مزہ پاتی ہے
فتح نے گوشہ ء دامانِ علم چوم لیا — رعب ایسا ہے کہ بس جان چلی جاتی ہے

لگے ہتھیار جب اکبرؑ لگانے — میدان سے لاش آئی جو فرزندِ حسنؑ کی
لگا ماں کا کلیجہ منہ کو آنے — خیمے میں بڑہائی گئی انتھ اُسکی دلہن کی
گئیں چپکے سے وہ عابدؑ کے سرہانے — جب ہوسکی نہ تدبیر کچھ کفن و دفن کی
لگیں بیمار کا شانہ ہلانے — سر پیٹ کے ماں بولی یہ اُس غنچہ دہن کی
کہا بیٹا اٹھو گھر لٹ رہا ہے — عباسِؑ علیؑ خیمے میں شرما کے نہ آئے
علی اکبرؑ بھی مرنے کو چلا ہے — پُرسے کیلیۓ فاطمہ کبریٰ کے نہ آئے

نکلے حرم کے اونٹ جو مقتل کی راہ سے　　عباسؑ سوئے کوثر باغِ جناں چلے
خشبو لہو کی آنے لگی قتل گاہ سے　　روکر کہا حسینؑ نے بھائی کہاں چلے
بولی سکینہؑ ملتے چلو لاشِ شاہؑ سے　　زوجہ پکاری اے میرے والی کہاں چلے
رخصت ضرور ہو شہِؑ عالم پناہ سے　　بولے جہاں سے اب نہ ملینگے وہاں چلے
جی بھر کے خوب خانہء زنداں میں روئینگے　　اب آخری وداع کی باری نہ آئیگی
اب کاہے کو حسینؑ کے سینے پہ سوئینگے　　آئی ہے سب کی لاش ہماری نہ آئیگی

ناگہ پکاری ڈیوڑھی پہ ہمشیرِ خستہ جاں　　جب نہ اعدا سے کسی طرح صفائی ٹھری
بازو پہ رسی باندھ کے لڑیے شہِ زماں　　صبح عاشور محرم کو لڑائی ٹھری
مانجائے اتنا پیرِ کے تن میں لہو کہاں　　پوچھا زینبؑ نے کہ کیا اے میرے بھائی ٹھری
فضہ کے ہاتھ بھیج دوں چادر کی دھجیاں　　شہؑ نے فرمایا بہن تم سے جدائی ٹھری
زخموں کو باندھو پھر شوق سے دل کھول کر لڑو　　آج پیاروں کی ملاقات غنیمت جانو
پر نوجواں کی لاش سے منہ موڑ کر لڑو　　اے بہن وصل کی یہ رات غنیمت جانو

کہتی تھیں بانوؑ اصغرؑ جانی کب تم گھر میں آؤ گے
یارو زہے توقیر جو اس بزم میں آئیں

دریا پر سے پی کر پانی کب تم گھر میں آؤ گے
یاروئیں یا رونے کی صورت ہی بنائیں

اپنی دکھانے شکل نعمانی کب تم گھر میں آؤ گے
زینبؑ تو عزاداروں کو دیتی ہیں دعائیں

بولو میرے یوسفِ ثانی کب تم گھر میں آؤ گے
اور فاطمہؑ اُن لوگوں کی لیتی ہیں بلائیں

سوگ میں تیرے بیٹا ہم نے پہنی کفنی کالی ہے
گرتا ہے جو آنسو کوئی فریاد و بکا سے

بھورے بالوں والے آجا جھولا تیرا خالی ہے
خود پونچھتے ہیں اُس کو علیؑ اپنی عبا سے

خلق و کرم شرافت و غیرت کی روح و جاں
عزیزو آج یہ نیرنگ ہے زمانے میں

میدان میں کھڑا ہے لئے لاشِ بے زباں
علیؑ کی بیٹیاں جاتی ہیں قید خانے میں

میت سے پھر وہ کہتا ہے اے ننھے مہماں
بندھی تھی اک رسن بیکسوں کے شانے میں

خیمے کو دیکھتا ہے کبھی سوئے آسماں
اٹھائے لاکھ الم تا با شام جانے میں

لایا تھا کہہ کے پانی پلاؤنگا میں ربابؑ
نہ چین پایا نہ سوئے نہ آب و دانہ ملا

اصغرؑ بتا کہ دوں میں تیری ماں کو کیا جواب
ملا تو شام میں ٹوٹا سا قید خانہ ملا

برچھی کی انی جب لگی اکبرؑ کے جگر میں　　شہِؑ مظلوم سے عباسؑ نے جسدم علم پایا
اور مرگیا دم توڑ کے آغوشِ پدر میں　　سریرِ قدر میں وہ ہو گیا جعفر کا ہم پایا
شہؑ نے کہا کس طور تجھے لے چلوں گھر میں　　فلک بھی اپنے پیشِ منزلت غازی نے خم پایا
بازو میں نہ طاقت ہے نہ قوت ہے بدن میں　　مسافر نے نشانِ منزلِ ملکِ عدم پایا
لے جانا تیری لاش کا دشوار ہے بیٹا　　کہا باغِ ارم کی بُو ابھی سے مجھ کو آتی ہے
سر اپنا بھی تن پر یہ مجھے بار ہے بیٹا　　اسی سائے تلے خلدِ بریں کو راہ جاتی ہے

حسینؑ جبکہ چلے بعدِ دوپہر رن کو　　خیمے دریا پہ کئے نصب شہ والاؑ نے
کوئی نہ تھا کہ جو تھامے رکابِ توسن کو　　گھیرا شبیرؑ کو فوجِ ستم آرا نے
سکینہؑ جھاڑ رہی تھیں عبا کے دامن کو　　لبِ دریا اترنے نہ دیا اعدا نے
حسینؑ چپکے کھڑے تھے جھکائے گردن کو　　فوجِ اعدا سے لگے شبیرؑ یہ فرمانے
نہ آسرا تھا کوئی شاہِ کربلائی کو　　یہ بھی دو چار دن ہم پر سے گزر جائینگے
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو　　جو رضا حق کی ہے تو پیاسے ہی مرجائینگے

جب سنا شمر نے سقائے حرم آتا ہے — حیدرؑ کی طرح صاحبِ شمشیر ہیں عباسؑ
قوتِ بازوئے سردارِ امم آتا ہے — ہنگامِ وغا شاہ کی تصویر ہیں عباسؑ
ہاتھ میں تھامے ہوئے مشک و علم آتا ہے — قرآن و وفا خلق کی تفسیر ہیں عباسؑ
نہر پر گوہرِ دریائے کرم آتا ہے — تنہا ہیں مگر لشکرِ شبیرؑ ہیں عباسؑ
دی صدا فوج کو ہاں غازیو ہشیار رہو — ہیں آس یہ زینبؑ کی تو امید حرم کی
اب علمدارؑ کی آمد ہے خبردار رہو — ڈھارس ہے یہی قلبِ شہنشاہِ اممؑ کی

سکینہؑ قید ہوکر شام کے زنداں میں جب آئی — اُدھر سے جو گزرتا تھا تو کہتی تھی کہ سنتا جا
وہ بچی اُس اندھیرے گھر کی تاریکی سے گھبرائی — میں بیکس قید میں ہوں اک میرا پیغام لیتا جا
مقدر نے عجب آفت کی پہلی رات دکھلائی — اگر بابا ملیں تو تُو کہیو قسم کھا کھا
زمیں تو فرش تھی سایہ فگن تھا چرخِ مینائی — سکینہؑ پر مصیبت ہے خبر لو اے شہِ والاؑ
پھپھی کے پاس سوتی تھی نہ ماں کے پاس سوتی تھی — جو وہ یوں کہے خیمے میں سوتا چھوڑ آیا ہوں
برہنہ سر کئے زنداں کے دروازے پہ روتی تھی — تو تُو کہیو درِ زنداں پہ روتا چھوڑا آیا ہوں

تسبیح فاطمہؑ جو ادا کی امامؑ نے جب تین دن کی پیاس میں اکبرؑ ہوئے شہید
جاسوس نے خبر یہ کہی آ کے سامنے عباسؑ اور قاسمؑ مضطر ہوئے شہید
کی سیر گھاٹ کی اُسدم غلام نے حلقوم چھد گیا علی اصغرؑ ہوئے شہید
آبِ رواں بھی بند کیا فوجِ شام نے کرب و بلا میں یعنی بہترؑ ہوئے شہید

فوجِ خدا کو نہر سے دوری نصیب ہے لاشِ حسینؑ گھوڑوں سے پامال ہوگئی
شہؑ بولے کیا مضائقہ کوثر قریب ہے منظر بہن نے دیکھا تو بے حال ہوگئی

زمیں سے تا با فلک ہوگئی فضا پُرغم آئی سنانی شاہؑ کی جسدم مدینے میں
ہوئے شہید جو ہنگامِ عصر شاہِ اممؑ صغراؑ پکاری خاک میرے ایسے جینے میں
اسیر ہوکے چلے کربلا سے اہلِ حرم جب آتشِ الم نہ لگے میرے سینے میں
اٹھائے راہِ پُر آشوب میں الم پہ الم ہےؔ ہےؔ یتیم ہوگئی میں اس مہینے میں

کسی اسیر پہ جب کوئی ظلم ہوتا تھا فرقت کا داغ دل پہ سبھی میرے دھرگئے
سناں کی نوک پہ فرقِ حسینؑ روتا تھا صغراؑ کے جو تھے چاہنے والے وہ مرگئے

بعد عباسؑ کے اکبرؑ کی جو باری آئی	شام سے مقتل میں آئے جس گھڑی زین العباؑ
خیمے کے در پہ قضا لیکے سواری آئی	ساتھ انکے بیکسوں کا ننگے سر تھا قافلہ
فاطمہؑ خلد سے کرتی ہوئی زاری آئی	دیکھا اک جانب بنی ہے قبرِ شاہِ انبیاؑ
شہؑ نے فرمایا کہ اب موت ہماری آئی	اور اک جانب ہے قبرِ ہم شبیہِ مصطفیؐ
دیکھیں قسمت ہمیں کیا کیا ابھی دکھلاتی ہے	زینبؑ و کلثومؑ کہتی ہیں بصد آہ و بکا
اب زیارت بھی پیمبرؐ کی اٹھی جاتی ہے	بھائی بے کسی پہ تیری ہوں بہنیں فدا

زینبؑ بتولِؑ پاک کی آئینہ دار ہیں	صغراؑ کو نہ امید رہی جبکہ شفا کی
اسلام کے چمن کی بقا و بہار ہیں	آخر کو دوا چھوڑ دی اور ترکِ غذا کی
دونوں جہاں میں انکے شرف آشکار ہیں	نانی سے کہا مانگو دعا میری قضا کی
یہ شاملِ عبادتِ پروردگار ہیں	بابا بھی نہیں آتے یہ مرضی ہے خدا کی
وقتِ نزع یہ حال شہؑ تشنہ کام تھا	اب سانس کی سینے میں صدا بھی نہیں آتی
سجدے میں سر زباں پہ زینبؑ کا نام تھا	بابا بھی نہیں آتے قضا بھی نہیں آتی

گود میں بیٹھ کر بابا کی سکینہؑ نے کہا　　دنیا میں سب فنا ہے کسی کو بقا نہیں
عموں نے پانی لانے کا کیا تھا وعدہ　　ہر شے فنا ہے ذاتِ خدا کو فنا نہیں
دیکھو بابا نہ چچا آئے نہ پانی آیا　　ہر شے کا ذکر کیا ہے نبیؐ تک رہا نہیں
رو کے بیٹی سے یہ فرمانے لگے شاہِ ہدیٰ　　مرجائینگے یہ خیال کسی کو ذرا نہیں
شکوہ ء وعدہ خلافی میری جانی کیسا　　گزرے ہیں یوں تو رنج ہر اک نیکنام پر
بہہ گیا خون علمدارؑ کا پانی کیسا　　ہے خاتمہ حسین علیہ السلام پر

جب صف آرا ہوئے شبیرؑ کے یاور رن میں　　جنابِ حیدرِ کرارؑ ساقی ء کوثر
کھینچ کر تیغ یہ کہتے تھے دلاور رن میں　　حلالِ مشکلات بادشاہِ جن و بشر
دھوپ میں کھائینگے ہم نیزہ و خنجر رن میں　　امام رونقِ محرابِ زینتِ منبر
آج کھل جائینگے ہر اک کے جوہر رن میں　　جہاں پناہ یداللہ قاتلِ عنتر
دیکھیں بڑھ بڑھ کے قدم کس کا سوا پڑتا ہے　　بڑے بڑے صنموں کے بگاڑنے والے
دیر تک کون ہزاروں سے کھڑا لڑتا ہے　　کھڑے کھڑے درِ خیبر اکھاڑنے والے

خلق میں جو کوئی شبیرؑ کا زوار ہوا　　آئی سنانی شاہؑ کی جسدم مدینے میں
پاک عصیاں سے ہوا اور نیک و کار ہوا　　صغراؑ پکاری خاک میرے ایسے جینے میں
وہ درِ احمدِ مختار کا مختار ہوا　　جب آتشِ الم نہ لگے میرے سینے میں
راضی اُس شخص سے عباسِ علمدارؑ ہوا　　ہے ہے یتیم ہوگئی میں اس مہینے میں

کربلا کو جو گیا شہؑ کے قدم کے نیچے　　فرقت کا داغ دل پہ سبھی میرے دھرگئے
اُس کو بٹھلائینگے عباسؑ علم کے نیچے　　صغراؑ کے جو تھے چاہنے والے وہ مرگئے

دشمن کو بھی نہ بھائی کا ماتم خدا دکھائے　　حسینؑ گھوڑے پہ جسدم ڈگمانے لگا
پوچھو اسی کے دل سے کمر جس کی ٹوٹ جائے　　مہار ہاتھوں سے چھوٹی کہ غش جو آنے لگا
فرماتے تھے پسر سے یہ رو کر کہ ہائے ہائے　　مگر وہ گھوڑے کو آہستہ یوں سنانے لگا
اکبر بتاؤ بھائی کو بھائی کہاں سے لائے　　اے رہوار میرے میں تو اب ٹھکانے لگا

عباس کیا جدا ہوئے گھر میرا لٹ گیا　　بدن تمام میرا برچھیوں سے گھائل ہے
بچپن کا ساتھ ہائے غضب آج چھٹ گیا　　رکاب پاؤں سے چھوٹی سنبھلنا مشکل ہے

**شۂ پر عباسؑ نے جب پیاس کی شدت دیکھی** — بھائی صاحب نہیں واللہ مجھے مرنے کا ڈر
اور کُملائی ہوئی آپ کی صورت دیکھی — تم سلامت رہو رونے کو میرے لاشے پر
سب عزیزوں کی رفیقوں کی شہادت دیکھی — اور پڑھ دینا جنازے کی نماز اے سرورؑ
رو کے فرمایا بڑی ہم نے مصیبت دیکھی — آبرو بندے کی بڑھ جائیگی پیشِ داور

پانی ہم لائینگے دریا کی اجازت دیجئے — جامہء آخری مولا مجھے پہنا دینا
سوکھے ہونٹوں کا تصدق ہمیں رخصت دیجئے — خود کھڑے ہوکے لحد میں مجھے دفنا دینا

**رن میں جب بانوئے بیکس کی سواری آئی** — تم تو کہتے تھے مدینے کی طرف جاؤنگا
لاشہء اکبرؑ پہ یہ کرتی ہوئی زاری آئی — فاطمہ صغراؑ بہن اپنی کو لے آؤنگا
اٹھ میرے لعل یہ مادر ہے تمہاری آئی — وعدہ جو میں نے کیا ہے وہ بجا لاؤنگا
دیکھو کس شان سے ہے اماں تمہاری آئی — تم نہ روؤ تمہیں صغراؑ سے ملا لاؤنگا

نہ تو ہودج ہے نہ محمل نہ عماری بیٹا — خوب صغراؑ کو ملایا میرے جانی مجھ سے
سر کھلے بلوے میں ہے اماں یہ تمہاری بیٹا — خود جدا ہوگئے اے یوسفِ ثانی مجھ سے

جب کربلا میں لشکرِ شہ خیمہ زن ہوا　　ہوئی جو دردِ جدائی میں مبتلا صغرا
روشن تجلیاتِ الٰہی سے بن ہوا　　زبانِ حال سے کرتی تھی یہ بکا صغرا
محوِ فضائے دشت ہر ایک صف شکن ہوا　　کہ اب نہ دیکھے گی کیا صورتِ شفا صغرا
ابنِ رسولؐ زیب دہِ انجمن ہوا　　جنابِ حق میں یہی کرتی تھی التجا صغرا

جلوہ تھا یوں سپاہ میں جانِ بتولؑ کا　　تپ فراق سے جلدی شفا دے صغرا کو
نبیوں میں جیسے نور جنابِ رسولؐ کا　　الٰہی باپ چچا سے ملادے صغرا کو

لڑتے لڑتے علی اکبرؑ نے جو برچھی کھائی　　آمد آمد علی اکبرؑ کی جو مشہور ہوئی
دشت سے یا اباتا کی جونہی آواز آئی　　یعنی مدتِ شہادت بھی سے منظور ہوئی
خیمے میں بانوئے ناشاد بہت گھبرائی　　دشت سے دردِ تباہی جو ذرا دور ہوئی
آکے در پر شہِ بیکس کو یوں وہ چلائی　　شاہزادے کی عیاں صورتِ پرُنور ہوئی

ادہر آؤ قدم آگے نہ بڑہاؤ صاحب　　غل ہوا سبطِ رسول الثقلین آپہنچا
لونڈی برباد ہوئی خیمے تک آؤ صاحب　　ہاں خبردار ہو فرزندِ حسینؑ آپہنچا

کبوتر غرقِ خوں دیوارِ صغرا پر جو آبیٹھا
ہوئی حیراں نہایت اور رو رو اس سے یہ پوچھا
غش آتا ہے تیری بو سے بھرا ہے یہ لہو کس کا
کبوتر خاک وخوں میں لوٹ کر صغرا سے یوں بولا

منم آں قاصدِ بحرِ بیاباں چشم تر دارم
بخونِ سیدِ مظلوم غلطاں بال و پر دارم

تو ملکِ ذوالجلال کا ناظم ہے یا علیؑ
جبریل تیرے در کا ملازم ہے یاعلیؑ
میکائیل سا ملک تیرا خادم ہے یاعلیؑ
سجدہ تیری جناب میں لازم ہے یا علیؑ

تو وہ بشر ہے جس سے کوئی آشنا نہیں
سب قدرتیں خدا کی ہیں لیکن خدا نہیں

# سلام

غبارِ رہِ رفتگاں رہ گیا
تصور میں اک کارواں رہ گیا

بیاباں سے جنت بنی کربلا
مدینے میں خالی مکاں رہ گیا

جوابِ ستم دیکھ او حُرملہ
فقط ہنس کے اک بے زباں رہ گیا

مدینہ کہاں اور کہاں کربلا
کہاں کا مسافر کہاں رہ گیا

گناہوں سے حامدؔ کمر جھک گئی
ضعیفی میں بارِ گراں رہ گیا

انوکھی رہی دعوتِ نینوا
ارے تشنہ لب مہماں رہ گیا

نہ پھر باغِ زہراؑ میں آئی بہار
زمانے میں ذکرِ خزاں رہ گیا

یہ مانا خیامِ حرم جل گئے
ہمارے دلوں میں دھواں رہ گیا

ستاتی رہی لحنِ اکبرؑ کی یاد
اسیروں میں ذکرِ اذاں رہ گیا

## سلام

اے سلامی حشر کے دن خوف کچھ کھانا نہیں
شافع محشر علیؑ ہیں دیکھو گھبرانا نہیں

حشر میں ممکن ہے یہ کہکر نصیری چھوٹ جائے
ہم تو انساں ہیں فرشتوں نے بھی پہچانا نہیں

میری مٹی کو نہ ہوئے قبرِ ایذائے فشار
بوترابی ہوں مجھے کیا تو نے پہچانا نہیں

جب فرشتوں نے اٹھایا قبر میں بولے علیؑ
ہم تیری بالیں پہ ہیں موجود گھبرانا نہیں

کہنے دیجئے یاعلیؑ سرشارِ الفت کو خدا
جرم کے قابل کسی مذہب میں دیوانہ نہیں

بعدِ قتلِ اقربا خیمے میں آئے جب حسینؑ
ایسی صورت تھی کہ زینبؑ نے بھی پہچانا نہیں

## سلام

معرکہ کرب و بلا کا سر کیا خیبر کے بعد
ہُو بہو گھر میں تھے عباسِ علیؑ حیدرؑ کے بعد

حیدرِ کرارؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے
شاہِ دیں جب ٹھوکریں کھانے لگے اکبرؑ کے بعد

دو ہی سجدے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ کی یادگار
اک علی اکبرؑ سے پہلے ایک علی اصغرؑ کے بعد

وہ تو یوں کہیئے اجازت دی نہیں عباسؑ کو
دوسرے حیدرؑ کو دنیا دیکھتی حیدرؑ کے بعد

شہیدِ نازِ جانانِ جہاں ہیں کربلا والے
خدا شاہد امامِ عاشقاں ہیں کربلا والے

دلوں میں جس جگہ حق ہے اُنہیں بھی بس وہیں ڈھونڈو
نگاہوں سے نہاں ہوکر عیاں ہیں کربلا والے

اِدھر بھی اک نظر اے زائرانِ کعبہ و طیبہ
یہاں کعبے کا قبلہ ہیں یہاں ہیں کربلا والے

شفاعت کیلئے کہتے پھریں گے لوگ محشر میں
کہاں ہیں کربلا والے کہاں ہیں کربلا والے

پکاری فوج تیور دیکھ کر عونؑ و محمدؑ کے
سبھی چھوٹے بڑے شیرِ ژیاں ہیں کربلا والے

مکینِ کائناتِ جاوداں ہیں کربلا والے
وہ ہے اک مختلف دنیا جہاں ہیں کربلا والے

جو لُٹ کر دشتِ غربت میں ہوئے تھے بے سروساماں
وہی سرمایہء باغِ جناں ہیں کربلا والے

زمانہ دشمنِ نام و نشاں ہے آج تک جن کا
وہی چشم و چراغِ آسماں ہیں کربلا والے

زمینِ کربلا اُس وقت اٹھ کر یہ پکارے گی
یہاں ہیں کربلا والے یہاں ہیں کربلا والے

علی اصغرؑ ہوں یا ابنِ مظاہرؑ جوش و جرات میں
سبھی فخرِ جوانانِ جہاں ہیں کربلا والے

جو ربطِ الفتِ نفسِ پیمبرؐ توڑ دیتے ہیں
ہم اپنے سارے رشتے اُن سے یکسر توڑ دیتے ہیں

اگر جھوٹے خدا چڑھ جاتے ہیں دیوارِ کعبہ پر
تو یہ دوشِ رسولِ حق پہ چڑھ کر توڑ دیتے ہیں

علم لہراتے ہیں جب توڑتے ہیں ہمتِ باطل
علم جب نصب کرتے ہیں تو پتھر توڑ دیتے ہیں

علی کا زور تلواروں پہ تکیہ کر نہیں سکتا
یہ تلواروں کو بھی میداں میں اکثر توڑ دیتے ہیں

کسی کی خودسری آگے علیؑ کے چل نہیں سکتی
جو اِن کے سامنے اٹھتا ہے وہ سر توڑ دیتے ہیں

کوئی کیا جانے اُنکے بازوؤں میں زور کیا ہوگا
جو اپنی انگلیوں سے بابِ خیبر توڑ دیتے ہیں

وہ بے ایمان پیاسے ہی مریں گے روزِ محشر بھی
عداوت کر کے ساقی سے جو ساغر توڑ دیتے ہیں

علیؑ کے سامنے ہے کیا حقیقت رشتہ داری کی
مسلماں جوڑ دیتے ہیں یہ بڑھ کر توڑ دیتے ہیں

مدحِ علیؑ کا میں نہیں دفتر لئے ہوئے
ہاتھوں پہ ہوں نجات کا محضر لئے ہوئے

جھولے میں بھی تو کھیل علیؑ کے نرالے ہیں
ہیں انگلیوں میں کلۂ اژدر لئے ہوئے

عباسؑ بھر کے مشک جو نکلے تو غل ہوا
حیدرؑ چلے ہیں دوش پہ کوثر لئے ہوئے

بولی سکینہؑ اے پھپھی اماں کہاں ہیں آپ
جاتا ہے شمر وہ میرے گوہر لئے ہوئے

روح الامیں پروں کو ذرا گن تو لیجئے
پھرتی ہے ذوالفقارِ علیؑ پر لئے ہوئے

حیدرؑ کو چشمِ بد سے بچائے میرا خدا
قائم ہوا پہ ہے درِ خیبر لئے ہوئے

عابدؑ کبھی جو ضعف سے رکتے تھے بار بار
بڑھتے تھے تازیانہ ستم گر لئے ہوئے

تیار قافلہ ہے لطافت پئے سفر
ہم بھی کھڑے ہیں کاندھے پہ بستر لئے ہوئے

اسطرح رہتا ہوں میں مشکلکشا کے سامنے
جسطرح سائل کوئی حاجت روا کے سامنے

سوچتا ہوں جب نصیری کے خدا ہیں مرتضیٰؑ
حشر میں جائینگے پھر وہ کس خدا کے سامنے

میری یہ آنکھیں غمِ شبیر میں چھلکی ہوئی
جیسے دو کوثر ہوں نہرِ علقمہ کے سامنے

سجدہء حق میں جبیں جھکتی ہے اپنے وقت پر
دل جھکا رہتا ہے ہر وقت کربلا کے سامنے

میری نظروں میں ہوئی اُس وقت باطل کو شکست
رودۓ اعدا جو اصغرؑ کی ادا کے سامنے

مرنا تو برحق ہے محشر بس یہ اک خوف ہے
کیا عمل لیکر میں جاؤنگا خدا کے سامنے

وقتِ مشکل اک ذرا میں نے کہا مشکلکشا
مشکلیں مشکل میں ہیں مشکلکشا کے سامنے

شکریہ ناکام ہوکر آنیوالو شکریہ
تم علم واپس تو لائے مصطفیٰؐ کے سامنے

یوں عدو تھے حملہء شیرِ خدا کے سامنے
حشر جو تنکوں کا ہوتا ہے ہوا کے سامنے

بولے شہؑ یہ حضرتِ عباسؑ کو دیکر علم
مت الٹنا آستیں بھی اشقیا کے سامنے

دیکھ کر نامحرموں کو یہ سکینہؑ نے کہا
بے ردا آئے نہ ہم ایک دن چچا کے سامنے

تیری خلقت پہ خود خالق کی قدرت ناز کرتی ہے
شبِ اسریٰ تجھے پاکر نبوت ناز کرتی ہے

وہ خطبے بعد مرسل جو پڑھے تھے آج تک ان پر
فصاحت فخر کرتی ہے بلاغت ناز کرتی ہے

وہ فاقے ہوں کہ جو کی روٹیاں ہے شکرِ حق لب پر
یہی تو بس وہ منزل ہے کہ قدرت ناز کرتی ہے

ملک چوکھٹ پہ سر رکھیں نبیؐ تعظیم کو اٹھیں
لپٹ کر تیرے قدموں سے جلالت ناز کرتی ہے

جو تیری مدح میں اُترے وہ سورہ فخر کرتا ہے
جو تیری شان میں آئے وہ آیت ناز کرتی ہے

وہ مریمؑ تھیں کہ جن کا فخر عصمت بن گئی لیکن
تری عصمت وہ ہے خود جس پہ عصمت ناز کرتی ہے

تیرا بیٹا قیامت تک رہیگا ساتھ قرآں کے
تری ھستی پہ احمدؐ کی شریعت ناز کرتی ہے

تری الفت مٹادیتی ہے سارا دفترِ عصیاں
شفاعت پر تری خالق کی رحمت ناز کرتی ہے

بچائی عزتِ دیں اسطرح سے تیرے بیٹوں نے
کہ جن پر آج تک ایماں کی قسمت ناز کرتی ہے

وہ جو کی روٹیاں پکی جو تیرے پاک ہاتھوں سے
پہنچ جاتی ہیں جنت تک تو جنت ناز کرتی ہے

یہ فطرت ہے کہ سب اپنے شرف پر فخر کرتے ہیں
ترے قدموں تک آ کے خود فضیلت ناز کرتی ہے

# سلام

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی صدا ہائے حسینؑ
ظالموں نے تجھے پانی نہ دیا ہائے حسینؑ

دکھ پہ دکھ سہہ کے جسے فاطمہؑ نے پالا تھا
اس پہ بے دینوں نے یہ ظلم کیا ہائے حسینؑ

گھوڑے دوڑائے لعینوں نے تیرے لاشِ پر
جیسے تو سبطِ پیمبرؑ ہی نہ تھا ہائے حسینؑ

شمرِ بے دین نے کچھ اسطرح سے موتی چھینے
خون کانوں سے سکینہؑ کے بہا ہائے حسینؑ

جس جگہ خیمہء زینبؑ تھا وہاں سے اب تک
آج بھی آتی ہے کانوں میں صدا ہائے حسینؑ

علی اکبرؑ نے تیرے سامنے برچھی کھائی
قتل اصغرؑ تیرے ہاتھوں پہ ہوا ہائے حسینؑ

زخم لگتا تھا جو حضرت کے تنِ نازک پر
لاشِ انصار سے آتی تھی صدا ہائے حسینؑ

نہ رہا کوئی جنازے کا اٹھانے والا
تنِ زخمی تیرا تیروں پہ رہا ہائے حسینؑ

جل گئے خیمے چھنی چادریں سامان لٹا
بعد تیرے ہوئی ہم پر یہ جفا ہائے حسینؑ

عمر بھر ماتمِ شبیرؑ میں گزرے محبوب
قبر سے بھی تیرے آئیگی صدا ہائے حسینؑ

## سلام

کیسا خوش خوش جا رہا ہے شافعِ محشر کے پاس
گوہرِ اشکِ غمِ سرور تو ہیں منظر کے پاس

دیدنی تھی کیا شبِ ہجرت کے متوالے کی نیند
رہ گئے دشمن بھی تلواریں لئے بستر کے پاس

سونے والے اے شبِ ہجرت کے سو آرام سے
ننگی تلواروں کا پہرہ ہے تیرے بستر کے پاس

جانتی تھی ماں شبِ عاشور ہی تک ہے یہ چاند
شمع اک روشن کئے بیٹھی رہی اکبرؑ کے پاس

یا شہِ دیں آپ سے کھودی نہ جائیگی لحد
لاشہء اصغرؑ لٹا دیجئے علی اکبرؑ کے پاس

جز علیؑ لڑنے نہ آیا کوئی بھی عنتر کے پاس
بیٹھنے والے بہت بیٹھے تھے پیغمبرؐ کے پاس

گر نہیں دل میں ولائے ساقیء خمِ غدیر
پینا کیسا جا نہیں سکتا کوئی کوثر کے پاس

اُنکو روک اے معترض ہم تو سمجھتے ہیں امام
کہتے جاتے ہیں خدا کہتے ہوئے حیدرؑ کے پاس

کھودتے ہیں قبرِ اصغرؑ کہتے جاتے ہیں حسینؑ
اب تجھے کس منہ سے لیجاؤں تیری مادر کے پاس

نمازیں ڈھونڈتی ہیں سجدہء سرور نہیں ملتا
اذانیں رو رہی ہیں لہجہء اکبرؑ نہیں ملتا
جو کہتے ہیں کہ دنیا میں کہیں کوثر نہیں ملتا
اُنہیں کیا ایک بھی آلِ نبیؐ کا گھر نہیں ملتا
وہ مومن ہیں ابوطالبؑ کہ جس سے یہ بگڑ جائیں
پھر اُس سے بانیء اسلام کا گھر بھر نہیں ملتا
حسینؑ اور تجھ کو محشر میں نہ پہچانے یہ ناممکن
کوئی اپنوں سے شاہدؔ اجنبی بن کر نہیں ملتا

ہے بت بننا تو آساں بت شکن نہیں ملتا
خدا ملتے ہیں لاکھوں ایک بھی حیدرؑ نہیں ملتا
مٹانے والے تاریخوں سے زینبؑ کے فسانے کو
تجھے کیا نقش انکا قلبِ مومن پر نہیں ملتا
دلوں کے فاصلے کم ہوں یہ ہے مفہوم قربت کا
قریب آبیٹھنے سے قربِ پیغمبرؐ نہیں ملتا

شہ نے کہا اے بہن کون ہمیں روئے گا
ہم ہیں غریب الوطن   کون ہمیں روئے گا
شب کو جو تھے ہم نشیں ان میں سے کوئی نہیں
سو چکی سب انجمن   کون ہمیں روئے گا
یعنی جو تھے حق شناس جن سے تھی جینے کی آس
ان سے ہے آباد بن   کون ہمیں روئے گا
چلتے ہی مجھ پر چھری بہنا تو بڑھ جائیگی
ہم رہے پھر اور یہ بن   کون ہمیں روئے گا
جاؤ اگر تم وطن تو صغرا سے کہنا بہن
لٹ گیا سارا چمن   کون ہمیں روئے گا
غیر وطن میں مکیں آئے اجل گر کہیں
کون تو دیگا کفن   کون ہمیں روئے گا

شرابِ حبِ حیدرؑ پی کے دیوانے کہاں جاتے
سوا کعبے کے اپنے دل کو بہلانے کہاں جاتے
اگر ہم ساغرِ مے انگلیوں پر گن کے پی لیتے
تو پھر اے شیخ یہ تسبیح کے دانے کہاں جاتے
یہ دنیا ہے یہاں ہر چیز کی ضد بھی ضروری ہے
اگر سب مسجدیں ہوتی تو بت خانے کہاں جاتے
رہا بزمِ نبی میں بھی ہمیشہ مضطرب مجمع
اگر اپنے ہی سب ہوتے تو بیگانے کہاں جاتے
نہ بھر دیتے اگر آلِ نبی دامن فرشتوں کا
زمانے بھر کے آگے ہاتھ پھیلانے کہاں جاتے
یہ روضے پنجتن کے بھیک دینے کا بہا نہ تھے
ملک دنیا میں آکر مانگنے کھانے کہاں جاتے

اکبرؑ نبیؐ نہیں ہے نبیؐ کا شباب ہے
صورت ہے لیکن اپنی جگہ خود کتاب ہے
اکبرؑ اذاں کے وقت سراپا رسولؐ تھا
اب منزلِ جہاد ہے اب بوتراب ہے
اکبرؑ کی سمت ہے نگاہِ وارثِ رسولؐ
دینِ خدا کا لب پہ سوالِ شباب ہے

وہ آرہا ہے فوجِ عدو سے نکل کے حرؑ
اکبرؑ تیری اذاں کا یہ پہلا جواب ہے
جزبہ کبھی کٹا ہے کسی ضربِ تیغ سے
لوگو حسینؑ فرد نہیں انقلاب ہے
خود دھوپ سایہ ہو جو اشارہ کریں امامؑ
پھیرا تھا جو علیؑ نے وہی آفتاب ہے

# سلام

چلا ہے کربلا کا کارواں آہستہ آہستہ
الم کی چھارہی ہیں بدلیاں آہستہ آہستہ

گلا ہے خشک شدت پیاس کی اور سنِ جوانی کا
نہ دیں کیونکر علی اکبرؑ اذاں آہستہ آہستہ

کہا اکبرؑ نے بابا دردِ دل اٹھتا ہے رہ رہ کر
نکالیں آپ سینے سے سناں آہستہ آہستہ

سمجھ کر گود ماں کی سوگیا بے شیر تربت میں
زمینِ قبر نے دیں لوریاں آہستہ آہستہ

بدن سب چُور تھا زخموں سے قاسمؑ کا دمِ مردن
بڑی مشکل سے لی انگڑائیاں آہستہ آہستہ

شقی بچی کی صورت دیکھ سہمی جاتی ہے ڈر سے
اتار اے شمر اُسکی بالیاں آہستہ آہستہ

نبیؐ جب باغِ جنت میں گئے معراج کی شب کو
جھکیں فرطِ ادب سے ڈالیاں آہستہ آہستہ

پدر کی قوتِ برداشت کا تھا دھیان اکبرؑ کو
دمِ مردن جو لی تھیں ہچکیاں آہستہ آہستہ

علی اکبرؑ جوانی کی قسم دم بھر ٹھہر جاؤ
چلی آتی ہے پیچھے پیچھے ماں آہستہ آہستہ

علی اصغرؑ بیانِ تشنگی کرتے تو کیا کرتے
پھرادی خشک ہونٹوں پر زباں پر آہستہ آہستہ

کبھی اکبرؑ کے لاشے پر کبھی اصغرؑ کے لاشے پر
شہِ دیںؑ دے رہے ہیں امتحاں آہستہ آہستہ

شہیدؔ اب آئینے کو دیکھنے سے ہو چکی نفرت
کہ رُخ پر آرہی ہیں جھریاں آہستہ آہستہ

تڑپ نہ جانا کہیں دل کو تھام لو بھائی
دمشق سے بہن آئی سلام لو بھائی

بنائی قبر سکینہؑ کی میں نے زنداں میں
اب اور ایسے نہ زینبؑ سے کام لو بھائی

بہن نے کام کیا والدہ سے کہہ دینا
میری طرف سے یہی ایک پیام لو بھائی

ذرا گنو تو سہی کتنے نشاں ہیں دروں کے
حسابِ معرکہء فتحِ شام لو بھائی

تھا ایک وقت کہ میں نے رکاب تھامی تھی
سوار ہوتی ہوں بازو کو تھام لو بھائی

# سلام

یہ کربلا ہے وہ کوفہ وہ شام ہے زینبؑ
حسینؑ جا چکے اب تیرا کام ہے زینبؑ
یزید اِس سے نہ ٹکرا یہ تخت الٹ دے گی
حسینیت کا مکمل نظام ہے زینبؑ
یہاں تو تُو ہی علیؑ بھی ہے اور حسینؑ بھی ہے
یہ کربلا نہیں بازارِ شام ہے زینبؑ
غمِ حسینؑ بھی باقی ہے اور ہم بھی باقی ہیں
یہ تیرا صدقہ تیرا اہتمام ہے زینبؑ

خطیبِ منبرِ زکرِ امام ہے زینبؑ
حسینیت کی بقائے دوام ہے زینبؑ
زباں میں کیا ہے دلوں کو نہ چیں دے تو کبھی
خدا کے شیر کا زورِ کلام ہے زینبؑ
حسینؑ اب نہیں لیکن جہاد جاری ہے
جہادِ کرب و بلا تیرا نام ہے زینبؑ

کسی در پر درِ ساقی کے مستانے نہیں جاتے
اندھیرا ہو تو بھولے سے بھی پروانے نہیں جاتے

خدا و مصطفیٰؐ مرتضیٰؑ کی معرفت کیا ہو
یہ پہچنوائے تو جاتے ہیں پہچانے نہیں جاتے

نہ ہوتا مرحلہ امت کی بخشش کا تو پھر اصغرؑ
پدر کی گود میں تیرِ ستم کھانے نہیں جاتے

مچلتا ہے دلِ ناداں تو سمجھاتا ہوں قیصؔ اکثر
کہ دانا کربلا جاتے ہیں دیوانے نہیں جاتے

درِ جنت پہ بھی پہچاننے والوں کا پہرہ ہے
وہاں اپنے چلے جاتے ہیں بیگانے نہیں جاتے

علیؑ سے بغض چہروں کی نقابیں چاک کرتا ہے
منافق تا قیامت ورنہ پہچانے نہیں جاتے

یہ شب کی اوس دن کی دھوپ نے چہرے بگاڑے ہیں
اسیرانِ جفا ہندہ سے پہچانے نہیں جاتے

# سلام

کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے

نامِ شبیرؑ پہ بے ساختہ گریاں ہونا
بعد کلمے کہ یہ ایماں کا نشاں اور بھی ہے

بال کھولے ہوئے لاشے پہ جو آئیں زہراؑ
حرؑ نے سمجھا یہ دمِ نزع کہ ماں اور بھی ہے

جسکی آواز پہ نبیوں نے صفیں باندھی تھیں
کہیں اکبرؑ سی زمانے میں اذاں اور بھی ہے

برچھیاں مار کے اکبرؑ کو لعینوں نے کہا
شہؑ سے پوچھو کوئی فرزند جواں اور بھی ہے

اپنے فرزندوں کے مرنے پہ بھی گریاں نہ کیا
دہر میں زینبؑ مظلوم سی ماں اور بھی ہے

صدقے اُس دل کے جو ہو حبِ علیؑ سے آباد
اس سے بہتر کوئی دنیا میں مکاں اور بھی ہے

ماں نے قاسمؑ سے کہا صبح کو تم ہو گے شہید
اس لئے بیاہ کی جلدی میری جاں اور بھی ہے

شہؑ سے زینبؑ نے کہا تم جو ہو مشتاقِ قضا
میری اماں کا کوئی فاتحہ خواں اور بھی ہے

اے فلکِ پیر تجھے شہؑ کی ضعیفی کی قسم
علی اکبرؑ سا زمانے میں جواں اور بھی ہے

لا کے ششماہے کو ہاتھوں پہ یہ بولے مولا
نذرِ حق کیلئے یہ غنچہ دہاں اور بھی ہے

لاشے پامال سرِ شام جو ہوتے ہیں نظیرؔ
باغِ زہراؑ پہ ستم بعد خزاں اور بھی ہے

اب کیا میرے گناہ رہینگے حساب میں
گھل مل گیا ہوں خاکِ درِ بوتراب میں

بندے جنھیں کلام ہے عطرت کے باب میں
اصلاح دے رہے ہیں خدا کی کتاب میں

پروردہء غدیر کی اللہ رے مستیاں
کوثر ڈبو دیا ہے ولا کی شراب میں

یہ اپنی جان دے کہ بچاتے نہ کسطرح
اسلام کمسنی میں تھا اکبرؑ شباب میں

تا شام روندتے ہوئے عابدؑ چلے گئے
کانٹے تھے پھول ولولہء انقلاب میں

کتنی ہی سورتیں ہیں خدا کی کتاب میں
لاؤ کوئی شبیہِ نبیؐ کے جواب میں

گزری ہے عمر بندگیء بوتراب میں
میں بھی شریک ہوں شرفِ آفتاب میں

دل ہو نہ زباں تو نصیری ضرور تھی
جب منہ کھلا کنندہء خیبر کے باب میں

اصغرؑ بڑے بڑوں سے کچھ آگے نکل گئے
کیا گھٹنیوں چلے ہیں یہ راہِ ثواب میں

رفعت میرے کلام کی حرف آشنا ہے نجم
بھیجی ہے فکر دامنِ برق و سحاب میں

تمام منظرِ عالم پہ کیسے چھائے حسینؑ
جہاں مقام تھا رونے کا مسکرائے حسینؑ

قدم قدم پہ مصائب کا سامنا ہی رہا
مگر نہ راہِ محبت میں ڈگمگائے حسینؑ

ہزار ظلم و ستم گو کہ ڈھائے اعدا نے
مگر نہ حرفِ شکایت زباں پہ لائے حسینؑ

پسر کی لاش پہ جس وقت مسکرائے حسینؑ
کہ جھک کے چوم لئے آسماں نے پائے حسینؑ

نہ جھاڑ بادِ صبا اسکو اپنے دامن سے
جبینِ شوق پہ رہنے دے خاکِ پائے حسینؑ

وہاں فلک کی ستائی وہ بنتِ زہراؑ ہے
قدم قدم پہ جو گرتی ہے کہہ کے ہائے حسینؑ

کروٹیں دل کیوں نہ لے اُس حشر کے آنے کے بعد
چپکے بیٹھیں کس طرح مولا کے اٹھ جانے کے بعد

لاش کو کڑیل جواں کی کس طرح لائیں حسینؑ
سیدھے ہوسکتے ہیں بھائی کے مرجانے کے بعد

دیکھ کر لاشوں کو یوں آواز دیتے تھے حسینؑ
ہم اکیلے رہ گئے ہیں سب کے مرجانے کے بعد

بال کھولے بیبیوں نے منہ چھپانے کیلئے
اور کیا کرتے حرم چادر کے چھن جانے کے بعد

روضہء احمدؐ کی زینت ساتھ اُس کے چل بسی
جو مدینے کو نہ پلٹا کربلا آنے کے بعد

لاشہء بے شیر کو دل سے لگائے ہیں حسینؑ
پھول پیارا ہوگیا کچھ اور مرجھانے کے بعد

نوکِ نیزہ پر ہے قرآں کی تلاوت میں حسینؑ
اب زباں تر ہورہی ہے خشک ہوجانے کے بعد

عورتیں کوفے کی صدقے دے رہی ہیں پھینک کر
کون پہچانے انہیں اسطرح لٹ جانے کے بعد

## سلام

دنیا دکھائی دیتی ہے ماتم سرا مجھے
کرنا ہے کس غریب کا ماتم بپا مجھے

یہ کس خدا پرست مسافر کا ہے مزار
ہے جسکی خاکِ پاک پہ سجدہ روا مجھے

یہ کس کے چھ مہینے کے بچے کی قبر ہے
سینے سے دل نکال کے رکھنا پڑا مجھے

نالا یہ کس کا گونج رہا ہے لبِ فرات
ہوں تشنہ لب پلایئے پانی چچا مجھے

اللہ ذرے ذرے سے آتی ہے بوئے خوں
کچھ اپنا ماجرا تو سنا کربلا مجھے

تسبیح ہے کہ خون کے قطرے کسی کے ہیں
اے کربلا کی خاک یہ کیا دیدیا مجھے

تُو مشہدِ حسینؑ ہے عرش پر زمین
اپنے میں جلد کرلے برائے خدا مجھے

شاعر ہوں اہلبیتؑ کا میں نجمؔ دلفگار
پہچانتے ہیں کشتۂ راہِ خدا مجھے

راکبِ دوشِ نبیؐ ہے ذاتِ والائے حسینؑ
کس بلندی سے اتر کر زیرِ تیغ آئے حسینؑ

کربلا کے معرکے کی حد کسے معلوم تھی
وقت پر اصغرؑ کو جھولے سے اٹھا لائے حسینؑ

دشتِ غربت تشنگی قربانیوں کا سلسلہ
کن اداؤں میں ہوئی تکمیلِ منشائے حسینؑ

حوصلہ اپنا بڑھایا انکے ذکرِ افکار سے
وقتِ نازک آپڑا جب سب کو یاد آئے حسینؑ

کیا ضرورت آپڑی دنیا کو تیرے خون کی
فاطمہؑ کے لاڈلے زینبؑ کے مانجائے حسینؑ

کتنے درد و غم تھے شامل اک غمِ اسلام میں
عارفانِ غم سے پوچھو رازِ غم ہائے حسینؑ

روئے زیبائے پیمبرؐ رونقِ کون و مکاں
رونقِ دوشِ پیمبرؐ روئے زیبائے حسینؑ

کیسے کیسے اہلِ دل تھے راہِ منزل میں مگر
کربلائے عشق کے محبوب کہلائے حسینؑ

صبح جنت کو چلا ہے حُرؑ سوادِ شام سے
دیدنی ہے آخری تصویرِ شیدائے حسینؑ

بن گئی انسان کا معبد زمینِ کربلا
نجم جب عزم و عمل کی زندگی لائے حسینؑ

## سلام

سلامی کربلا کو جب چلے حضرتؑ مدینے سے
بہت روئے لگا کر فاطمہ صغراؑ کو سینے سے

تمہارے کپڑے میلے ہیں بدل ڈالو انہیں صغراؑ
کہا بابا معطر ہیں علی اصغرؑ کے پسینے سے

چچا کے ہاتھ کٹ جائینگے قاسمؑ کا کٹے گا سر
گزر جائیگا جب نیزہ علی اکبرؑ کے سینے سے

یہ کہہ کر آئے سبطِ مصطفیٰ مسجد میں احمد کی
لپٹ کر دیر تک رویا کئے منبر کے زینے سے

فصیح اک شور برپا تھا وہاں فریاد و شیون کا
حسین ابنِ علیؑ کا کوچ ہوتا ہے مدینے سے

پکارے الوداع اے فاطمہ صغراؑ خدا حافظ
ہمیں تم پھر نہ دیکھو گی یہ ہم سمجھے قرینے سے

نہ کرنا یاد بھی ہم کو سمجھنا مرگئے بابا
مٹا دینا ہمارا نام ہی دل کے نگینے سے

خوشی کرنا رجب کے ماہ سے تا ماہِ ذی الحج تک
مگر کرنا عزاداری محرم کے مہینے سے

کہا شبیرؑ نے کھائینگے اصغرؑ تیر گردن پر
محبت مت کرو مایوس ہو بھائی کے جینے سے

# سلام

زمینِ کربلا بھی یاد کرتی ہے تہہ دل سے
نہ پوچھو زائروں کو کیا صدا آتی ہے منزل سے

گزر جاتی ہیں عمریں کربلا کا غم سمجھنے میں
یہ آب و گِل کا پیکر آدمی بنتا ہے مشکل سے

گرے عباسؑ گھوڑے سے تو گونجی یہ صدا رن میں
سرک جائیگا دریا لاش اٹھے گی نہ ساحل سے

وہ اس ماحول سے شکرِ خدا کرتے گئے ہونگے
جو زنداں کو سدھارے شام کے حاکم کی محفل سے

جگہ بزمِ غزل میں دیں نہ دیں وارفتہء دنیا
مجھے ہے نجم نسبت مدحتِ مولاؑ کی محفل سے

ہمیں پردیس میں بھی رنجِ تنہائی نہیں رہتا
صدائے یاحسینؑ آئی جہاں دل مل گیا دل سے

شہادت کا شرف پایا تولا میں فنا ہو کر
اٹھے بھی ہم تو زندہ ہی اٹھے دنیا کی محفل سے

علیؑ نے دودھ کا شربت پلایا ابنِ ملجم کو
کسی نے اس طرح بدلہ لیا ہوگا نہ قاتل سے

ولائے اہلبیتِ مصطفیٰؐ کی عظمتیں پوچھو
کسی شائستہء غم سے کسی شائستہء دل سے

## سلام

وصفِ علیؑ رقم جو کئے جارہا ہوں میں
کفارہء گناہ دیئے جارہا ہوں میں

حق گوئی شرطِ الفتِ آلِ رسولؐ ہے
باطل کا پردہ چاک کئے جارہا ہوں میں

گر صد ہزار مشکلیں آئیں تو کیا خطر
مشکلکشاء کا نام لئے جارہا ہوں میں

روشن ہے دل میں آتشِ عشقِ ابوترابؑ
دامانِ تر کو آنچ دیئے جارہا ہوں میں

زاہدؔ سنا ہے نزع میں آئینگے مرتضٰیؑ
یوں موت کی خوشی میں جئے جارہا ہوں میں

دستِ گناہ سے دامنِ دل چاک چاک ہے
اشکوں کے تار لے کے سیئے جارہا ہوں میں

زائل ہو کیسے نشہء صہبائے حبِ دیں
چودہ پلارہے ہیں پئے جارہا ہوں میں

انعامِ ایزدی کی نہیں کوئی انتہا
وہ دے رہا ہے اور لئے جارہا ہوں میں

دنیا سے کچھ بھی زادِ سفر لے سکا نہ ساتھ
داغِ غمِ حسینؑ لئے جارہا ہوں میں

## نوحہ

ذکرِ اکبرؑ سے دلِ شہؑ تہہ و بالا ہوگا
بعدِ بے شیر یہ غم اور دوبالا ہوگا

بعد بابا کے چراغ ہونگے نہ شمع ہوگی
گھر میں جب آگ لگے گی تو اجالا ہوگا

کہتی تھی جھاڑ کے بالوں سے زمیں کو زہراؑ
کہ یہاں دفن میری گود کا پالا ہوگا

کہتے تھے دیکھ کے سب راہ میں سر اکبرؑ کا
کس طرح ماں نے کلیجے کو سنبھالا ہوگا

کوچ کی شب یہی صغراؑ نے کہا رو رو کر
کل نہ اس گھر میں کوئی گیسوؤں والا ہوگا

کوہِ غم شاہؑ نے کس طرح سے ٹالا ہوگا
نیزہ کیونکر دلِ اکبرؑ سے نکالا ہوگا

کمسنی دیکھ کے قاسمؑ کی لعیں کہتے تھے
ماں نے کس چاہ سے اس لعل کو پالا ہوگا

## سلام

جو کہ مصروفِ سلامِ شہدا رہتا ہے
گو وہ رہتا نہیں پر نام صدا رہتا ہے

شاہِ دیں لاشہء اکبرؑ پہ کھڑے کہتے تھے
ہوش اس جا نہیں انساں کا بجا رہتا ہے

ہند کی بیٹی نے زنداں میں سکینہؑ سے کہا
سر تیرا کس لئے اے بہنا کھلا رہتا ہے

باپ مارا گیا بھائی ہوئے زنداں میں اسیر
اس مصیبت میں بھلا ہوش بجا رہتا ہے

ہے یہ شرمندگی پانی کے نہ لیجانے کی
نیزے پر بھی سرِ عباسؑ جھکا رہتا ہے

کہا سجادؑ نے اشک آنکھوں میں لب پر فریاد
پاؤں زنجیر میں رسی میں گلا رہتا ہے

شمر کہتا تھا یہی ماں ہے علی اکبرؑ کی
جس کا ایک ہاتھ کلیجے پہ دھرا رہتا ہے

رو کے وہ بولی یتیموں کی نشانی ہے یہی
کُرتا بے وارثِ بچوں کا پھٹا رہتا ہے

رو کے یہ قاصدِ صغراؑ سے کہا عابدؑ نے
کہیو بھائی تیرا محتاجِ دوا رہتا ہے

خواب میں آ نکلے عابدؑ سے یہ شہؑ نے پوچھا
بیٹا احوال تیرا قید میں کیا رہتا ہے

شام ہوتی ہے تو اونٹوں سے اترتے ہیں حرم
پر سرِ شاہؑ تو نیزے پہ چڑھا رہتا ہے

صحنِ مقتل کو جو سجدوں سے سجا دیتے ہیں
خوں کے ہر قطرے کو تاریخ بنا دیتے ہیں

ذکرِ شبیرؑ ہے خود وقت کے ہونٹوں کی پکار
ہم تو آواز میں آواز ملا دیتے ہیں

جب بھی آجاتا ہے سقائے سکینہؑ کا خیال
بچے سوکھے ہوئے کوزوں کو گرا دیتے ہیں

امتی یوں بھی رسالت کا صلہ دیتے ہیں
گھر جلا دیتے ہیں قرآن جلا دیتے ہیں

نصرتِ دیں کو بلاتی ہے جب آوازِ امامؑ
بچے لبیک کی جھولے سے صدا دیتے ہیں

رخِ زینبؑ سے نگاہوں کو ہٹانے کیلئے
شاہِ دیںؑ نیزے پہ قرآن سنا دیتے ہیں

## سلام

سبق حسینؑ کی محنت سے لو خدا کیلئے
لہو بہایا تھا کیا ارضِ کربلا کیلئے

شباب اور علیؑ کا شباب کیا کہنا
خدا نے چھانٹ لیا جس کو لافتیٰ کیلئے

کمی ستم کی کہیں بہرِ اہلبیتؑ نہ تھی
حسنؑ نے لطف مدینے میں کربلا کے لئے

کسی کا سر بھی نہ پہنچا زہے عروجِ کمال
علیؑ کے پاؤں بھی تھے دوشِ مصطفیٰؐ کیلئے

جہادِ نفس میں سجادؑ کو یہ فکر کہاں
بچھے ہیں راہ میں کانٹے برھنہ پا کیلئے

جنابِ نجمؔ یہ عزلت گزینیاں کب تک
یہ بے نیاز روش چھوڑیئے خدا کیلئے

علیؑ پرست کہو یا خدا پرست مجھے
پکارتا ہوں علیؑ کو مگر خدا کیلیے

نظر میں اسکی یہ لذاتِ دنیاوی کیا ہیں
وہ روزے دار مزے جس نے ہل اتیٰ کے لئے

حسینؑ کو جو ملے حق سے باپ ماں بھائی
نہ مصطفیٰؐ کیلئے تھے نہ مرتضیٰؑ کیلئے

رہِ عمل میں اٹھائے جو مرتضیٰؑ نے قدم
اصول بن گئے اللہ کی رضا کیلئے

ملے نہ ہونگے علیؑ کو وہ ماں کی گود میں بھی
مزے جو نیند کے بستر پہ مصطفیٰؐ کیلئے

جب فشارِ وقت سے انسان گھبرا جائے ہے
کربلا بے ساختہ ایسے میں یاد آجائے ہے

وہ نکلتا جا رہا ہے خیمہء ظلمت سے حرؑ
دیکھ لو سورج گہن سے یوں نکلتا جائے ہے

جب چلے عباسؑ دریا سے تو بول اٹھے عدو
مشک میں پانی نہیں کوثر چھلکتا جائے ہے

تربیت ذہنوں کی کرتی جا رہی ہے کربلا
آدمی خوابیدہ تھا بیدار ہوتا جائے ہے

خشک ہونٹوں سے علی اصغرؑ نے وہ حملہ کیا
اب یزیدی فوج سے ٹھہرا نہ بھاگا جائے ہے

جھومتی تھیں یوں تصور میں علی اصغرؑ کی ماں
دل بہلتا جائے ہے جھولا جو ہلتا جائے ہے

یہ کیوں کہوں نہ ملا تشنہ کام کو پانی
نہ تھا قبول ہی پینا امامؑ کو پانی

ترستے کیا شہِؑ عالی مقام پانی کو
ترس گیا شہِؑ عالی مقام کو پانی

تلاش کرتا ہے اب تک ہر ایک ساحل پر
لبِ حسینِ علیہ السلام کو پانی

کمالِ بے ادبی تھا جو بڑھ کے چھو لیتا
قسیم بادہء کوثر کے جام کو پانی

ذرا سا حکم جو دیتے فرات کو شبیرؑ
مجال تھی جو نہ آتا سلام کو پانی

بساطِ ارض و سما کیوں الٹ نہیں جاتی
حسینؑ تشنہ دھن فوجِ شام کو پانی

جہاں تڑپتے ہیں سب تین دن کے فاقے سے
وہاں نہ صبح کو پانی نہ شام کو پانی

جبکہ سقائے حرم خلق سے پیاسہ اٹھا
مجرئی شورِ قیامت لبِ دریا اٹھا

لاش دولھا کی دلھن کو نظر آئی ہے ہے
عقد کی صبح کو منہ پر سے جو مقنعٗ اٹھا

واہ کیا شیرِ الٰہی تھا علمدارِ حسینؑ
مرنے کے بعد بھی دریا سے نہ لاشہ اٹھا

خاکساری اسے کہتے ہیں کہ چالیسویں تک
نہ زمیں سے شہؑ مظلوم کا لاشہ اٹھا

باپ کے غم میں سکینہؑ نے قضا کی آخر
ننھی سی جان سے فرقت کا نہ صدمہ اٹھا

روکے حضرت نے کہا تم کو خدا کو سونپا
دانہ پانی میرا اس شہر سے صغراؑ اٹھا

کیسی سقائے سکینہؑ کو ترائی تھی پسند
نہر سے بعدِ شہادت بھی نہ لاشہ اٹھا

آسماں رونے لگا کرب و بلا کانپ گئی
بھائی کی لاش سے اک بھائی جو روتا اٹھا

بانوؑ ہر صبح کو رو رو کے یہ کرتی تھی بین
دودھ پینے کو نہ اب تک میرا بچہ اٹھا

غل ہوا اہلِ حرم میں کہ سکینہؑ ہے ہے
قید خانے میں جو ننھا سا جنازہ اٹھا

رسولؐ اپنے وصی کا شباب دیکھیں گے
علیؑ کے ہاتھ پہ خیبر کا باب دیکھیں گے
علیؑ کے روئے مبارک کے دیکھنے والے
اب اور کونسی حق کی کتاب دیکھیں گے
رسولِ پاکؐ کی آنکھیں تو بند ہونے دو
علیؑ جہاں میں بڑا انقلاب دیکھیں گے
حسینؑ لاشہء اکبرؑ پہ رن میں جاتے ہیں
پسر کا خون میں ڈھلتا شباب دیکھیں گے

نبیؐ کے دوش پہ ایک اور نقش ابھر آیا
ہٹایئے تو قدم بوترابؑ دیکھیں گے
چلو علیؑ کو نظر بھر کے دیکھنے والو
نبیؐ کے فرش پہ ہیں محوِ خواب دیکھیں گے
سرِ مبارکِ زینبؑ سے گر گئی ہے ردا
نکل تو آئے بھلا آفتاب دیکھیں گے
شرف غلامیء حیدرؑ کا ہم کو بس ہے رشید
وہ ہمکو دیتے ہیں اب کیا جواب دیکھیں گے

تپتے بن میں رہے پیاسے تو یہ سوکھا پانی
بچے روئے بھی تو آنکھوں سے نہ نکلا پانی
بے بسی دیکھ کے عباسؑ کا جی بیٹھ گیا
پیاسی بچی نے جو منہ کھول کے مانگا پانی

پیاس پر اُنکی نہ کیوں کر ہو کلیجہ پانی
تین دن جن کو نہ یوں دھوپ میں پہنچا پانی
تیسرا دن تھا کہ اصغرؑ کو نہ پانی دینا
بچہ چھ ماہ کا پیتا بھی تو کتنا پانی

بتوں سے پاک کر کے کعبے کو حیدرؑ نکلتے ہیں
خدا کے گھر کو اب کر کے خدا کا گھر نکلتے ہیں
یہ غل تھا باپ کا ورثہ جواں بیٹے نے پایا ہے
علم عباسؑ لیکر صورتِ حیدرؑ نکلتے ہیں
بگڑنے والے سارے کام بن جاتے ہیں پل بھر میں
ہم اپنے گھر سے جب کہہ کر علیؑ حیدرؑ نکلتے ہیں

علیؑ نے توڑ کر کعبے کے بت دکھلا دیا سب کو
خدائی کرتے تھے کعبے میں وہ پتھر نکلتے ہیں
کہا عباسؑ نے اعدا سے کیوں چلتے ہو تم اڑ کر
قضا آتی ہے جب بھی چونٹیوں کے پر نکلتے ہیں
بلا کے تیرنے والے تھے دریائے شہادت میں
لہو میں ڈوب جاتے ہیں لبِ کوثر نکلتے ہیں

## سلام

غمِ حسینؑ میں بھولے مصیبتیں کیا کیا
اسِ ایک درد نے بخشی ہیں راحتیں کیا کیا

علیؑ و فاطمہؑ زہرا و شبرؑ و شبیرؑ
رسولِ پاک پہ اتری تھیں آیتیں کیا کیا

مقامِ خلد حیاتِ دوام و رزق و مدام
عطا ہوئی ہیں شہیدوں کو نعمتیں کیا کیا

گماں کسے تھا کہ حرؑ جا سکے گا جنت میں
درِ حسینؑ پہ بدلی ہیں قسمتیں کیا کیا

ہر آنکھ گوہرِ اشکِ عزا لٹاتی ہے
غمِ حسینؑ نے بخشی ہیں دولتیں کیا کیا

کہیں خدا کے سوا کس سے یہ کربلا والے
گزر گئی ہیں دلوں پر قیامتیں کیا کیا

جب احد میں کھینچتے تھے تیغ حیدرؓ بار بار
لافتیٰ کہتے تھے جبریل و پیمبرؐ بار بار

مل گیا بسترِ شبِ ہجرت علیؑ کو مل گیا
جانشینی کا نہیں ملتا ہے بستر بار بار

کرتے جاتے شاہؑ کے قدموں پہ سر اپنے نثار
زندہ گر ہوتے بہتّر کے بہتّر بار بار

ایک سجدہ جو کیا سبطِ نبیؐ نے وقتِ عصر
ایسے سجدے میں نہیں جھکتا کوئی سر بار بار

رونے پاتی تھیں نہ اپنے وارثوں کو بی بیاں
تازیانے سے ستاتے تھے ستمگر بار بار

یاد رکھ اپنے ایماں کی گواہی کیلئے
ہم مناتے ہیں غمِ سبطِ پیمبرؐ بار بار

بار بار آتی رہی بن ٹھن کے دنیا سامنے
اور علیؑ مارا کئے ٹھوکر پہ ٹھوکر بار بار

کرتے ہیں اتمامِ حجت باعثِ نصرت نہیں
یہ جو ہل من ناصرٍ کہتے ہیں سرورؑ بار بار

پیاس کی شدت سے اتنا خشک تھا شہؑ کا گلا
دستِ قاتل میں بھی رک جاتا تھا خنجر بار بار

کیا عجب عباسؑ حضرت سے کہیں کیجئے کرم
آستاں پر آپکے آتا ہے جوہر بار بار

## سلام

سلامی چشم سے رہ رہ کے خونِ دل ٹپکتا ہے
غمِ سجادؑ بیکس دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے

گل زہراؑ کے غم میں بلبلیں ہیں نوحہ خواں ساری
صدا فریاد کی آتی ہے جب غنچہ چٹکتا ہے

کہا صغراؑ نے شاید میرے باباجاں پیاسے ہیں
گلے میں ساتویں تاریخ سے پانی اٹکتا ہے

کہا بانوؑ نے شہؑ سے تیر چلتے ہیں کلیجے پر
میرا منہ جب یہ بچہ نرگسی آنکھوں سے تکتا ہے

بچالو واسطہ زہراؑ کا صاحب میرے اصغرؑ کو
نہ بچہ دودھ پیتا ہے نہ اب آنکھیں جھپکتا ہے

دمِ تحریر گلریزی ہے یا سطریں ہیں کاغذ پر
صریرِ کلک ہے یا باغ میں بلبل چہکتا ہے

حرم روئے کہا جب آسماں کو دیکھ کر شہؑ نے
علی اکبرؑ اذاں دو صبح کا تارا چمکتا ہے

سکینہؑ ناز پرور قید کی آفت کو کیا جانے
یہ عالم ہے قفس میں جسطرح طائر پھڑکتا ہے

یہ ننھے ننھے دونوں ہاتھ بل کھاتے ہیں تکیوں پر
مسوڑھے ہوگئے ہیں نیلگوں تالو چپکتا ہے

صراحی دار گردن جب مڑی جاتی ہے بن پانی
گلے میں سانس جب رکتی ہے سر دے دے پٹکتا ہے

جب کبھی دل نے کسی غم میں کہا ہائے حسینؑ
دیر تک عالمِ غربت میں نظر آئے حسینؑ

خیمے کی طرف پھر گئے پھر آئے حسینؑ
ماں کا دل جانتا تھا گود میں کیا لائے حسینؑ

دی ہے قاسمؑ نے صدا آ گیا سرورؑ کو جلال
لیکے عباسؑ کو مقتل میں نکل آئے حسینؑ

بندگی ایک تو بندوں کی حقیقت بھی ہے ایک
پھر جو منشائے محمدؐ ہے وہ منشائے حسینؑ

رات اندھیری ہے تو منزل سے بھٹکنا کیسا
اپنی آنکھوں میں ہے جب نقشِ کفِ پائے حسینؑ

کاش تم دیکھتے بچے سے ہوا جو سلوک
روزِ عاشور یہ تھی ایک تمنائے حسینؑ

امتحانِ عصرِ سجدہ ہے شہہؑ کو منظور
ہے زمیں پر نگاہِ زلزلہ پیمائے حسینؑ

ہر قدم دشمنِ تازہ سے الجھنا ہے رشیدؔ
ہر نفس دیکھتے ہیں زورِ تولّائے حسینؑ

انسان تھے سب شامل شبیرؑ کے لشکر میں
نکلے تھے بہتر ہی دنیا کے بھرے گھر میں

مولا کے غلاموں میں جبریل بھی ہے میں بھی
بس فرق ہے اتنا سا میں در پہ ہوں وہ گھر میں

شبیرؑ سیاست کا وہ قائدِ اعظم ہے
آئین بنا ڈالا عاشور کو دن بھر میں

بے حبِ شہہؑ مرداں توثیق نہیں ہوتی
یوں نام لکھا لیجئے اسلام کے لشکر میں

حیدرؑ نظر آتے ہیں آغوشِ پیمبرؐ میں
تکرارِ تجلی ہے کعبے کے نئے در میں

قرآن ہے بے معنی عطرت سے جدا ہوکر
جس گھر میں یہ آیا تھا معنی ہیں اسی گھر میں

معراج کی شب اپنے بستر پہ سہی لیکن
باتیں تو علیؑ کی تھیں اللہ و پیمبرؐ میں

اے نجم میں شاعر ہوں سرکارِ امامت کا
نظمیں میری پہنچیں گی دربارِ پیمبرؐ میں

مجرئی اوج پہ ہے دیدہء گریاں اپنا
ابرِ تر کہتے ہیں جسکو وہ ہے داماں اپنا

دیکھ کر شاہؑ کا سر کہتے تھے رو رو رہگیر
دل ہے شاہؑ تیرے اعجاز پہ قرباں اپنا

جب سے پیدا ہوئے ہم خلق میں کہلائے حسینؑ
اب ہے دنیا میں لقب شاہِ شہیداں اپنا

بیٹا وہ جاتا ہے پہنے ہوئے طوق و زنجیر
کنبہ وہ اونٹوں پہ ہے باسرِ عریاں اپنا

ہند سے رو کے سکینہؑ نے کہا سن بی بی
باپ مارے گئے گھر ہوگیا ویراں اپنا

اے سرِ پاک لقب کیا ہے تیرا نام ہے کیا
دی صدا سر نے کہ پنہاں نہیں رتبہ اپنا

فاطمہؑ ماں ہے علیؑ باپ اور جد وہ ہے
جسکو کہتے ہیں نبیؐ سارے مسلماں اپنا

مجلسِ شہ میں میرا برسرِ منبر ہونا
جسکو درکار ہو دنیا میں ابوذرؓ ہونا

اسکو کہتے ہیں نصیبے کا سکندر ہونا
اُسکو لازم ہے غبارِ درِ حیدرؑ ہونا

پہلے سوئے تو کوئی چھاؤں میں تلواروں کی
منزلِ عزمِ حسینی ہے کہاں دور کی بات

اتنا آساں تو نہیں نفسِ پیمبرؐ ہونا
پہلے سیکھے تو زمانہ علی اصغرؑ ہونا

اُنکے ایماں پہ بھی شک اِن پہ خدا کا دھوکہ
غمِ شبیرؑ نے اشکوں کی بڑھادی قیمت

کس طرح مان لوں دونوں کا برابر ہونا
قطرہء آب کو دکھلادیا کوثر ہونا

زخم کھا کر بھی جو قاتل کو پلائے شربت
عمر بھر غیرتِ انساں کو ڈسے گا یہ خیال

زیب دیتا ہے اُسے ساقیء کوثر ہونا
بھولتا ہی نہیں زینبؑ کا کُھلے سر ہونا

سانس اکھڑی ظلم کی بدعت کے طوفاں تھم رہے
کیا قدم تھے جو زمینِ کربلا پر جم رہے

کیا حسینی قافلے میں تھا شعورِ زندگی
بڑھ گیا جوشِ عمل جب مرنے والے کم رہے

جسکے دم سے خون میں گرمی ہے نبضوں میں دھمک
کسکی غیرت چاہتی ہے اُسکا ماتم کم رہے

اے مسلماں قتل اور قتلِ حسینؑ ابن علیؑ
حشر تک شاید مزاجِ عافیت پر ہم رہے

آسماں پر دل رہا اور عرشِ اعظم پر دماغ
نجم جب ارضِ نجف پر زیبِ منبر ہم رہے

روحِ شبیری کا پرتو دیکھنا انصار میں
رخ پہ زردی تک نہ آئی دم میں جب تک دم رہے

کہہ رہا ہے اسوہء محنت کشانِ کربلا
عیشِ دنیا چھوڑ کر دنیا میں ہم ہی ہم رہے

اُسوہء شبیر شمعِ محفلِ اسلام ہے
یہ اجالا جب رہا آگے اندھیرے کم رہے

مے تولا کی پئے جاتا ہوں سوتے جاگتے
یہ نہیں وہ گردشِ ساغر جو دم بھر دم رہے

متاعِ ذہن جسدن مسلکِ شبیرؑ ہوجائے
لہو کا رنگ بدلے دل نیا تعمیر ہوجائے

حسینؑ عزم کی منزل ہو ایسا قصدِ منزل ہو
قدم رکھتے ہی جادہ جادہء شبیرؑ ہوجائے

اگر منشائے فطرت خود نہ ہو کیونکر یہ ممکن ہے
کسی کی موت کا غم اور عالمگیر ہوجائے

حسینؑ بزم میں پہلو بچا کر بیٹھنے والے
خدا ایسا کرے یہ درد دامن گیر ہوجائے

اگر انساں کو عرفانِ غمِ شبیرؑ ہوجائے
شعورِ حریت دنیا میں عالمگیر ہوجائے

سبق لے کربلا سے کر وہ میدانِ عمل پیدا
جہاں ہر اک نفس اک نعرہء تکبیر ہوجائے

حیاتِ جاودانی ہے غمِ شبیرؑ میں مرنا
دھنی قسمت کا ہے جو کشتہء تاثیر ہوجائے

کہاں تک یہ مرّوت تجھ اک دن حق کے منکر سے
خدا لگتی کہو جو دل لگ کر تیر ہوجائے

رُخ سمتِ کربلائے معلیٰ اگر نہیں
انسانیت کی اور کوئی رہگزر نہیں

صد شکر مل گیا مجھے در اہلبیتؑ کا
توفیقِ معرفت ہے کہ میں در بدر نہیں

میں ہوں غمِ حسینؑ میں دونوں سے بے نیاز
جینے کی آرزو نہیں مرنے کا ڈر نہیں

تم کیا کروگے ماتمِ شبیرؑ کا علاج
یہ دردِ دل ہے چارہ گرو دردِ سر نہیں

اکبرؑ کی موت اُنکی جوانی کو دیکھیے
اک آفتابِ حُسن ہے نیزے پہ سر نہیں

آتے ہیں میرے خواب میں مولا کبھی کبھی
میں دیکھتا ہوں طور کا جلوہ کبھی کبھی

کیا ظالموں کو مل گیا قتلِ حسینؑ سے
میں سوچتا ہوں بیٹھ کے تنہا کبھی کبھی

اٹھنا محال ہوتا تھا لنگر کے طوق سے
تھک کر جو بیٹھ جاتے ہیں مولا کبھی کبھی

نہ جانے کس خیال میں کھو جاتی تھیں رباب
خالی جھلانے لگتی تھیں جھولا کبھی کبھی

ہوئے جو شاہ سے کارِ نمایاں ایسے ہوتے ہیں
تہہِ خنجر کیے سجدے مسلماں ایسے ہوتے ہیں

نبیؐ کا زانوئے اقدس ہے اور دونوں نواسے ہیں
جب ایسی رحل ہوتی ہے تو قرآں ایسے ہوتے ہیں

زمینِ کربلا کا پھول بوستانِ محمدؐ کے
بہاریں خلد صدقے ہیں بیاباں ایسے ہوتے ہیں

تلاوت میں سرِ شبیرؑ تھا قاتل کے نیزے پر
جو خود ہی منہ سے بول اٹھتے ہیں قرآں ایسے ہوتے ہیں

جوانی رن سے کہتی آ رہی ہے لاشِ قاسمؑ پر
کہ اسلامی جوانمردوں کے ارماں ایسے ہوتے ہیں

ہزاروں سے ترائی چھین لی جب ایک پیاسے نے
لبِ ساحل پکارے مردِ میداں ایسے ہوتے ہیں

گلے پر تیر کھا کر مسکرائے جب علی اصغرؑ
صدا آئی کہ راہِ حق میں قرباں ایسے ہوتے ہیں

سنا کر نجمؔ قصہ کربلا والے شہیدوں کا
مسلمانوں کو سمجھا دو مسلماں ایسے ہوتے ہیں

مسلماں نے بھلادی داستانِ زندگی اپنی
نہیں ملتی تری تمثیل تاریخ دو عالم میں

ذرا صورت دکھادینا حسینؑ ابنِ علیؑ اپنی
کہ ایک سجدے میں منوالی خدا سے بندگی اپنی

یہ تُو ہی تھا کہ برچھی کھینچ لی اکبرؑ کے سینے سے
ضعیفی کا عصا بازو کی قوت دل کی آبادی

وہ ابراہیمؑ تھے آنکھوں پہ پٹی باندھ لی اپنی
خدا کی راہ میں دولت لٹاتا ہے سخی اپنی

مٹا کر ذکر کو تیرے یزیدی ذہنیت والے
تصور میں تیری تصویر اپنے ساتھ لیجاؤں

چھپانا چاہتے ہیں آج تک شرمندگی اپنی
تیرا روضہ ہو دنیا پر نگاہِ آخری اپنی

رن میں دو قلب تڑپنے لگے اک تیر کے ساتھ
بازوئے شاہ چھدا گردنِ بے شیرؑ کے ساتھ

اپنے بے شیر کو شبیرؑ بچاتے کیونکر
زمیں لپٹی ہوئی آتی ہے قضا تیر کے ساتھ

کہا صغراؑ نے لینے نہیں آئے اکبرؑ
بھائی شاید تمہیں الفت نہیں ہمشیر کے ساتھ

شہؑ نے عباسؑ کا اک ہاتھ علم پر پایا
دوسرا ہاتھ ملا قبضۂ شمشیر کے ساتھ

سر کے کٹنے پہ بھی زینبؑ سے جدائی نہ ہوئی
بھائی نیزے پہ رہا راہ میں ہمشیر کے ساتھ

کہتی تھیں مادرِ عباسؑ میں شرمندہ ہوں
میرے بازو نہ بندھے شاہؑ کی ہمشیر کے ساتھ

دفن اصغرؑ ہوئے شہؑ جھاڑ کے دامن اٹھے
ماں کی سب ختم مرادیں ہوئیں بے شیر کے ساتھ

شہؑ نے جلتی ہوئی ریتی پہ جو پہلو بدلے
کربلا کروٹیں لینے لگی شبیرؑ کے ساتھ

## سلام

جو سجدہ ہوتا ہے معراجِ بندگی کیلئے
رسولؐ نے اسے چھوڑا حسینؑ ہی کیلئے

علیؑ ہیں برسرِ پیکر تو کربلا میں حسینؑ
کلیجہ چاہیئے اسلام دوستی کیلئے

حسینیتؑ کے سفر کا جہاں ہوا آغاز
وہیں اجل نے قدم رکھے زندگی کیلئے

گلوئے سبطِ نبیؐ اور شمر کا خنجر
وہ لمحہ ایک قیامت ہے ہر نبیؐ کیلئے

نبیؐ خدا کیلئے ہے علیؑ نبیؐ کیلئے
نہ ہو یہ ربط تو کوئی نہیں کسی کیلئے

رضائے حیدرؑ و رومالِ فاطمہؑ کی قسم
غمِ حسینؑ عبادت ہے زندگی کیلئے

سلام خانۂ زہراؑ تیرے چراغوں پر
بجھے ہیں شمعِ رسالت کی روشنی کیلئے

ردا بھی سر سے چھنی خیمے بھی جلائے گئے
عجیب وقت ہے زینبؑ کی بے بسی کیلئے

وہ جس نے جلوہ شبیرؑ تا حیدرؑ نہیں دیکھا
سرِ منظر تو دیکھا ہے پسِ منظر نہیں دیکھا

ماہ و خورشید بھی دیکھے ماہ و خورشید کو لیکن
محمدؐ کے چراغوں سے فروزا تر نہیں دیکھا

تصور ہی سے گریہ ناک ہوجائینگی یہ آنکھیں
کلی کو دیکھ لے جس نے لبِ اصغرؑ نہیں دیکھا

غمِ شبیرؑ کا حصہ کوئی سجادؑ سے پوچھے
جہانِ اشک باری میں کہیں لنگر نہیں دیکھا

پھپھی کا ماں کا سر عریاں برادر اور پدر بیگور
غریب ایسا زمانے میں کوئی رہبر نہیں دیکھا

میری خوش قسمتی کو لوگ کیا جانے کہ دنیا نے
ستارے صرف دیکھے ہیں ستارہ گر نہیں دیکھا

حسین ابن علی دنیا نے میدانِ شہادت میں
ہزاروں سر تو دیکھے ہیں تیرا ہمسر نہیں دیکھا

علی کی راہ میں کتنے ہی موڑ آتے رہے لیکن
زمانہ موڑ کر دیکھا کبھی مڑ کر نہیں دیکھا

نبیؐ کے جانثار اصحاب کتنے ہی بہادر تھے
احد میں اس طرح بھاگے کہ پھر مڑ کر نہیں دیکھا

سلامی کہتے تھے شہ سر کٹائے جسکا جی چاہے
خدا کی راہ کا سودا ہے آئے جسکا جی چاہے

کہا حر نے بلاکر اپنے بیٹے اور برادر کو
میں جاتا ہوں سوئے فردوس آئے جسکا جی چاہے

کہا زینبؑ نے وارث مر گئے گھر لٹ گیا لوگو
ہمیں در در برھنہ سر پھرائے جسکا جی چاہے

طمانچے شمر کے کھا کھا سکینہؑ رو رو چلائی
میں بے وارث ہوں میرا دل دکھائے جسکا جی چاہے

گناہگاروں کی بخشش کا وسیلہ بزم ماتم ہے
یہاں بہرِ حسینؑ آنسو بہائے جسکا جی چاہے

کہا اکبر نے بے دینوں شبیہِ مصطفیؐ ہوں میں
نشاں اپنے پیمبر کا مٹائے جس کا جی چاہے

کہا شبیرؑ نے پیاسہ ہوں احمد کا نواسہ ہوں
مسلمانوں مجھے پانی پلائے جسکا جی چاہے

طوافِ قبر آقا آبروئے حجِ اکبر ہے
بہار اپنا یہی کعبہ ہے آ ہے جس کا جی چاہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۙ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ۙ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۠

# مرثیے

## سوزخواں
## سید محمدعلی نقوی برادران

www.facebook.com/soazkhwanee
www.facebook.com/soazkhuan
April 19, 2023

## برائے ایصالِ ثواب

علامہ رشید ترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ ضمیر اختر نقوی، میر انیس، مرزا دبیر، سوز خواں حسن عابد جعفری، سوز خواں عظیم الحسن، مولانا محمد عون نقوی، مولانا غلام حسنین رضوی، علامہ عرفان حیدر عابدی، محسن نقوی شہید، سید الطاف حسین نقوی ابن امیر حسین، امام النساء بنت رحمت علی، تیغ علی رضوی ابن سیف علی رضوی، سید ابرار حسین نقوی ابن سید الطاف حسین نقوی، کنیز فاطمہ بنت سید تیغ علی رضوی، سیدہ نثار فاطمہ بنت سید ابرار حسین نقوی، نقی مہدی رضوی ابن طاہر حسین رضوی، سید طاہر حسین رضوی ابن ظفر حسین رضوی، سید اشفاق حسین نقوی ابن ابرار حسین نقوی، برکت حسین رضوی ابن محمد رضا رضوی، آفتاب حیدر زیدی ابن زاہد حسین زیدی، تہور علی ابن تیغ علی، حیدر اشرف، صفدر اشرف، اصغر اشرف ابن تہور علی، اشرف النساء، قمر النساء، اعجاز حسین ابن اقبال حسین، اقبال حسین ابن الطاف حسین، اختر عباس رضوی، سید ضیغم عباس رضوی، سید علمدار حسین زیدی، عذرہ بنت شاکر حسین، کلثوم بانو بنت تیغ علی، شہر بانو بنتِ تیغ علی، قمر النساء بنت الطاف حسین، سید آل نبی کاظمی ابن سید شمشاد علی کاظمی، بہار فاطمہ بنت زوار حسین، سیدہ شمیم فاطمہ بنت سید آلِ نبی کاظمی، سید آل احمد کاظمی ابن سید آل نبی کاظمی، بنی بنت کامدار خان، زاہدہ بنت مومن علی، ہاشمی بنت شمشاد علی، سید بشارت حسین بلگرامی، سیدہ انیس فاطمہ، وزارت حسین بلگرامی، بنی فاطمہ، سید زوار حسین ابن ضمیر الحسن، ساجدہ بانو بنت محمد عسکری، صادق حسین ابن مرتضیٰ حسین، زاہدہ بنت مومن علی، اختری بنت نثار حسین، بابو بھائی، سعید کاظمی، سید ابوالحسن بلگرامی، سیدہ شان فاطمہ، حسن باقر بلگرامی، مسلم بلگرامی، ابن حسن کربلائی، سید انتظار حسین جعفری، حاجی مطلوب حسین، امداد حیدر نقوی، سیدہ خاتون، سیدہ نایاب بانو، سید انصار حسین نقوی، سبطِ حسن کاظمی، نفیس فاطمہ، تسنیم کوثر، سید حسن حیدر کاظمی، الحاج ناصر عباس بنگش، حبیب رضی جعفری، قیصر حسین زیدی، نذر فاطمہ، حکیم مسلم عباس، حسن عسکری، طلعت فاطمہ و کل مومنین و مومنات ، جن و انس، محبان اہلبیتؑ و شیعان حیدر کرار

## تاریخ وار مرثیوں کی ترتیب

| | |
|---|---|
| یکم محرم | آمدِ کربلا، مدینے سے روانگی |
| ۲ محرم | شہادت حضرت مسلم علیہ السلام و پسران |
| ۳ محرم | شہادت اصحابِ حسین علیہ السلام |
| ۴ محرم | شہادت حضرت عون و محمد علیہ السلام |
| ۵ محرم | شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام |
| ۶ محرم | شہادت حضرت علی اصغر علیہ السلام |
| ۷ محرم | شہادت حضرت قاسم ابن حسن علیہ السلام |
| ۸ محرم | شہادت حضرت عباس علمدار علیہ السلام |
| ۹ محرم | رخصت امام حسین علیہ السلام |
| ۱۰ محرم | شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام |

**جب کوچ کی شب قبرِ نبیؐ پر گئے شبیرؑ**

1 رخصت کو معِ آلِ پیمبرؐ گئے شبیرؑ
قندیل جو روشن کی تو غش کر گئے شبیرؑ
زینبؑ نے یہ جانا کہ بس اب مر گئے شبیرؑ
تھی غش میں ندا ہم اسی حسرت سے مرینگے
اب روشنی اس قبر پہ کاہے کو کرینگے

اے نانا کے روضے میرا گھر ہوتا ہے ویراں
2 اے قبرِ حسینؑ آج کی شب ہے تیرا مہماں
کل صبح میری آخری منزل کا ہے ساماں
کل رُوح میرے نانا کی ہووے گی پریشاں
اے قبر میں دُکھ پاؤنگا پردیس میں جاکر
تُو شق ہو تو نانا سے لپٹ جاؤں میں آکر

3 پھر ہاتھ اٹھا کر یہ سوئے قبلہ سنایا
اس قبر کے صاحب کی قسم تجھ کو خدایا
وہ صبر مجھے دے جو کسی نے نہ ہو پایا
نانا کہیں اس نے میری امت کو بچایا
وہ حلم عطا کر تو حسینؑ ابنِ علیؑ کو
سب مجھ کو ستائیں نہ ستاؤں میں کسی کو

شبیرؑ نے سر شکر کے سجدے میں جھکایا
4 اور پہلوئے مرقد میں مصلے کو بچھایا
سوئے جو عبادت میں تو نانا نظر آیا
تا ناف اُنہیں قبر سے نکلا ہوا پایا
دیکھا کہ گلے ملنے کے ارمان بڑے ہیں
پھیلائے ہوئے ہاتھوں کو مرقد میں کھڑے ہیں

روضے میں پیمبرؐ کے تو یہ حشر تھا برپا
5 باہر سے بھی رونے کی صدا کچھ ہوئی پیدا
سیدانیاں چلائیں کہ یہ نوحہ ہے کس کا
بانوؑ نے کہا کوئی نہیں ہو تو ہو صغراؑ
روتی ہے وہی صاف میرے دل کو خبر ہے
وہ تپ میں ہے اور اسکے مسیحا کا سفر ہے

شہؑ بولے یہاں کیوں وہ نہیں آتی ہے کیا ہے
6 فضہؑ نے کہا روضے کا در بند کیا ہے
بیٹھی ہوئی دروازے پہ مشغول بکا ہے
اور قبرِ پیمبرؐ کیطرف کو یہ صدا ہے
اے نانا اٹھو قبر سے امداد کی خاطر
سب ملنے کو آئے ہیں میں فریاد کی خاطر

یہ کہتی تھی صغراؑ کہ ہوئے صبح کے آثار
7 عباسؑ سے شہؑ بولے کہ اسواری ہے تیار
اونٹوں پہ قرینے سے چڑھے عترتِ اطہار
زینبؑ رہے محمل میں سکینہؑ سے خبردار
چھوٹوں کے نگہباں رہیں جو سِن میں بڑے ہیں
دروازے سے صغراؑ نے کہا ہم بھی کھڑے ہیں

غش ہوگئے صغراؑ کے بیاں پر شہِ ذیشاں
8 روضے میں ہوا شور قیامت سے دوچنداں
صغراؑ نے بھی در کھولدیا ہوکے پریشاں
بابا کی بلائیں لیں کہا روکے میں قرباں
صدمہ تمھیں ہوتا ہے میں اب کچھ نہ کہونگی
لو ہوش میں آؤ میں مدینے میں رہونگی

گھر سے جب بہرِ سفر سیدِ عالم نکلے
1 سر جھکائے ہوئے بادیدۂ پُر نم نکلے
خویش و فرزند کمر باندھ کے باہم نکلے
رو کے فرمایا کہ اس شہر سے اب ہم نکلے

رخ کیا شہ نے سوئے قبرِ شہنشاہِ انام
2 بہرِ تسلیم جھکے متصلِ بابِ سلام
اذن پاکر جو گئے قبر کے نزدیک امام
عرض کی آیا ہے آج آخری رخصت کو غلام

رات سے گریۂ زہرا کی صدا آتی ہے
دیکھیں قسمت ہمیں کس دشت میں لیجاتی ہے
یہ مکاں ہم سے اب اے شاہِ زمن چھٹتا ہے
آج حضرت کے نواسے سے وطن چھٹتا ہے

چین سے سب ہیں گھروں میں ہمیں ملتا نہیں چین
3 سخت آفت میں پھنسا آپ کا یہ نورالعین
ٹکڑے دل ہوتا ہے جب رو کے حرم کرتے ہیں بین
ننھے بچوں کو بھلا لیکے کدھر جائے حسینؑ

یہ بیاں کر کے جو تعویز سے لپٹے سرورؑ
4 یوں لی قبر کہ تھرائی ضریحِ انور
آئی تربت سے یہ آوازِ حبیبِ داور
تیری غربت کے میں صدقے میرے مظلوم پسر

شہر میں چین نہ جنگل میں اماں ملتی ہے
دیکھئے قبر مسافر کو کہاں ملتی ہے
کوئی سمجھا نہ میری گود کا پالا تجھ کو
ہائے اعدا نے مدینے سے نکالا تجھکو

کئی دن سے تیری مادر کو نہیں قبر میں چین
5 آئی تھی شب کو میرے پاس یہ کرتی ہوئی بین
گھر میرا لُٹتا ہے فریاد رسول الثقلینؐ
صبح کو اپنا وطن چھوڑ کے جاتا ہے حسینؑ
کہنے آئی ہوں کہ منہ قبر سے موڑونگی میں
اپنے بچے کو اکیلا تو نہ چھوڑونگی میں

سن کے یہ شہ نے کیا آخری رخصت کا سلام
6 نکلے روتے ہوئے اُس روضہء انور سے امام
شہؑ سے اسدم یہ کیا رورو کے زینبؑ نے کلام
قبر پہ ماں کی مجھے لیچلو یا شاہِ انام
لوگ ہمراہ ہیں محمل میں کیونکر رووں
ماں کی تربت سے پھر ایک بار لپٹ کر رووں

ماں کی تربت پہ گئے شاہ بچشمِ خونبار
7 اتری محمل سے بصد آہ و فغاں زینبؑ زار
دوڑ کر قبر سے لپٹے جو امامِ ابرار
ہاتھ زہراؑ کے لحد سے نکل آئے ایکبار
آئی آواز نہ رو دل کو قلق ہوتا ہے
قبر ہلتی ہے کلیجہ میرا شق ہوتا ہے

تھی عجب طرح کی اسوقت قیامت برپا
8 گردنِ شاہ میں تھے دستِ جنابِ زہراؑ
اور بصد درد یہی قبر سے آتی تھی صدا
اے میرے بیکس و مظلوم یہ ماں تجھ پہ فدا
تڑپے صدمے سے نہ کیوں روح ہماری بیٹا
چھوڑتے ہو میری تربت کو میں واری بیٹا

اب بلاؤ میرا عباسؑ دلاور ہے کدھر
9 وہ فدا ہے میرے بچے پہ میں صدقے اسپر
شکمِ غیر سے ہے پر ہے وہ میرا ہی پسر
یہ صدا سن کے برادر کو پکارے سرورؑ
ابھی رہوار کو آگے نہ بڑھاؤ بھائی
یاد فرماتی ہیں اماں ادھر آؤ بھائی

آ کے عباسؑ نے سر رکھدیا پائینِ مزار
آئی زہراؑ کی صدا میں تیری غربت کے نثار 10
دھیان بھائی کی حفاظت کا رہے اے دلدار
اپنے پیاروں کے برابر میں تجھے کرتی ہوں پیار
کوئی غربت میں اسے مار نہ ڈالے بیٹا
میرا شبیرؑ ہے اب تیرے حوالے بیٹا

یہ دن وہ ہیں کہ مدینہ نبیؐ کا ویراں ہے
1 سفر میں شاہ ہیں صغراؑ وطن میں گریاں ہے
غبار اڑتا ہے لو چلتی ہے بیاباں ہے
اجل کا ہاتھ ہے شبیرؑ کا گریباں ہے
بتولؑ نکلی ہیں مرقد سے خاک اڑانے کو
حسینؑ جاتے ہیں امت کے بخشوانے کو

غرض کہ قطع ہوئی جب منازلِ صحرا
وہاں ورود ہوا فاطمہؑ کے پیارے کا 2
کہ جس زمین پہ گھوڑا بھی ٹھہر کر نہ چلا
رفیق رونے لگے سب یہ ماجرا ہے کیا
فلک پہ فاطمہؑ کا شورو شین جا پہنچا
پکاری موت لحد پر حسینؑ آ پہنچا

زمیں کا نام لگے پوچھنے امامِ انام
قریب آکے زمینداروں نے کیا یہ کلام 3
اسے تو ماریہ کہتے ہیں سب خواص و عام
چلے ہیں آپ کہاں اور کیا ہے آپکا نام
حسینؑ بولے ہمیں بے دیار کہتے ہیں
جہاں چلا ہوں اسی کو مزار کہتے ہیں

جو اور نام ہو اسکا تو کچھ کرو مذکور
وہ ہاتھ باندھ کے بولے ہے کربلا مشہور 4
یہ نام سنتے ہی رونے لگے امامِ غیورؑ
پکاری پردۂ محمل سے زینبؑ رنجور
یہ کیا سبب ہے جو کرتے ہو تم فغاں بھائی
مزارِ مسلمؑ بیکس ہے کیا یہاں بھائی

کہا حسینؑ نے مسلمؑ کا یاں مزار کہاں
پڑا ہے کوفے میں بے گور جسم خستہ جاں 5
یہ وہ زمیں ہے کہ روئینگی راتوں کو اماں
اسی مقام سے آیا تھا نوحؑ کا طوفاں
نبیؐ کے پیاروں سے اس دشت کو بسائینگے
یہیں رہینگے مدینے کو اب نہ جائینگے

یہاں ہے مسلمِؑ بیکس کا ہی مزار اگر
بٹھاؤ اونٹ پڑھوں فاتحہ بھی میں روکر 6
خدا ہی جانے کہ پھر آئیں یا نہ آئیں ادہر
وگر نہ یاس میں مرجائیگی یہ خستہ جگر
فلک نے قبر اخی کی ہمیں دکھائی ہے
یہاں محبتِ مسلمؑ ہی کھینچ لائی ہے

حضرت کو ہوا ماہِ محرم جو سفر میں
1 اک داغ پڑا اور بھی صغرا کے جگر میں
نانی سے کہا مرتی ہوں دوریِ پدر میں
عاشور کی بھی عید نہ ہوگی میرے گھر میں
کیا جانتی تھی ایسے بچھڑ جائینگے بابا
وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ پھر آئینگے بابا

کیوں نانی رجب تھا کہ سدھارے تھے سفر کو
2 پورے چھ مہینے ہوئے دوریِ پدر کو
حج کرکے پھرے اہلِ وطن خیر سے گھر کو
پر قبلہ و کعبہ گئے کعبے سے کدھر کو
زہرا کا قمر سوئے مدینہ نہیں آیا
اس چاند کی رویت کا مہینہ نہیں آیا

پیدا ہوئے اصغرؑ تو پیامِ سفر آیا
3 افسوس کہ جھولا بھی نہیں میں نے جھلایا
جی بھر کے بھی بھیا کو نہ سینے سے لگایا
بچھڑے تو کبھی خواب میں بھی منہ نہ دکھایا
داخل شہِ دیںؑ اب بھی نہ گھر میں ہوئے نانی
اصغرؑ چھ مہینے کے سفر میں ہوئے نانی

نانی نے دلاسہ دیا لے لے کے بلائیں
4 واری گئی جیتے رہیں وہ چاہیں جب آئیں
پرزہ کوئی لکھ بھیجیں تمہیں گر نہ بلائیں
لُو چلتی ہے ان روزوں میں تشریف نہ لائیں
اغلب ہے کہ اس دھوپ میں آرام لیا ہو
اللہ کرے خیمہ ترائی میں کیا ہو

5 گرمی سے کنویں خشک ہوئے جاتی ہیں جانی
پوچھے کوئی پردیسیوں سے تشنہ دھانی
وہ بولی میں ڈرتی ہوں یہ کہتے ہوئے نانی
جھیلوں کا کہیں راہ میں سوکھا نہ ہو پانی
فاقے کو جو پوچھو تو یہ ارثِ شہِ دیں ہے
بابا کو میرے پیاس کی برداشت نہیں ہے

6 بابا پہ کٹے خیر سے یارب یہ مہینہ
پر غرّہ سے ہر وقت پھٹا جاتا ہے سینہ
بابا سے میرے کوفیوں کے دل میں ہے کینہ
حضرت سے لڑائی کا کہیں ہو نہ قرینہ
کوفے کی طرف سے جو ہوا آتی ہے نانی
سب کنبے کے رونے کی صدا آتی ہے نانی

7 یاں گھر میں پریشان تھی شبیرؑ کی پیاری
جو ایک زنِ ہاشمیہ آکے پکاری
تم قبرِ پیمبرؐ پہ نہیں چلتیں میں واری
ابنِ حنفیہ کو غش آیا کئی باری
قندیلیں گری ہیں کہیں عمامے پڑے ہیں
سب قبر کو گھیرے ہوئے سر ننگے کھڑے ہیں

8 صغراؑ نے کہا کیوں تو تڑپ کر یہ سنا '
طائر ابھی اک خون میں ڈوبا ہوا آیا
پر جھاڑے لہو قبرِ پیمبرؐ پہ گرایا
اور کھول کے منقار عجب شور مچایا
کیا جانئے کیا غم کی خبر اس نے کہی ہے
اب تک ترے نانا کی لحد کانپ رہی ہے

جب کوفیوں نے حضرتِ مسلمؑ سے دغا کی

1 جو وعدہ کیا ایک نے اُس پر نہ وفا کی
کی شرم خدا سے نہ محمدؐ سے حیا کی
مظلوم پہ بیکس پہ مسافر پہ جفا کی
پانی نہ دمِ مرگ دیا تشنہ دھن کو
کس ظلم سے ٹکڑے کیا آوارہ وطن کو

جانے کی کہیں راہ نہ تھی بند تھے رستے
2 کوفی چلے آتے تھے کمر ظلم پہ کستے
گھیرے تھے سوارانِ ستمگار کے دستے
تھے نیچے یہ اور کوٹھوں سے پتھر تھے برستے
جب وار نہ چل سکتا تھا اُس شیرِ ژیاں پر
انگارے لعیں پھینکتے تھے سوختہ جاں پر

نرغہ ہوا اُس شہؑ کے ہراول پہ یکایک
3 تلوار سے کٹ کر گرے لب ہائے مبارک
پہلو پہ لگیں برچھیاں اور چھاتی پہ ناوک
دنداں بھی شکستہ ہوئے پتھر چلے یاں تک
آلودہ تھی سب ریشِ مبارک جو لہو سے
چھاتی پہ ٹپکتا تھا لہو ہر بنِ منہ سے

جب غش میں گرا خاک پہ وہ بیکس و ناچار
4 اعدا نے کیا مسلمِ بیکس کو گرفتار
اُس زخمی کے بازو میں رسن باندھ کے ایکبار
کوٹھے پہ جدا کرنے کو سر لے گئے کفار
سو ٹکڑے محمد ﷺ کا ہوا دل بھی جگر بھی
مارے گئے مسلمؑ بھی ہوئے قتل پسر بھی

بیٹوں نے تو پایا بھی کفن آبِ رواں کا
5 اور باپ کو کیسا کفن اور غسل کہاں کا
کوٹھے پہ تو سر کٹ گیا اُس شیرِ ژیاں کا
اور جائے کفن خوں نے تنِ پاک کو ڈھانپا
خندق میں بھی رہنے دیا نہ غار میں لاشہ
رسی سے پھرے کھینچتے بازار میں لاشہ

قاصد کوئی نامہ تھا جو مسلمؑ کا نہ لایا
تشویش میں تھا حیدرِ کرارؑ کا ، 6
ناگہ اُسے اک مردِ مسافر نظر آیا
بھجواکے کسی کو اُسے حضرت نے بلایا
تسلیم کی اُس شخص نے جھک کر شۂِ دیں کو
نعلینِ مبارک پہ لگا ملنے جبیں کو

پھر تھام کے ہاتھ اُسکا اٹھے سیدِ والا
7 لیجا کے کنارے اُسے اسطرح سے پوچھا
اے شخص تو آتا ہے کدھر سے مجھے بتلا
وہ کہنے لگا کوفے سے آتا ہوں میں یا شاہ
شہؑ نے کہا کوفے کا مسافر تو اگر ہے
مسلمؑ میرے بھائی کی بھی کچھ تجھکو خبر ہے

رو رو کے وہ کہنے لگا کس منہ سے کہوں آہ
مسلمؑ کا بھی سر کٹ گیا ھانی کا بھی یا شاہ 8
اور پاؤں میں لاشوں کے رسن باندھ کے بدخواہ
بازار میں کھینچے لئے پھرتے تھے سرِ راہ
دونوں سروں کی شام میں جانے کی خبر ہے
لاشوں کو سرِ دار چڑھانے کی خبر ہے

1
انساں کیلئے موت ہے غم بیوطنی کا
جانکاہ ہے اندوہ الم بیوطنی کا
صدمہ نہیں کچھ موت سے کم بیوطنی کا
آفت ہے قیامت ہے ستم بیوطنی کا

کانٹوں کے الم سیدِ سجادؑ سے پوچھو
ایزائے سفر مسلمِؑ ناشاد سے پوچھو

2
کی سخت دغا کوفیوں نے گھر میں بلا کے
سب پھر گئے جن لوگوں کے دعوے تھے وفا کے
لاکھوں ہیں عدو جائیں کدھر جان بچا کے
آفت میں گرفتار ہوئے کوفے میں آ کے

یاور نہیں ہمدم نہیں غمخوار نہیں ہے
نرغے میں ہیں اور کوئی مددگار نہیں ہے

3
ہیں سنگدل ایسے وہ جفا کار و ستمگر
کوٹھوں سے لگانے لگے مظلوم پہ پتھر
نورانی بدن ہوگیا مجروح سراسر
اور سامنے سے منہ پہ لگا ظلم کا خنجر

کیوں گر نہ پڑا ہائے فلک پھٹ کے زمیں پر
لعلِ لبِ جاں بخش گرے کٹ کے زمیں پر

4
پھینکا اسے جب خاک پہ با دیدہء گریاں
اِک جام ضعیفہ نے دیا پھر اُنہیں اُس آن
پینے بھی نہ پایا تھا کوئی گھونٹ وہ زیشاں
پانی میں جدا ہو کے گرے گوہرِ دنداں

فرمایا یہ ثابت ہو پیاسے ہی مرینگے
اب ساقیء کوثر ہمیں سیراب کرینگے

5 دشمن تو کئی سو تھے یہ بے یارومددگار
برچھی کبھی پڑتی تھی کبھی پڑتی تھی تلوار
اندوہ پہ اندوہ تھے آزار پہ آزار
کس یاس سے اک اک کا منہ تکتے تھے ہر بار
بازو کو ستمگار جو باندھے تھے رسن سے
فوارۂ خوں چھٹتا تھا ہر زخمِ بدن سے

6 القصہ لب بام جو لایا انہیں سفاک
تر ہوگیا آنسوؤں سے مسلمؑ کا رخِ پاک
فریاد سوئے کعبہ یہ کی بادلِ غمناک
رُوحی بافداک اے پسرِ سیدِ لولاک
کرتا ہے سفر خلد سے غمخوار تمہارا
موقوف ہے اب حشر پہ دیدار تمہارا

7 فرماکے یہ گردن طرفِ قبلہ جھکائی
شمشیر جفا کار نے چمکا کے اٹھائی
آواز یہ مخدومہء کونین کی آئی
مرتا ہے ہراول میرے بچے کا دھائی
اِس ظلم سے باز آ جو خدا کا تجھے ڈر ہے
ظالم سرِ مسلمؑ پہ میرا ہاتھ سپر ہے

8 زہراؑ نے کئی بار تڑپ کر یہ پکارا
کیا دل تھا کہ مطلق نہ ڈرا وہ ستم آرا
ظالم نے کئی ضرب میں سر تن سے اتارا
پھٹتا ہے جگر اب نہیں گویائی کا یارا
لکھا ہے چلا لیکے جو قاتل سرِ مسلمؑ
کوٹھے کے تلے پھینک دیا پیکرِ مسلمؑ

پردیس میں مسلمؑ کے یتیموں پہ جفا ہے 1
دریا پہ بچے قتل عدو لیکے چلا ہے
چھوٹا تو بڑے بھائی کا منہ دیکھ رہا ہے
زور اسکو مدد کا نہیں مشغولِ بکا ہے

بے رحم کے قابو میں ہیں دو نازوں کے پالے
ہر سو نگراں ہیں کہ کوئی آ کے بچالے

چھوٹے کو بڑا بھائی ہے بڑھ بڑھ کے بچاتا 2
ہر بار ہے مصحف کی طرح بیچ میں آتا
رو دیتا ہے کچھ کہنے کا موقع نہیں پاتا
بے ساختہ اک بات زباں پر ہے یہ لاتا

سن حال غریبوں کا خدا کیلئے دم لے
اب ہم تیرے گھر میں کبھی آئیں تو قسم لے

تو کور ہے ظالم نظر آئے تجھے کیونکر 3
لے دیکھ نبیؐ روتے ہیں دریا پہ کھلے سر
یہ سن کے اٹھا حارثِ ملعون و ستمگر
ظالم نے کہا مجھ کو نہیں خوفِ پیمبرؐ

اک تیغ تلے دونوں برادر کو بٹھا کر
سر کاٹا بڑے بھائی کا چھوٹے کو دکھا کر

سر پاس رکھا لاش کو دریا میں بہایا 4
بھائی کے گلے کا جو لہو خاک پہ پایا
الفت سے برادر کو لہو جوش میں آیا
تب جوڑ کے ہاتھ اپنے یہ قاتل کو سنایا

پوچھوں یہ لہو کرتے سے تلوار جھکا دے
لوٹوں بڑے بھائی کے لہو میں جو رضا دے

5
وہ بولا کہ ہوشوق سے غلطاں مجھے کیا ڈر
بھائی کے لہو میں وہ لگا لوٹنے گر کر
کہتا تھا بڑے بھائی کہاں ڈھونڈے برادر
تم تو ابھی بیٹھے ہوئے تھے میرے برابر
کس نے ہی نصیب ایسے الٹتے ہوئے دیکھا
بھائی نے گلا بھائی کا کٹتے ہوئے دیکھا

6
ناگاہ غضب و طیش سے حارث یہ پکارا
بس لوٹ چکے اٹھو کہ سر کاٹوں تمہارا
اٹھ بیٹھا کہا جلد گلا کاٹ ہمارا
سر کاٹ کے دریا میں جو تن ڈالا قضارا
مردے نے کہا پورے ہوئے دل کے ارادے
اے ہجر مجھے بھائی کے لاشے سے ملادے

7
وہ لاشہ بھی تھا منتظرِ لاشِ برادر
نہ غرق ہوا تھا نہ بہا تھا تنِ بے سر
اللہ کی قدرت سے وہ تھا پانی کے اوپر
اور ہائے اخی کہتا تھا ہر بار تڑپ کر
بہہ کر جو کنارے سے یہ خونیں کفن آیا
پھیلائے ہوئے ہاتھوں کو اُسکا بدن آیا

8
سینے پہ رکھا سینہ جگر رکھا جگر پر
دو ہاتھ مدینے کی طرف اٹھے برابر
حق سے یہ دعا کی کہ بچے اکبرؑ و اصغرؑ
شبیرؑ کی اب خیر ہو ہم تو ہوئے بے سر
مادر کو بھلادیجیو اب یاد ہماری
لے لیجیو جلاد سے تو داد ہماری

1
جب قتل ہوا ایلچیِ سیدِ والا
بچوں پہ عجب حادثہ تقدیر نے ڈالا
کوئی نہ یتیموں کا رہا پوچھنے والا
تھے ننھے سے سینوں میں کلیجے تہ و بالا
گیسو بھی پریشان تھے کرتے بھی پھٹے تھے
خورشید سے منہ گردِ یتیمی سے اٹے تھے

2
اک پیر زن اتنے میں نظر آ گئی ناگاہ
داماد کے آنے کی کھڑی دیکھتی تھی راہ
یوں کہنے لگے اس سے بصد عجز وہ ذیجاہ
اک دوپہر اس گھر میں اماں دو ہمیں للہ
معصوم ہیں ہم بے وطن و زار و حزیں ہیں
مظلوم ہیں سید ہیں گنہگار نہیں ہیں

3
کھانا بھی نہ کھایا نہ پیا دونوں نے پانی
اور سوئے بہم مسلمِ مظلوم کے جانی
وہ نیند نہ تھی موت کی گویا تھی نشانی
دروازے پہ آ پہنچا اُدھر ظلم کا بانی
چلایا ضعیفہ کو یہ زنجیر ہلا کر
کوسوں کا تھکا آیا ہوں در کھول دے آ کر

4
تاریک مثالِ دلِ کافر تھا وہ سب گھر
ہر سُو صفتِ گرگ لگا ڈھونڈنے اٹھ کر
ظالم نے سرہانے سے لیا ہاتھ میں خنجر
پکڑے ہوئے دیوار گیا حجرے کے اندر
واں مسلمِ مظلوم کے پیارے نظر آئے
اک برج میں دو عرش کے تارے نظر آئے

5
بچوں کو لئے نہر پہ پہنچا جو وہ بے پیر
اور دیکھی یتیموں نے چمکتی ہوئی شمشیر
دل ہل گئے ہٹ ہٹ کے یہ کی دونوں نے تقریر
کر رحم کے معصوم ہیں ہم بیکس و دلگیر
مظلوم ہیں حامی کوئی مشکل میں نہیں ہے
ظالم نے کہا رحم میرے دل میں نہیں ہے

6
نامرد نے حملہ کیا تلوار اٹھا کر
سر رکھ دیا چھوٹے نے وہیں جلد بڑھا کر
تب ہاتھ سے چھوٹے کو بڑا بھائی ہٹا کر
جا بیٹھا تہہِ تیغِ دودم سر کو جھکا کر
تلوار چمکتی تھی تو ہٹ جاتا تھا بھائی
پھر دوڑ کے بھائی سے لپٹ جاتا تھا بھائی

7
ناگاہ چلی ظلم کی تلوار بڑے پر
بالائے زمیں کٹ کے ستارہ سا گرا سر
دریا میں ستمگار نے پھینکا تنِ اطہر
چلاکے یہ چھوٹے نے کہا ہائے برادر
دیکھا جو بڑے بھائی کا سر دستِ عدو میں
وہ گر کے تڑپنے لگا بھائی کے لہو میں

8
آیا جو شقی تیغ علم کرکے دوبارا
چلانے لگا بھائی کو وہ بھائی کا پیارا
مادر کو پکارا کبھی بابا کو پکارا
جلاد نے تن پر سے سر اس کا بھی اتارا
دھبا بھی نہ خوں کا لگا شمشیرِ عدو میں
بھائی کا لہو مل گیا بھائی کے لہو میں

کی حرؑ سے درگزر جو امامِ غریب نے
بخشی خطا خدا نے خدا کے حبیبؐ نے
بڑھ کر گلے میں ڈالدیں باہیں حبیب نے
بچھڑے ہووں کو خوب ملایا نصیب نے
فرزند نوجواں سے تو اکبرؑ لپٹ گئے
عباسؑ اُسکے بھائی سے بڑھ کر لپٹ گئے

سبطِ نبیؐ نے ہاتھ بڑھائے سُوئے غلام
قدموں پہ آنکھیں ملنے لگا وہ فلک مقام
یہ حال تھا ادھر کہ اٹھا پردہء خیام
فضہ ہوئیں حرم سے برآمد بااہتمام
کی عرض پاس آکے امامِ انامؑ سے
حرؑ کی طلب ہے خیمہء عرش احتشام سے

مولا سے اذن لیکے جو آیا قریبِ در
زینبؑ حجاب میں تھیں اُدھر لونڈیاں اِدھر
خم ہوگیا سلام کو ڈیوڑھی کو چوم کر
فضہ نے عرض کی کہ وفادار نامور
یہ برکتیں ہیں نصرتِ آلِ رسولؐ کی
تجھ کو دعائیں دیتی ہیں بیٹی بتولؑ کی

فرماتی ہیں کہ یہ تیرا احساں نہیں ہے کم
کھائی ہے تونے نصرتِ شبیرؑ کی قسم
غربت میں غمزدوں کا ہوا تو شریکِ غم
مجبوریوں سے اپنی پریشان ہیں حرم
دشتِ بلا میں وہ سروساماں نہیں رہے
ہم قابلِ ضیافتِ مہماں نہیں رہے

رونے لگا یہ سن کے وہ شیدائے پنجتنؑ
بولا با اشک و آہ کہ مخدومہء زمن
اپنوں سے اور ذکرِ ضیافت دمِ محن
مجھکو خجل نہ کیجیے فرماکے یہ سخن

فضہ سے بولی سن کے یہ مخدومہء انام
کہدے میری طرف سے کہ اے حرِّ نیکنام
تو محسنِ بتولؑ ہے اے عاشقِ امامؑ
زینبؑ کے دل سے پوچھے کوئی تیرا احترام

سینے سے دل ہے سیر فدائے امامؑ ہوں
مہمان غیر ہوتے ہیں میں تو غلام ہوں

اہلِ وفا ہیں ثانیء الیاس کی طرح
تو بھی ہمارا بھائی ہے عباسؑ کی طرح

روحِ نبیؐ گواہ ہے شاہد ہے کبریا
اپنوں میں کرچکے تجھے شامل شہِ ہدٰاؑ
بولا یہ سب ہے فیضِ درِ آلِ مصطفیٰؐ
توبہ ہوئی قبول ملے شاہِ کربلاؑ

حیرت سے بولی خواہرِ سلطانِ دوجہاں
فضہؑ یہ پوچھ تو تجھے اماں ملی کہاں
کی عرض صبح خواب میں تھا میں کہ ناگہاں
زہراؑ نظر پڑی مجھے کوفے کے درمیاں

تنہا کیا معاف نہ سبطِ رسولؐ نے
خود بخش دیں تمام خطائیں بتولؑ نے

پوچھا وہاں بتولؑ کو کس کی تلاش تھی
روکر کہا کہ گود میں مسلمؑ کی لاش تھی

**جب حضرتِ زینبؑ کے پسر مرگئے دونوں**

تھا شور کہ پیاسے لبِ کوثر گئے دونوں
چھوٹے تھے مگر نام بڑا کرگئے دونوں
دربارِ محمدؐ میں برابر گئے دونوں
زہراؑ کیطرح عاشقِ اولاد تھی زینبؑ
بیٹوں کا تو ماتم تھا مگر شاد تھی زینبؑ

دو بیٹوں کے مرنے کی یکایک خبر آئی
نہ روئی نہ ماتم کیا نہ خاک اڑائی
منہ سے نہ کہا یہ کہ لٹی کس کی کمائی
پوچھا تو یہ پوچھا کہ سلامت تو ہیں بھائی
سمجھی نہ کہ دنیا سے یہ پیارے گئے کس کے
یہ بھی نہ کہا لاڈلے مارے گئے کس کے

پرسے کے لئے آئیں جو سب بیبیاں باہم
فرمایا بھرے گھر میں مناسب نہیں ماتم
ہے ہے نہ کرو صاحبو کچھ مجھ کو نہیں غم
مانگو یہ دعا خلق میں بھائی کا رہے دم
کونین میں رتبے میرے پیاروں کے بڑے ہیں
میں جانتی ہوں آج وہ پروان چڑھے ہیں

کچھ قاسمؑ و اکبرؑ سے سوا انکا نہ تھا پیار
کیوں رووں سلامت رہیں دونوں میرے دلدار
سو ایسے پسر ہوں تو نثارِ شہِ ابرارؑ
میں شاد ہوں رحم اُن پہ کرے ایزدِ غفار
جب تک نہ وہ مارے گئے تھے مجھ کو قلق تھا
حق بھائی کا مجھ پر تھا تو اُن پر میرا حق تھا

تھی مجھ کو بڑی فکر کہ کیا ہوگا الٰہی
پر دونوں نے جو بات کہی تھی وہ نبھائی
مرتے نہ پسر آج تو تھی ماں پہ تباہی
میں کہتی تھی جو ہوتا تھا میدان کو راہی

سر دینے کو رن میں نہ شہِ جن و بشر جائیں
میں نے تو دعا کی تھی کہ پہلے یہی مر جائیں

کہتے ہیں بڑا نام کیا خوب وغا کی
ہر ضرب پہ خود قبلۂ عالم نے ثنا کی
سنتی ہوں الٹ دی تھیں صفیں اہلِ جفا کی
میں ایسی نہ تھی کچھ یہ عنایت ہے خدا کی

ہاں صاحبِ ہمت تھے وفا کر گئے دونوں
حق دودھ پلانے کا ادا کر گئے دونوں

**زینبؑ کے جب زمیں پہ رشکِ قمر گرے**
دونوں شہید ایک جگہ خوں میں تر گرے
بسمل سے خاک پر اِدھر اُٹھے اُدھر گرے
غل پڑ گیا کہ بنتِ علیؑ کے پسر گرے

بچوں کے ہوش عالمِ غش میں بجا نہ تھے
پر ننھے ہاتھوں سے قبضے جدا نہ تھے

حضرت سے عرض کی علیؑ اکبرؑ نے دوڑ کر
مارے گئے حضور پھپھی جان کے پسر
رنگ اڑ گیا حسینؑ کا سنتے ہی یہ خبر
فرمایا ہائے لٹ گیا بیکس بہن کا گھر

ہم رہ گئے بڑھاپے میں آنسو بہانے کو
عباسؑ آؤ بچوں کے لاشے اٹھانے کو

یہ کہکے ننگے پاؤں چلے شاہِ ذی وقار　　گونجا جو شیر خوف سے پسپا ہوئے لعیں
نیزہ اٹھا اٹھا کے لگے روکنے سوار　　ریتی پہ لوٹتے نظر آئے وہ مہ جبیں
اکبرؑ نے تیغ میاں سے لی بہرِ کارزار　　لاشوں کے گرد پھر کے پکارے امامِ دیں
بڑھ کر پکارے حضرتِ عباسؑ نامدار　　اے بھانجو ہم آئے ہیں تم کو خبر نہیں
شیروں کے منہ پہ آتے ہو کیا بے شعور ہو　　جھک جاؤ ہاتھ باندھ کے تسلیم کیلئے
بس خیر ہے اسی میں کہ ہٹ جاؤ دور ہو　　شیرو اٹھو حسینؑ کی تعظیم کیلئے

بازو ہلا کے عونؑ کا اکبرؑ نے دی صدا　　دونوں نے ہاتھ چھاتی پہ رکھ کے کہ یاں ہے دم
بھیا پکارتے ہیں شہنشاہِ کربلا　　رخصت ہے ماموں جان چلے اب جہاں سے ہم
چھوٹے کو لیکے گود میں عباسؑ نے کہا　　روتی ہیں نانی جان سرہانے با دردوغم
بیٹا حسینؑ روتے ہیں چونکو تو اک ذرا　　دادا گلے لگاتے ہیں شفقت سے دمبدم
کیوں تیوریاں بدلتے ہو منہ موڑ موڑ کے　　کیا عزتیں حضور کے صدقے سے پائی ہیں
باتیں کرو حضور سے ہاتھوں کو جوڑ کے　　نانی ہمیں بہشت سے لینے کو آئی ہیں

فرمایا شہؑ نے ماں کو بھی دیتے ہو کچھ پیام
روکر کہا کہ داغِ دل اور تحفہء سلام
پوچھیں جو ہم کو والدہ اے آسماں مقام
کہہ دیجئے گا مر گئے وہ باوفا غلام

بیٹی سخی کی آپ ہیں امداد کیجئے
روحوں کو دودھ بخش کے دل شاد کیجئے

باتیں یہ کرکے رکھ دیئے شہؑ کے قدم پہ سر
جھک کر لگے پکارنے سلطانِ بحرو بر
ماموں تمہارے صدقے ہو منہ تو کرو اِدھر
کیا جانکنی میں بولتے وہ غیرتِ قمر

آنکھیں پھرادی ننھے سے ہاتھوں کو جوڑ کر
دونوں تمام ہوگئے دم توڑ توڑ کر

**سفر سے جبکہ نہ شبیر کی خبر آئی**

امید وبیم میں صغراؑ چچا کے گھر آئی
محمدِ حنفی نے کہا کدھر آئی
پکاری وہ کہ نہ ابتک امید برآئی
یہ کہکے انکا قلمدان وہ اٹھا لائی
اور التماس کیا اے حسینؑ کے بھائی
مجھے تو ہے نہ توانائی اور نہ بینائی
بھتیجی آپکو تکلیف دینے ہے آئی

چچا بتاؤ تو کسطرح دل کو چین آئے
نہ بھائی آیا نہ خط آیا نہ حسینؑ آئے
میری طرف سے رقم اک عرض داشت کرو
مگر کوئی نہ دقیقہ فرو گزاشت کرو

اٹھا کے کاغذ وخاماں کیا چچا نے مقال
میں لکھتا جاؤں تو بتلاتی جا حقیقت حال
وہ رو کے بولی بہت خوب اے علیؑ کے لال
یہی میں چاہتی تھی تم جیو صدوسی سال
غریب پرورِ عالم نواز خلق و پناہ
ملک سپاہِ فلک بارگاہِ شہنشاہ
امام بیکس و مظلوم و بے دیار پناہ
انیسِ کعبہ ء دیں یوسفِ رسول اللہ

میری طرف سے وہ القاب لکھو بابا کو
کنیزیں لکھتی ہیں جسطرح اپنے آقا کو
اجل رسیدوں کے عیسیٰ غریبوں کے والی
حسین ابنِ علیؑ مدظلہُ العالی

بنی ہے جان پہ صغرآؑ کے اب دوا کیسی　　رجب کی تیسری کو تم نے گھر کیا ویراں
گلے میں پانی اٹکنے لگا غذا کیسی　　تمہارے بعد ہوئیں تین عیدیں بابا جاں
مسیحا دور قضا پاس پھر شفا کیسی　　شبِ براءت ہوئی دوسرے مہینے عیاں
فلک نے ڈالی میرے سر پہ یہ بلا کیسی　　بروحِ حمزہؑ نہ تھی فاتحہ کی تاب و تواں

نہ صبر و ہوش نہ تابِ فراق باقی ہے　　تمام دن جو تڑپتے تڑپتے رات ہوئی
فقط جناب کا اک اشتیاق باقی ہے　　ہمارے گھر میں نہ عیدِ شبِ برات ہوئی

یہ عید یوں گئی دن عیدِ فطر کا آیا　　وہ خوش ہو عید کو کیا جو فلک کا مارا ہو
گھر آن کر مجھے ہمجولیوں نے رلوایا　　قسم لو بابا جو کرتا پھٹا اتارا ہو
کسی نے گہنا کسی نے لباس دکھلایا　　یہاں ورود وطن میں اگر تمہارا ہو
کوئی یہ بولی کی عیدی میں ہم نے یہ پایا　　دوبارہ عید ہو نوروز بھی دوبارہ ہو

ہر اک خوش تھا مگر لب پہ میرے نالے تھے　　ہماری عید تو کنبے کی دید ہے بابا
سفر میں سب میری عیدی کے دینے والے تھے　　جب آپ آئیں اسی روز عید ہے بابا

اکبرؑ نے کچھ بہار نہ دیکھی شباب کی
تکلیف تین روز سہی قحطِ آب کی
شدت وہ پیاس کی وہ تپش آفتاب کی
اور بیکسی وہ سبطِ رسالتمآب کی
یہ ذکر تھا کہ آگیا زمیں وہ خستہ جاں
اکبرؑ کو بولے دیکھ کے اُس فوج کے جواں
کس خانماں کا آہ مٹاتا ہے یہ نشاں
کس باغ کی بہار کو کرتا ہے یہ خزاں
سینہ چھدے پسر کا تو کیا دل کو کل پڑے
ایوبؑ دیکھ لے تو کلیجہ نکل پڑے
کس ماں کو اپنے سوگ میں اِس نے بٹھایا ہے
کس باپ کے جگر پہ چھری کو پھرایا ہے

ناگاہ فوجِ کیں سے عمر نے کیا کلام
یہ وقتِ کارزار ہے اے ساکنانِ شام
بس ہے یہی بساطِ شہنشاہِ خاص وعام
مارا گیا یہ شیر تو مرجائینگے امامؑ
ہاں غازیو نہ اسکی جوانی کا غم کرو
نیزے پہ نیزے مارو ستم پر ستم کرو
برچھی اُٹھاؤ ہاتھ میں تیغیں علم کرو
نخلِ مرادِ سبطِ نبیؐ کو قلم کرو
لُوٹو جنابِ فاطمہؑ زہراؑ کے باغ کو
ٹھنڈا کرو حسینؑ کے گھر کے چراغ کو
بیٹا نہ جب رہا تو کدھر جائینگے حسینؑ
گھوڑے سے یہ گرے گا تو مرجائینگے حسینؑ

سنتے ہی حکم دوڑ پڑی فوج ہے ستم
تلوار اک لگی کہ ہوئیں پسلیاں قلم
یوں جھک گئے کہ ہوتے ہیں سجدے میں جیسے ہم
رکھدی گلے پہ شیث نے شمشیر ایکدم

دوڑے صدا یہ سنتے ہی بس شاہِ بحروبرؑ
سر پیٹنے کی جا ہے کہ ہنستے تھے اہلِ شر
کہتا تھا شمر اے پسرِ سیدالبشرؐ
کس کو حضور ڈھونڈتے ہیں مرگیا پسر

غل تھا کرو نہ رحم تنِ پاش پاش پر
دوڑادو گھوڑے اکبرِ مہرو کی لاش پر

برچھی ہماری سینۂ اکبرؑ پہ چل گئی
دل اور جگر کو توڑ کے باہر نکل گئی

پھر گرتے پڑتے لاشۂ عباسؑ پر گئے
اور بولے کچھ سنا علیؑ اکبرؑ تو مرگئے
ہم ڈھونڈنے کو چارطرف ننگے سر گئے
معلوم ہے تمہیں علی اکبرؑ کدھر گئے

ناگاہ آئی حضرتِ زہراؑ کی یہ صدا
ہے ہے حسینؑ تیرے تڑپنے کے میں فدا
دم توڑتا ہے گود میں میری یہ مہہ لقا
مرتا ہے کوئی آن میں اے میرے دلربا

لایا ہوں التجا یہ برادر کی لاش پر
عباسؑ لے چلو ہمیں اکبرؑ کی لاش پر

دیکھے یہ تم کو تم اے ایکبار دیکھ لو
آؤ پسر کا آخری دیدار دیکھ لو

جب نوجواں پسر شہِ دیں سے جدا ہوا
برچھی سے ٹکڑے ہوگیا لختِ جگر کا دل
روشن قمر سپہرِ بریں سے جدا ہوا
خود باپ نے چھدا ہوا دیکھا پدر کا دل
نورِ نظر امامِ مبیں سے جدا ہوا
ہوتا ہے آب گینے سے نازک بشر کا دل
لختِ جگر حُسینِ حسیں سے جدا ہوا
پتھر کا دل نہیں ہے یہ دل ہے پدر کا دل

دل داغ ہوگیا دل و جانِ بتول کا
ایوب بھی اگر ہوں تو دم بھر نہ کل پڑے
گھر بے چراغ ہوگیا سبطِ رسول کا
آنسو تھمیں تو منہ سے کلیجہ نکل پڑے

پیری میں آفتِ غمِ اولاد الاماں
بچھڑا وہ لال جس کا گوارہ نہ تھا فراق
دل اور زخمِ خنجرِ فولاد الاماں
فرماتے تھے کہ لُوٹ لیا تُو نے اے عراق
وہ اضطرابِ خاطرِ ناشاد الاماں
اے موت جلد آ کہ اب زندگی ہے شاق
وہ اشکِ سوز اور وہ فریاد الاماں
خنجر کی آرزو ہے شہادت کا اشتیاق

بیٹا نہ ہو تو زیست کا پھر کیا مزا رہا
برباد اس طرح کوئی آباد گھر نہ ہو
جب گھر اجڑ گیا تو زمانے میں کیا رہا
کیا زندگی کا لطف جب اپنا پسر نہ ہو

سب چاہیں جسکی زیست وہ شیرِ ژیاں مرے　　پیارے نہ تھے حسین علیہ السلام کے
افسوس نیم جاں جیئے جانِ جہاں مرے　　لائی حرم سرا میں بہن ہاتھ تھام کے
پیدا تو کس جگہ ہوئے آ کر کہاں مرے　　تھرا رہے تھے پاؤں شہِ تشنہ کام کے
قدرت خدا کی پیر جیئے نوجواں مرے　　سر دوش پر تھا زینبِ عالیمقام کے

اس عمر میں جہاں سے گزرنیکے دن نہ تھے　　فرماتے تھے بہن علی اکبر گزر گئے
کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے　　ہم ایسے سخت جاں تھے کہ ابتک نہ مر گئے

پرسا تمہیں شہید کا دینے کو آئے ہیں　　سر بارِ دوش ہے ہمیں رخصت کرو بہن
کس کس کے داغ آج جگر پر اٹھائے ہیں　　لو اب قریبِ خیمۂ عصمت ہیں تیغ زن
پیٹے ہیں خاک اڑائی ہے آنسو بہائے ہیں　　مردے پڑے ہوئے ہیں شہیدوں کے بے کفن
یہ ہم تمہارے لال کے خوں میں نہائے ہیں　　پامال ہو نہ لاشۂ فرزندِ صف شکن

سر تھا حسینِ بیکس و تنہا کی گود میں　　محجوب ہم ہیں قاسمِ بے پر کی روح سے
بیٹے کی جان نکلی ہے بابا کی گود میں　　شرمندگی نہ ہو ہمیں علی اکبرؑ کی روح سے

یہ سن کے بیبیوں کے جگر پر چھری چلی
زینبؑ زمیں پہ گر کے پکاری کہ یا علیؑ
سرِ خفی جہاں کے ہیں سب آپ پر جلی
جاتا ہے سرکشوں میں یہ کونین کا ولی
بیکس کو آسرا ہے پسر کا نہ بھائی کا
بابا یہی تو وقت ہے مشکل کشائی کا

یا مصطفیٰؐ بلا میں پھنسا ہے تمہارا لال
یا شیرِ ذوالجلال دکھاؤ انہیں جلال
یا فاطمہؑ میں لٹتی ہوں بکھراؤ سر کے بال
یارب الٹ دے آج یہ سب عرصہء قتال
پھر کیا کسی سے کام ہے سب سے جدا رہوں
بھائی کو اپنے لیکے میں جنگل میں جا رہوں

فرمایا شہ نے صبر بہن چاہیئے تمہیں
خالق کی یاد سر و علن چاہیئے تمہیں
لب پر رضا کا سخن چاہیئے تمہیں
جو ماں کا تھا چلن وہ چلن چاہیئے تمہیں
اب آخری بہن یہ سواری ہماری ہے
بعد اُن بزرگواروں کے باری ہماری ہے

**نوک سناں جو سینے میں پیوست ہوگئی**
یعنی جواں کے سینے سے نکلا دلِ نبیؐ
جھک کے فرسِ زیں سے صدا شاہِ دیں کو دی
بابا قریب ہے کہ بجھے شمعِ زندگی
قربان کر رہا ہوں جوانی کے باغ کو
طوفاں میں دیکھ لیجئے اپنے چراغ کو

اے رونے والو مقتلِ شبیرؑ دیکھ لو
درد و غم و ملال کی تصویر دیکھ لو
شہہؑ کھودتے ہیں تربتِ بے شیر دیکھ لو
صبر و رضائے سرورِؑ دلگیر دیکھ لو

میت لئے ہیں ہاتھوں پہ شاہِ فلک اساس
جز رنج و غم کوئی نہیں حضرت کے آس پاس
بیتاب وقتِ دفن ہیں شبیرؑ حق شناس
مقتل کی سمت دیکھ کے بولے با دردو یاس

راہِ رضا میں دل پہ یونہی جبر کرتے ہیں
خود صبر کہہ رہا ہے یونہی صبر کرتے ہیں

عباسؑ اب سنبھالو دلِ پاش پاش کو
آؤ اتارو قبر میں اصغرؑ کی لاش کو

عباسؑ آخری یہ مصیبت بھی دیکھ لو
کھودی ہے قبر بیٹے کی ہمت بھی دیکھ لو
اٹھ کر ذرا بھتیجے کی صورت بھی دیکھ لو
اصغرؑ کا میرے آخری خلعت بھی دیکھ لو

بیٹا تم ہو اکیلے اور یہ سنسان ہے مکاں
بہنیں نہ آس پاس ہیں نزدیک ہیں نہ ماں
تم تو علیؑ کے پوتے ہو ڈرنا نہ میری جاں
اللہ تمہارا حافظ و ناصر نگہباں

بھیا نہیں ہے تابِ دلِ دردناک میں
کیونکر چھپائیں چاند کو ہم اپنے خاک میں

رہنا پسند آیا نہ دنیائے زیست میں
محسنؑ کے ساتھ شوق سے کھیلو بہشت میں

دادا جب آئیں قبر میں بیٹا بصد محن
اور دیکھیں خوں بھرا ہوا کرتا شہِ زمن
پوچھیں کہ آہ بیٹے ملا تجھ کو یہ کفن
کرنا یہ ہاتھ جوڑ کے اُن سے یہ تم سخن
احساں کسی کا میرے لئے وہ نہ لے سکا
محتاج باپ تھا نہ کفن مجھ کو دے سکا

یہ کہہ کے مٹی دینے لگے جب حضور آہ
تڑپا وہ دل کہ اور بھی حالت ہوئی تباہ
دیکھا نہ ہوگا صابر و شاکر خدا گواہ
اک دل پہ اتنے داغ کہ اللہ کی پناہ
تڑپا جو دل تو قلب پہ صدمے بڑے ہوئے
الحمد پڑھ کے قبر سے بس اٹھ کھڑے ہوئے

**بہارِ گلشنِ شیرِ الٰہ جاتی ہے**
قضا چراغِ مزارِ نبیؐ بجھاتی ہے
یہ غل ہے دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے
کھلا ہے فاطمہؑ کا سر قیامت آتی ہے
کوئی نہیں ہے غریبی میں پاس آئے حسینؑ
صدا ہے خیمے کے پیچھے کہ ہائے ہائے حسینؑ

رُلا رہی ہے دلوں کو لُٹی ہوئی سرکار
نہ پیدلوں کے پرے ہیں نہ مرکبوں کی قطار
نہ کوئی حاجب و درباں نہ کوئی خدمت گار
اجڑ گیا وہ گلستاں خزاں ہوئی وہ بہار
مقام ہُو کا ہے جس جا نگاہ پڑتی ہے
حضور کے درِ دولت پہ خاک اڑتی ہے

حسینؑ جب علی اصغرؑ کو دفن کرکے پھرے
اٹھا کے رنج و الم پارۂ جگر سے پھرے
مزار سے بصد اندوہ غم پسر سے پھرے
سُوئے خیامِ حرم سرد آہ بھر کے پھرے

پکاری ڈیوڑھی سے بانوؑ میرا جگر ہے کہاں
خدا کے واسطے کہیے وہ سیم بر ہے کہاں
جہاں ہے آنکھوں میں تیرا میرا قمر ہے کہاں
حضور جلد بتا دیجئے اصغرؑ ہے کہاں

بکا کرو یہ دلِ بیقرار کہتا تھا
جگر میں درد تھا بازو سے خوں بہتا تھا

عجیب حال سے کیوں منہ کو موڑ آئے ہو
ستم گروں میں کہاں اسکو چھوڑ آئے ہو

کہا حسینؑ نے وہ بھی ہوئے شہید جفا
ملا نہ پانی کا قطرہ گلے پہ تیر لگا
یہ خوں اُنہیں کا میری آستیں میں سب ہے بھرا
اگل اگل کے لہو مرگیا وہ ماہ لقا

کوئی نہ پائے جو دکھ ہم نے پائے ہیں بانوؑ
اُنہیں سپردِ لحد کرکے آئے ہیں بانوؑ

جب ناصرانِ قبلہء عالم بچھڑ گئے
غربت میں دیکھے شہ کو عجب غم بچھڑ گئے
کیا جرّاتیں دکھا کے وہ ضیغم بچھڑ گئے
فوجوں کو کرکے درہم و برہم بچھڑ گئے

مسلمؑ کے لاڈلوں کی ہوئی یک بیک وفات
لوٹی اجل نے حضرتِ زینبؑ کی کائنات
نوشاہ نے بھی نقدِ شہادت کی لی برات
لب تشنہ قتل ہوگئے بھائی لبِ فرات

آیا کسی جگہ نہ خلل اعتقاد میں
پیچھے رہے نماز میں آگے جہاد میں

صدمے سے جاں بلب پسرِ فاطمہؑ ہوا
اکبرؑ کے بعد کوئی نہ تھا خاتمہ ہوا

داغِ پسر بھی سہ چکے جسدم امامِ پاک
مقتل سے آئے خیمے میں محزون و دردناک
بسمل تھیں غم سے حضرتِ زینبؑ بروئے خاک
شہ نے کہا بہن نہ کرو آپ کو ہلاک

پہنچے جو گاہوارہء بے شیر کے قریں
دیکھا کہ غش ہے فرطِ عطش سے وہ مہ جبیں
آنکھیں ہیں بند خشک ہیں لب ہائے نازنیں
منہ اپنا منہ پہ ملنے لگے جھک کے شاہِ دیں

درپیش غم ہے فاطمہؑ کے نورِ عین کا
نیزے پہ دیکھنا ہے ابھی سر حسینؑ کا

ٹپکے جو اشک سرورِ گردوں سریر کے
پانی سمجھ کے کھل گئے لب اس صغیر کے

اصغرؑ کو لیکے رن کو چلے شاہِ نامدار
انجام کے خیال سے تھا قلب بیقرار
دھوپ آئی گلبدن پہ تو جلدی بحالِ زار
دامن عبا کا ڈھانپ لیا اُس پہ ایکبار
پہنچے جو نہر دیکھ کے صدمے بڑے ہوئے
اعدا کے آگے سر کو جھکا کر کھڑے ہوئے

بڑھ کر یہ پوچھنے لگے دو چار اہلِ کیں
بچہ یہ مرگیا ہے کوئی یا امامِ دیں
فرمایا زندہ ہے ابھی میرا یہ نازنیں
دو دن کی پیاس سے ہے مگر مرگ کے قریں
مشکل ہے زندگی میرے ماہِ منیر کی
پانی پلا کے جان بچالو صغیر کی

دی ابنِ سعد کو یہ خبردار نے خبر
آیا حضورِ قبلہء عالم وہ خیرہ سر
بولا عبا ہٹایئے یا شاہِ بحروبر
کیا بے زباں کا حال ہے دیکھوں تو اک نظر
دامن ہٹادیا تو بہت غیر حال تھا
گردن ڈھلی تھی ضعف سے بچہ نڈھال تھا

یہ کہکے صف سے پیچھے ہٹا دشمنِ امام
بلوا کے حرملہ کو لعیں نے کیا کلام
ہاتھوں پہ لائے ہیں جو حسینؑ اپنا لالہ فام
ناوک لگا کے کام کر اس طفل کا تمام
جا جلد شہ کا دُرِ یگانہ ہے سامنے
ہرگز نہ چوکنا کہ نشانہ ہے سامنے

بے رحم سے یہ حکم جو پایا شریر نے
ایماں کے گھر کو ہاتھ سے ڈھایا شریر نے
مرتے ہوئے پہ رحم نہ کھایا شریر نے
دو ٹانک کی کماں کو چڑھایا شریر نے
وہ فکر کی کہ حشر مچے آلِ پاک میں
صف کے عقب کھڑا ہوا بچے کی تاک میں

سنتا تھا کب کسی کی ستم پیشہ وہ شریر
اُس رخ کماں بڑھا کے رہا آپ گوشہ گیر
کانپی زمیں لرز گیا صدمے سے چرخِ پیر
اصغرؑ کا حلق تاک کے مارا شقی نے تیر
پیکانِ ظلم پار جو گردن سے ہوگیا
فرزندِ بوتراب کا دل سن سے ہوگیا

بسمل ہوا جو ہاتھوں پہ فرزندِ گلعذار
سر تا قدم لرزنے لگے شاہِ نامدار
آیا نہ کچھ زباں پہ بجز شکرِ کردگار
کھینچا جو تیرِ ظلم تو چھوٹی لہو کی دھار
ابلا جو خونِ لختِ دل آنکھوں کے سامنے
اس زخم سے ملا دیا چلو امام نے

لبریز خوں سے ہوگیا جس وقت دستِ پاک
چاہا کہ پھینک دیں اسے مولا بروئے خاک
کی عرض یہ زمیں نے با آوازِ دردناک
کیا دور غم سے گر میرا سینہ ہو چاک چاک
ہر بوند اسکی میرے کلیجے کو تیر ہے
مولا یہ خونِ ناحقِ طفلِ صغیر ہے

شہؑ نے اٹھایا ہاتھ سوئے چرخِ ناگہاں
تھرا کے آسماں نے صدا دی کہ الاماں
رکھئے معاف بہرِ خداوندِ انس و جاں
آئے اگر یہ خون ادھر اے سرورِ زماں
ہر ذی حیات پانی کو ترسے زمین پر
تا حشر پھر سحاب نہ برسے زمین پر

اُسدم دلِ حزیں کو جو صدمہ ہوا کمال
مجبور ہو کے رونے لگے شاہِ خشخصال
بولے یہ جھک کے لختِ جگر سے بصد ملال
بتلاؤ کیا کرے یہ لہو فاطمہؑ کا لال
انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغرؑ تمھارے خوں کا ٹھکانہ کہیں نہیں

پہنچا جو رن میں شبرِ ذیجاہ کا پسر
حجت تمام کرکے وغا کی با کرّوفر
ارزق کو دی وہ زک کہ جھکے شامیوں کے سر
ماں سن کے بولی شکرِ خداوندِ بحروبر
آنسو خوشی کے آنکھوں سے سب کی ہوئے رواں
زینبؑ پکاری فتح مبارک ہو بھابی جاں
جیتا تمہارے لعل نے رن وقتِ امتحاں
مشہور تھا سپاہ گری میں یہ پہلواں

کنبے میں بات رہ گئی وہ کام ہوگیا
بن باپ کے پسر کا بڑا نام ہوگیا
مارا بڑے عدوئے شہِؑ کربلائی کو
بھیا حسنؑ بھی دیکھتے کاش اس لڑائی کو

باتیں یہ ہو رہی تھیں حرم میں کہ ایک بار
قاسمؑ پہ مل کے ٹوٹ پڑی فوجِ نابکار
سمٹے اِدھر اُدھر سے ہزاروں زبوں شعار
چاروں طرف سے پڑنے لگے تشنہ لب پہ وار
نرغہ وہ شامیوں کا وہ اک غیرتِ قمر
بھالے وہ آس پاس وہ تیغیں قریبِ سر
نیزے چبھوئے دل میں لعینوں نے اسقدر
شبرؑ کے نونہال کا ٹکڑے ہوا جگر

حربے لئے تھے قرب میں جو بدشعور تھے
پتھر وہ مارتے تھے جو مجمع سے دور تھے
تیروں سے سب چھنا ہوا تن گلبدن کا تھا
قاسمؑ کا جسم تھا کہ جنازہ حسنؑ کا تھا

زہرا کی تھی فغاں کہ نہ بچے کو یوں ستاؤ
مسموم کا جگر ہے نہ تیغیں اسے لگاؤ
میرے حسنؑ کی ہے یہ کمائی کوئی بچاؤ
بیٹی ہوں میں تمہارے پیمبر کی رحم کھاؤ

زہرا تو کر رہی تھیں یہ نوحہ بحالِ زار
ناگاہ ظلم کی ہوئی برچھی جگر کے پار
گھوڑے پہ ڈگمگانے لگا طفلِ گلعذار
عباسؑ کو تڑپ کے پکارا جگر فگار

دیدو مجھے یہ لعل کہ غم کی ستائی ہوں
میں اسکو لینے کیلئے جنت سے آئی ہوں

وقت آگیا کہ اوجِ شہادت حصول ہو
اب آخری سلام ہمارا قبول ہو

رن میں یتیم گوہرِ عرشِ علا گرا
جلتی زمین پر پسرِ مجتبیٰ گرا
زخموں سے چور خاک پہ وہ مہ لقا گرا
غل پڑ گیا نبیرہء خیر النساء گرا

گرتے ہی خاک پر جو ہوا غش وہ مہ لقا
فوجِ عدو میں فتح کے باجوں کا غل ہوا
ماں نے صدا سنی تو یہ دل تھام کر کہا
میری کمائی نیک لگی شکرِ کبریا

پوتا ہے جاں بلب اسدِ کردگار کا
بجھتا ہے اب چراغ حسنؑ کے مزار کا

بچے پہ میرے مہر ہوئی ذوالجلال کی
لو بیبیو برات چڑھی میرے لعل کی

سن کر یہ بین رونے لگے شاہِ بحر و بر
رن کو چلے پٹک کے عمامہ بچشمِ تر
ہمراہ تھا پسر بھی برادر بھی نوحہ گر
نالے یہ تھے کہ ہائے میرے غیرتِ قمر
عمو نثار جانِ برادر کدھر گئے
تم بھی حسنؑ کا داغ ہرا آج کر گئے

پہنچے جو لاشے ابنِ حسنؑ پر بحالِ زار
دیکھا کہ سر کو کاٹنے والے ہیں بد شعار
غصے سے کانپنے لگے عباسِؑ نامدار
للکار کے بڑھے صفتِ شیرِ کردگار
بھاگے عدو جو ڈر کے تو نقشہ بدل گیا
ہلچل میں اُس یتیم کا لاشہ کچل گیا

روتے ہوئے قریب جو آئے شہِ ہدا
دیکھے تمام عضوِ بریدہ جدا جدا
ہاتھوں سے دل پکڑ کے کہا وا محمداؐ
امت کا یہ سلوک تو دیکھو پئے خدا
ابنِ حسنؑ کی جان پہ صدمے گزر گئے
لو نانا جان قاسمِؑ ناشاد مر گئے

اپنی عبا یہ کہکے بچھائی زمین پر
سب چن لئے پڑے تھے جو اعضا اِدھر اُدھر
کاندھے پہ لاش لے چلے عباسِؑ نامور
روتے ہوئے حسینؑ بھی پہنچے قریبِ در
آواز دی کہ بیاہ کہ حسرت نکال لو
لو بھابی جان اپنی امانت سنبھال لو

گھوڑے سے جبکہ قاسمؑ گلگوں قبا گرا
غل پڑگیا نبیرہء مشکل کشا گرا
صفدر جری بہادرو شیرِ وغا گرا
خوں میں نہا کے لختِ دلِ مجتبیٰ گرا
گرتے ہی فوجِ ظلم کا مجمع بہم ہوا
زخمی پر آہ نرغہء فوجِ ستم ہوا

حضرت کو دی صدا کہ چچا جان آیئے
خادم ہوا حضور پہ قربان آیئے
دنیا میں کوئی دم کا ہوں مہمان آیئے
سر کاٹنے کا ہوتا ہے سامان آیئے
جلاد پہنچے تیغِ دو پیکر لئے ہوئے
قاتل کھڑے ہیں ہاتھوں میں خنجر لئے ہوئے

مارا کسی نے پشت پہ نیزے کو تان کے
کھٹکی سنانِ ظلم کلیجے میں آن کے
کوئی تبر لگا گیا مظلوم جان کے
تیغہ کسی کا چل گیا سر پر جوان کے
پہلو بھی دونوں ہاتھ بھی یکسر فگار تھے
دولھا کا ایک جسم تھا حربے ہزار تھے

دم توڑنے لگا جو یہ کہہ کر وہ دلفگار
طبل ظفر بجا صفِ اعدا میں ایک بار
دوڑے اِدھر سے تیغ بکف شاہِ نامدار
گھوڑوں سے روندنے لگے لاشے کو واں سوار
سب ٹکڑے ٹکڑے سینہء پر نور ہوگیا
ٹاپوں سے مرکبوں کے بدن چور ہوگیا

مقتل سے لاش آنے کی صورت کہوں میں کیا　　نزدیک رہ گیا جو درِ خیمۂ حرم
چادر لپیٹ دی تھی کہ اعضاء تھے سب جدا　　اکبرؑ وہاں سے بڑھ گئے آگے بچشم نم
قطرے لہو کے خاک پہ گرتے تھے جا بجا　　ڈیوڑھی پہ راہ تکتی تھی زینبؑ اسیر غم
گردن ڈھلی ہوئی تھی لٹکتے تھے دست و پا　　پوچھا کہ روتے آئے ہو کیوں کیا ہوا ستم

عباسؑ روتے آتے تھے اور سر پہ ہاتھ تھا　　کی عرض سوئے خلد حسنؑ کا پسر گیا
زخمی فرس بھی دولھا کے لاشے کے ساتھ تھا　　شب کو جسے بنایا تھا دولھا وہ مر گیا

## جب لاشہء قاسمؑ کو علمدار نے دیکھا

قبضے کیطرف غیض سے جرار نے دیکھا
منہ بھائی کا روکر شہِ ابرار نے دیکھا
کی عرض بڑا داغ نمک خوار نے دیکھا

عباسؑ گرے پاؤں پہ گردن کو جھکا کر
رونے لگے شہؑ بھائی کو چھاتی سے لگا کر
بانوؑ نے کہا غش سے سکینہؑ کو جگا کر
صدقے گئی دیکھ آؤ چچا جان کو جا کر

تیغوں سے عجب سرورواں کٹ گیا آقا
واللہ کہ دل زیست سے اب ہٹ گیا آقا
اسطرح جو شاہِؑ شہدا روتے ہیں بی بی
سرورؑ سے علمدارؑ جدا ہوتے ہیں بی بی

یہ سنتے ہی گھبرا کے چلی جلد وہ بے آس
اُودے ہوئے جاتے تھے لبِ لال یہ تھی پیاس
زینبؑ نے کہا آتی ہے لو عاشقِ عباسؑ
عباسؑ نے گودی میں لیا بڑھ کے بصد یاس

عباسؑ نے روکر کہا کیا چاہیے جانی
شرما کے سکینہؑ نے یہ کی عرض کہ پانی
عباسؑ نے فرمایا بصد اشک فشانی
اللہ بجھائیگا تیری تشنہ دہانی

بہتے تھے جو آنسو خلفِ شیرِ خدا کے
سوکھے ہوئے لب ملنے لگی منہ سے چچا کے
لو گود سے اترو تو ہم اب جائیں سکینہؑ
لے آؤ کوئی مشک تو بھر لائیں سکینہؑ

یہ سنتے ہی اُس پیاسی میں اک جان سی آئی　　عباسؑ نے کی عرض کہ دریا نہیں کچھ دور
فضہ گئی اور دوڑ کے مشکیزے کو لائی　　مشکیزہ بھرا اور پھرے خرم و مسرور
رو رو کے وہ کہنے لگی شبیرؑ کی جائی　　اور آ گے میری جان جو اللہ کو منظور
میں رن میں چلی آؤنگی گر دیر لگائی　　مانع ہوئی آنے میں اگر موت تو مجبور

جلد آؤنگا دریا سے یہ فرما کے سدہارو　　تقدیر سے کیا زور ہے سقائے حرم کا
جاتے ہو تو آنے کی قسم کھا کے سدہارو　　وعدہ کریں کیونکر کہ بھروسہ نہیں دم کا

لڑتا ہوا پہنچا لبِ دریا جو وہ جرار　　لکھا ہے کہ اک تھا بنِ ورقہ ستم آرا
تھا دوشِ مبارک پہ علم ہاتھ میں تلوار　　تیغ اسکی لگی دوشِ مبارک پہ قضارا
کہنی سے ٹپکتا تھا لہو خاک پہ ہر بار　　بے دست ہوا حیدرِ کرار کا جایا
چھیڑا جو ذرا اڑ کے گیا نہر پہ رہوار　　احمد کا نشاں خون میں تر ہوگیا سارا

تلوار سے تیروں کو قلم کرتے تھے عباسؑ　　دیکھو تو ذرا جراتِ سقائے حرم کو
پڑھ پڑھ کے دعا مشک پہ دم کرتے تھے عباسؑ　　تا دیر کٹے ہاتھ سے چھوڑا نہ علم کو

یاں تھا ابھی یہ ذکر کہ برپا ہوا محشر　　فضہ کی یہ آواز جو عباسؑ تک آئی
رونے میں لگے دیکھنے شہؑ خیمے کو مڑ کر　　تھرانے لگا نزع میں وہ شہؑ کا فدائی
دیکھا کہ حرم گھر سے نکل آئے ہیں باہر　　شہؑ سے کہا یاں آتی ہے کیا آپ کی جائی
چلاتی ہے فضہ علی اکبرؑ علی اکبرؑ　　دامن سے میرے منہ کہ چھپا لیجئے بھائی

اب دخترِ سلطانِ مدینہ نہیں تھمتی　　یہ کہتے ہی دنیا سے سفر کر گئے عباسؑ
عباسؑ سے کہدو کہ سکینہؑ نہیں تھمتی　　منہ پھیر لیا شرم سے اور مر گئے عباسؑ

جب گھوڑے کو دریا میں علمدارؑ نے ڈالا
لہرانے سے موجوں کے ہوا دل تہہ وبالا
یاد آ گئی بس تشنگیء سیدِ والا
رقت بہت آئی تھی مگر دل کو سنبھالا
دریا تو ادہر اور اُدہر لشکرِ قہار
مشکیزہ لیئے بیچ میں تنہا وہ علمدارؑ
تلواروں کی تھیں بجلیاں اور تیروں کی بوچھار
جا سکتے تھے آفت میں نہ اِس پار سے اُس پار

صدمے سے بھر آیا دلِ سقائے سکینہؑ
اشک آنکھوں سے ٹپکا کے کہا ہائے سکینہؑ
طوفاں تھا طلاطم تھا مصیبت کی گھڑی تھی
کیا پیاسوں کی کشتی بھی تباہی میں پڑی تھی

ہوتا تھا اِدہر خاتمہء جنگِ علمدارؑ
بسمل سے تڑپتے تھے اُدہر سیدِ ابرار
رو کر کبھی تکتے تھے سوئے فوجِ ستمگار
گر کر کبھی چلاتے تھے ہے ہے میرے غمخوار
کہتی تھی کہو صدقے گئی کچھ خبر آئی
شہؑ کہتے تھے ہمشیر جدا ہوتا ہے بھائی
دریا سے وہ نکلا تھا مگر راہ نہ پائی
مشکیزے کے لے آنے پہ ہوتی ہے لڑائی

بھائی کی صدا سُن کے تڑپ جاتی تھی زینبؑ
جب روتے تھے حضرت تو نکل آتی تھی زینبؑ
خونخواروں میں وہ صاحبِ شمشیر گھرا ہے
دریا کی ترائی میں میرا شیر گھرا ہے

کہتی تھی یہ گھبرائی ہوئی زوجۂ عباسؑ
کیوں بیبیو بچے میرے کیا ہو گئے بے آس
کیا کہتے ہیں شاہِ شہداؑ کس سے ہوئی یاس
اے وائے مقدر نہ سکینہؑ کی بجھی پیاس
کیسی خبر آئی ہے کہ جی کھوتے ہو لوگو
تم سب میرا منہ دیکھ کے کیوں روتے ہو لوگو

کس کس سے لڑے تشنہ دہانی میں وہ بے آس
ہمدرد نہ کوئی نہ مددگار کوئی پاس
وہ فوج کا نرغہ وہ ہجومِ الم و یاس
ان سب سے سوا مشک کے چھد جانے کا وسواس
بڑھتے کماندار تو رُک جاتے تھے عباسؑ
تیر آتا تھا جب مشک پہ جھک جاتے تھے عباسؑ

ماتم تھا اِدھر گھر میں اُدھر روتے تھے شبیرؑ
واں چلتے تھے عباسِؑ علی پر تبر و تیر
دریا سے بڑھے آتے تھے تولے ہوئے شمشیر
ہر سمت سے اُمڈا ہوا تھا لشکرِ بے پیر
ساحل پہ قیامت کی صف آرائی ہوئی تھی
لشکر تھا کہ دریا پہ گھٹا چھائی ہوئی تھی

فریاد کہ تھے لاکھ لعیں روکے ہوئے راہ
شمشیر بکف بیچ میں ابنِ اسداللہ
پیچھے سے پڑی تیغِ ستم دوش پہ ناگاہ
شاخِ شجرِ باغِ علیؑ قطع ہوئی آہ
اک ہاتھ تو ہمراہ گرا تیغِ دودم کے
اک ہاتھ تھا باقی وہ چلا ساتھ علم کے

گرنے لگا جسدم علمِ سیدِ والا
عباسؑ نے جھک کر اسے گردن سے سنبھالا
اک تیر لگا چشم پہ اور سینے پہ بھالا
بند آنکھیں ہوئیں منہ سے لہو شیر نے ڈالا
خم تھے کہ پڑا فرق پہ گرز ایک شقی کا
شق ہوگیا سر حضرتِ عباسِؑ علیؑ کا

کچھ گُرزِ گراں بار کا صدمہ نہیں تھوڑا
سر پھٹ گیا پر مشک کو دانتوں سے نہ چھوڑا
نیچے جو گرے آپ کھڑا ہوگیا گھوڑا
پھر تیر نے مشکیزے کو اور سینے کو توڑا
پانی جو گرا عید ہوئی فوجِ عدو میں
مچھلی سے تڑپنے لگے عباسؑ لہو میں

ناگاہ یہ آوازِ علی دشت سے آئی
شبیرؑ خبر لے کہ تصدق ہوا بھائی
چلائی یہ زینبؑ کہ دھائی ہے دھائی
حضرت نے کہا لُٹ گئی بابا کی کمائی
تشریف شہِ ہر دوسرا لائے ہیں زینبؑ
عباسؑ کے لاشے پہ علیؑ آئے ہیں زینبؑ

جب ہاتھ قلم ہو گئے سقائے حرم کے
اور عرشِ بریں ہل گیا گرنے سے علم کے
مشکیزے میں پیوست ہوئے تیر ستم کے
مِندیل گری سر سے شہنشاہِ امم کے

اتنے میں ترائی سے اٹھا شور قضارا
تب ایک بلندی سے کیا شہ نے نظارا
ہاتھوں سے کمر تھام کے زینبؑ کو پکارا
لو بہنا ترائی میں گھرا شیر ہمارا

غل پڑ گیا سقائے سکینہؑ ہوا زخمی
نیزے سے جگر تیر سے سینہ ہوا زخمی

بے اُنکے تو اب زیست گوارا نہیں زینبؑ
سب مر گئے اب کوئی ہمارا نہیں زینبؑ

پھر دیکھ کہ دریا کو یہ آواز سنائی
آواز نہیں دیتے ہو کیا مر گئے بھائی
آواز کے ساتھ انکی بھی آواز یہ آئی
آقا میرے جلد آؤ بہت دیر لگائی

دوڑے طرفِ نہر یہ کہتے شہہِ تنہا
ہے ہے میرے مونس میرے عاشق میرے شیدا
لاشے پہ جو پہنچے تو گرے سید والا
روکر کہا اے نام و نشانِ اسداللہ

مشکل سے بلند اتنی بھی آواز ہوئی ہے
اب موت کی ہچکی ہمیں آغاز ہوئی ہے

ہم آئے ہیں اور آنکھوں کو کھولا نہیں جاتا
کیا درد ہے سینے میں جو بولا نہیں جاتا

بھائی کہا فرزند کہا اور مددگار — شہؑ بولے کہ کچھ حد بھی غلامی کی ہے بھائی
اِس پر بھی کسی نام پہ بولے نہ علمدارؑ — بچپن سے تو ابتک میرے نعلین اٹھائی
دیکھا شہِؑ والا نے کہ لب ہلتے ہیں ہر بار — کچھ آرزوئے دل کہو اے حق کے فدائی
جھک کر جو سنا آہ تو کرتے ہیں یہ گفتار — وہ بولے کہ قسمت میں نہ تھی آج رسائی

نعلین اتارو تو قدم بوس میں ہو لوں — شہزادیءِ سلطانِ مدینہ رہی پیاسی
اور کہہ کے غلام اپنا پکارو تو میں بولوں — سقہ میں بنا آہ سکینہؑ رہی پیاسی

ہے عرض یہ اور آخری ارمان بھی سن لو — لو عترتِ اطہار خدا حافظ و ناصر
جب حشر میں جبریلؑ کو یہ حکمِ خدا ہو — لو اکبرؑ دلدار خدا حافظ و ناصر
ہاں لاؤ غلامانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کو — لو عابدؑ بیمار خدا حافظ و ناصر
اُس غول کے آگے میں ہوں اے سیدِ خشکو — لو اے شہِ ابرارؑ خدا حافظ و ناصر

دامانِ علم سب کو اُڑھاتا ہوا آؤں — شہزادیو بطحا و مدینہ کو نہ جانا
پانی تیرے شیعوں کو پلاتا ہوا آؤں — آقا میرے لاشے پہ سکینہؑ کو نہ لانا

اور ایک یہ حسرت میری عابدؑ کو سنانا
پیارے میرے جب گورِ غریباں تُو بنانا
تو لا کے سکینہؑ کو ترائی میں بٹھانا
صدقے کی طرح گرد میری لاش پھرانا

تلقین میں کہیو مجھے شیدائے سکینہؑ
اور قبر پہ لکھ دیجیو سقائے سکینہؑ

تب شہؑ نے اٹھایا وہ علم خاک سے روکر
پھر خون سے بھائی کے پھریرے کو کیا تر
اور مشک چھدی باندھ دی پنجے کے برابر
اکبرؑ سے کہا چل کے پھپھی سے کہو دلبر

در پر رکھو سر کھولے ہوئے آلِ نبیؐ کا
دریا سے علم آتا ہے عباسِ علیؑ کا

جب آفتابِ روزِ شہادت عیاں ہوا
فارغ نمازِ صبح سے پیر و جواں ہوا
اک شورِ طبلِ جنگ اُدھر ناگہاں ہوا
ہر ناصرِ حسینؑ اِدھر شادماں ہوا

پیشِ نظر تحفظِ دینِ رسولؐ ہے
اس راہ میں ہر اک مصیبت قبول ہے

دشتِ بلا میں گرمیء روزِ حساب ہے
اور ریگِ گرم پر شہِ گردوں جناب ہے
اک قلبِ مطمئن پسرِ بوترابؑ ہے
اور کیوں نہ ہو یہ جانِ رسالتمآب ہے

نکلا ہے گھر سے دیں کو بچانے کے واسطے
سب کچھ راہِ خدا میں لٹانے کے واسطے

رخصت حرم کی ہے شہِ گردوں اساس سے
طاقت نہ تھی کلام کی ہر چند پیاس سے
دیکھا کئے سکینہؑ کو حسرت و یاس سے
بولی وہ تشنہ کام شہِ حق شناس سے
کیا اس بلا کے بن سے تہیہ سفر کا ہے
صدقے گئی بتاؤ ارادہ کدھر کا ہے

فرمایا شہ نے ہاں یہ سفر ناگزیر ہے
آؤ گلے لگو کہ یہ صحبت اخیر ہے
اب آرزوئے قربِ خدائے قدیر ہے
تنہا ہیں ہم سپاہِ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو اعانت خدا کرے
جسکا نہ کوئی دوست ہو بی بی وہ کیا کرے

عمو تمہارے چھوڑ گئے ہم کو جاں بلب
بی بی قدم پہ گر کے ہمیں کون روکے اب
تلواریں چل گئیں بنے قاسم پہ بے سبب
مرنا شباب میں علی اکبرؑ کا ہے غضب
تھی جن سے زندگی کی حلاوت وہ چھٹ گئے
دو تین گھر بھرے ہوئے ایکدم میں لُٹ گئے

سن کر مصیبت پدرِ بیکس و حزیں
بولی بلائیں باپ کی لیکر وہ مہہ جبیں
بابا سوائے آپکے میرا کوئی نہیں
نکلو بلا کے بن سے کہیں یا امامِ دیں
صدقے گئی مدینے چلو یا نجف چلو
لِللہ ساتھ لے لو مجھے جس طرف چلو

شہؑ نے کہا کہ بند ہیں راہیں پدر نثار
پھیلی ہوئی ہے چار طرف فوجِ نابکار
پیدل نکلنے پاتا ہے ناکوں سے نہ سوار
اس دشتِ کیں میں قید ہے زہراؑ کا یادگار

جانا ہو دور شب کو جو آنا نہ ہو اِدھر
ضد کرکے رویَو نہ ہمیں چاہتی ہو گر
پہلے پہل ہے آج شبِ فرقتِ پدر
سورہیو ماں کی چھاتی پہ غربت میں رکھ کے سر

قاصد جو میرے نام کے خط لیکے آتے ہیں
سر کاٹ کر درختوں میں لٹکائے جاتے ہیں

راحت کے دن گزر گئے یہ فصل اور ہے
اب یوں بسر کرو جو یتیموں کا طور ہے

ننھے سے ہاتھ جوڑ کے بولی وہ تشنہ کام
بتلایئے مجھے کہ یتیمی ہے کس کا نام
آنکھوں سے خوں بہا کے یہ کہنے لگے امامؑ
کُھل جائیگا یہ دردوالم تم پہ تابہ شام

مومنو مرنے کو میدان میں جاتے ہیں حسینؑ
بیبیاں روتی ہیں ہتھیار سجاتے ہیں حسینؑ
منہ سے منہ بالی سکینہؑ کے ملاتے ہیں حسینؑ
اشکِ خوں چشمِ مبارک سے بہاتے ہیں حسینؑ

بی بی نہ پوچھو کچھ یہ مصیبت عظیم ہے
مرجائے جس کا باپ وہ بچہ یتیم ہے

چاند سے جسم پہ کپڑے ہیں کفن کی صورت
نگاہِ یاس سے تکتے ہیں بہن کی صورت

روکے فرماتے ہیں خواہر سے کہ بہنا آؤ
اے میرے فاقہ کش و بیکس و نادار بہن
اس مسافر کے کلیجے سے ذرا لگ جاؤ
اے میرے عاشق و صابر میری غمخوار بہن
تمہیں زہراؑ کی قسم ہے نہ پچھاڑے کھاؤ
اے میری دامِ مصیبت میں گرفتار بہن
تھی میں بن بھائی کی اب دل کو یہی سمجھاؤ
بھائی دنیا سے چلا گھر سے خبردار بہن

اپنے کنبے کی جدائی کسے خوش آتی ہے
جب میرا سینہ ہو تیغوں کا نشانہ زینبؑ
کیا کروں مجھ کو اجل چھین لئے جاتی ہے
بال کھولے ہوئے میداں میں نہ آنا زینبؑ

یہ وصیت تمہیں کرتا ہوں رہے اسکا خیال
سر کٹانے کی میرے اُس کو خبر ہو نہ کہیں
لوٹ لیں گے میرے بعد آکے یہ گھر بدافعال
ورنہ مرجائیگی رورو کے سکینہؑ غمگیں
منہ سے جز شکر نہ کچھ بولیو اے نیک خصال
بن میری چھاتی کے اُسکو کبھی نیند آئی نہیں
چھین لیں گے جو ردا چہرے پہ بکھرائیو بال
رن میں اب پاؤں دھرے گا میری چھاتی پہ لعیں

میری خاطر سے یہ سب رنج اٹھانا زینبؑ
کون اِس بچی کا ہے ناز اٹھانے والا
پر سکینہؑ کو طمانچوں سے بچانا زینبؑ
ذبح ہوجائیگا سینے پہ سلانے والا

رحم آتا ہے مجھے اسکی یتیمی کا بہن
آج بن باپ کی ہوجائیگی یہ تشنہ دھن
مجھکو معلوم ہے جو دُکھ اسے دینگے دشمن
ہے غضب باندھینگے ان چھوٹے سے ہاتھوں میں رسن

چھوڑو بابا مجھے کہہ کر جو یہ چلائیگی
قبر میں فاطمہؑ کی روح تڑپ جائیگی

شہِ مظلوم نے کس درد سے کی یہ گفتار
واحسیناؑ کی ہوئی آلِ پیمبرؐ میں پکار
گر پڑی بھائی کے قدموں میں بہن با دلِ زار
کہتی تھی آپکی غربت پہ یہ بہنا ہو نثار

ابھی رخصت کا سخن منہ پہ نہ لانا بھائی
دم میرا تن سے نکل جائے تو جانا بھائی

بھائی ممکن نہیں دوں آپکو مرنے کی رضا
مجھ کو پردیس میں برباد نہ کیجو بھیا
ہوں میں بن باپ کی بن ماں کی یہ ہے رحم کی جا
اب تو کوئی میرا وارث نہیں حضرت کے سوا

کسکو داغ اپنے کلیجے کے دکھاؤں ہے ہے
اپنی اماں کو کہاں ڈھونڈنے جاؤں ہے ہے

اے مومنو مولا کی سنو عزت و توقیر
اب حال شہادت کا مفصل ہے یہ تحریر
بچہ چھ مہینے کا ہوا جب ہدفِ تیر
گردوں سے ندا آئی کہ بیکس ہوئے شبیرؑ

دیکھو تو محبو شہِ مظلوم کی تصویر
کس شان سے میدان میں استادہ ہیں شبیرؑ
تسبیح پہ تسبیح ہے تکبیر پہ تکبیر
اور ہوتے ہیں لاشے علی اکبرؑ سے بغلگیر

اعدا کے ستم عدل کی میزاں میں تلیں گے
جب حشر تلے فاطمہؑ کے بال کھلیں گے

کہتے ہیں کہ سہرا علی اکبرؑ کا نہ دیکھا
اور گھٹنیوں چلتے علی اصغرؑ کو نہ دیکھا

کس شانِ غریبی سے کھڑے ہیں شہِ والا
اور جانکے بیکس انہیں کہتے ہیں یہ اعدا
اب تو تمہیں کچھ حوصلہ لڑنے کا نہ ہوگا
عباسؑ کی جرت پہ تمہیں ناز تھا کیا کیا

کس مرتبہ تھے بھانجے اپنے تمہیں پیارے
دیکھو ہیں پڑے لاشوں میں وہ پیاس کے مارے
کہتے تھے کہ جیتا ہوں میں اکبرؑ کے سہارے
سو قتل کیا اسکو بھی لشکر نے ہمارے

اب آپکا وہ جعفرِ طیارؑ کہاں ہے
وہ فوج کہاں ہے وہ علمدارؑ کہاں ہے

کیا کیا نہ ادب کرتے تھے ہمشکلِ نبیؐ کا
سو مٹ گیا نقشہ بھی رسولِ عربیؐ کا

اب لاشوں میں کیا پھرتے ہو پھر خیمے میں جاؤ
بھیجو جو پسر اور ہو اکبرؑ سا تمہارا
اور ہاتھوں پہ بچہ کوئی اصغرؑ سا لے آؤ
پھر خیمے سے زینبؑ کو نکلواؤ دوبارہ
ہم تیر سے ماریں اسے تم قبر بناؤ
عرصہ ہوا عمامہ نہیں تم نے اتارا
قاسمؑ سا بنا ہو تو کوئی اور بناؤ
اکبرؑ نہیں عابدؑ کا کرو داغ گوارہ

مرنے کو اسے بھیج دو نوشاہ بنا کر
بازارِ قضا گرم ہے بیمار کو بھیجو
ہم لاش کو پامال کریں دیکھو تم آ کر
یا خیمے سے عباسؑ سے دلدار کو بھیجو

شہؑ کہتے تھے اب مونس و یاور نہیں کوئی
یہ کہکے جو رونے لگا لختِ دلِ زہراؑ
بس ایک ہی اکبرؑ تھا اب اکبرؑ نہیں کوئی
تیغِ دو زباں شاہ کی اسدم ہوئی گویا
عباسؑ ہوئے قتل برادر نہیں کوئی
ہیں تین شب و روز کے پیاسے میرے آقا
اصغرؑ کے لگا تیر اب اصغرؑ نہیں کوئی
میں تو ہوں رفیق آپکی مولا یہ کہا کیا

بجھوائیں کسے مرنے کو تنہا یہ حزیں ہے
یہ سچ ہے کہ اکبرؑ نہیں عباسؑ نہیں ہے
لاشہ بھی اٹھانے کو میرا کوئی نہیں ہے
کیا تیغِ یداللہ تیرے پاس نہیں ہے

**جب آئی صبحِ قتلِ امامِ فلک وقار**
زینبؑ اٹھا کے ہاتھ یہ کہتی تھیں بار بار
پردیسیوں پہ رحم کر اے میرے کردگار
کیونکر جیونگی بھائی سے چھٹ کر میں سوگوار

تھا اہلبیتؑ میں یہ تلاطم کہ ایکبار
گزری وہ شب سحر ہوئی مشرق سے آشکار
پڑھ کر نمازِ صبح امامِ فلک وقار
رخصت کو آئے خیمے میں با چشمِ اشکبار

سارا جہاں سیاہ ہے چشمِ پُرآب میں
سر ننگے میں نے دیکھا ہے اماں کو خواب میں

فرمایا کیوں فلک پہ اثر کس کے غم میں ہے
زندہ ہوں میں ابھی میرا ماتم حرم میں ہے

چھاتی سے پھر بہن کو لگا کر کہی یہ بات
زینبؑ میں جانتا ہوں کہ تڑپی ہو ساری رات
موت آئیگی ضرور اسے جو ہے ذی حیات
پھر حاصل اس سے کیا کہ یہ دنیا ہے بے ثبات

سر کو پٹک پٹک کے جو حضرت ہو نوحہ گر
مرجاؤگی تو اور بھی برباد ہوگا گھر
تھامے گا کون ہوئیں گے بچے جو بے پدر
پیٹے گا کون ماتمی صف میں برھنہ سر

ماں کو پدر کو بھائی کو ہاتھوں سے کھو چکیں
تم تو کئی بزرگوں کو اس گھر میں رو چکیں

ذی رتبہ ہو بتولؑ کی نازوں کی پالی ہو
تم ہم سے بیکسوں کی بہن رونے والی ہو

چلائی اس بیان کو سن کر وہ ایکبار
وا حسرتا کہ مرنا گئی یہ جگر فگار
میرے ہی تھا نصیب میں سب گھر کا کاروبار
ماتم میں روؤں سب کے بنوں سب کی سوگوار
غربت میں جب سفر میرا دنیا سے ہویگا
رونا تو اسکا ہے کہ مجھے کون رویگا

میں جانتی تھی موت کا جب آئیگا پیام
یٰس پڑھیگا میرے سرہانے میرا امامؑ
ہوگا بڑا نمازِ جنازہ کا اہتمام
لاشے پہ آکے روئیں میرے اقربا تمام
بن باپ کی ہوں میں میرے کام آئینگے حسینؑ
اماں کی پائنتی مجھے دفنائینگے حسینؑ

بے شمع کربلا میں جو قندیلِ دیں ہوئی
ظلمت ہر اک سمت محیطِ زمیں ہوئی
کعبے کی سمت فاطمہ مسند نشیں ہوئی
بیتاب روحِ مرشدِ روح الامیں ہوئی
غل تھا ستونِ عرشِ امامت گرادیا
یعنی چراغِ بزمِ نبوت بجھادیا

دنیا میں تو علامتِ محشر تھی آشکار
مقتل میں ذوالجناحِ شہِ دیں تھا بے سوار
پھرتا تھا گرد لاشہء سید کے بار بار
جیسے پسر کی لاش پہ مادر ہو بے قرار
کہتا تھا اے حسینؑ کہاں تجھ کو پاؤں میں
بن تیرے خیمے گاہ میں کس طرح جاؤں میں

جس دم چلے تھے خیمے سے تم سوئے قتل گاہ
میرے سُموں سے لپٹی تھی آ کر سکینہؑ آہ
میں رک گیا تھا پاسِ ادب سے میانِ راہ
مولا نے اُسکو پیار کیا اُس گھڑی وہ آہ

کہتے ہیں دفن شاہ نے اصغرؑ کو جب کیا
دفنایا اُسکی لاش کو تھا پھاڑ کر عبا
اور اُسکا کرتا زین پہ گھوڑے کے رکھدیا
یعنی کہ باتو جان لے اصغرؑ ہوئے فدا

خالی جو اب سکینہؑ کے آگے میں جاؤنگا
پوچھے گی وہ جو آپکو میں کیا بتاؤنگا

راہی جو گھر کو اسپ شہِ دیں پناہ ہوا
تھا زین پر وہ چھوٹا سا کرتا ڈھلا ہوا

زینب کھڑی تھی منتظر شاہِ کربلا
ناگاہ آئی پشت جو گھوڑا نظر پڑا
چھوٹا سا کرتا غرق بخوں تیروں پر دھرا
تیروں کے پھل تھے زین میں پیوستہ جا بجا

زینبؑ نے پوچھا تعزی یہ کیا ماجرا ہوا
اصغرؑ کو لے گئے تھے حسینؑ اُسکو کیا ہوا
جیتا ہے یا نشانہء تیرِ جفا ہوا
کرتا ہے تیری زین پہ کِس کا لگا ہوا

تھا تنگ تو کٹا ہوا اُس خوش خرام کا
اور خاک پر لٹکتا تھا تسمہ لگام کا

بھیجا ہے تجھ کو شہؑ نے کفن کی تلاش کو
کیا بھائی دفن کرتے ہیں اصغرؑ کی لاش کو

ٹکرا کے سر کو خاک پہ بولا وہ رہوار
میں بے سوار ہوگیا مارا گیا سوار
کیا پوچھتی ہو بیکسیء شاہِؑ نامدار
جب کھائے زخم نوسدو پنجہ و یک ہزار

اُس وقت آکے سینے پہ شمرِ لعیں چڑھا
خنجر رکھا گلے پہ تو کی چشم شہ نے آہ
کس بیکسی سے شاہؑ نے پانی طلب کیا
پانی دیا نہ شمر نے تو مجھ سے یہ کہا

اُسدم تمہارے بھائی کو غش آیا جو زین پر
مجھ سے کہا کہ ٹیک دے گھٹنے زمین پر
اے گھوڑے روکیو تو درِ خیمہ گاہ کو
زینبؑ نہ دیکھے یوں میرے حالِ تباہ کو

قاتل نے تیغ گردنِ مولا پہ جب رکھی
اتنا کہا کہ ہائے یتیمی سکینہؑ کی
اک بی بی بال کھولے سرہانے تھی واں کھڑی
آواز میں نے شیر کے نعرے کی بھی سُنی
بس زیرِ تیغ گود میں شیرِ الٰہ کی
کٹتی تھی بوسہ گاہ رسالت پناہ کی

## برباد جب مرقعهء خیر النسا هوا

یعنی قلم قلم چمنِ مرتضٰی ہوا سوکھی زباں حسینؑ تو سب کو دکھاتے تھے
پھر اقتل الحسین کا غل جا بجا ہوا واں جبرئیل آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے
سبطِ نبیؐ پہ نرغہء اہلِ جفا ہوا یاں نیزہ کھا کے گھوڑے پہ شہ ڈگمگاتے تھے
واں حاملانِ عرشِ بریں کانپ جاتے تھے

زہرا کا چاند شام کے بادل میں گھر گیا جنت میں تھا یہ حال رسولانِ نیک کا
خنجر قلق کا زہرا کے دل میں اتر گیا بے تیغ کٹ رہا تھا گلا ایک ایک کا

گھوڑے سے پھر زمیں پہ گرے شاہِ دیں پناہ زینبؑ نے بال کھول کے رن کو قدم بڑھائے
آیا سرہانے تیغِ بکف شمرِ رُوسیاہ سیدانیاں بھی ساتھ چلیں گردنیں جھکائے
بولا گلا کہ میں ہوں پیمبرؐ کی بوسہ گاہ زینبؑ پکاری ہائے میرے بھائی جان ہائے
بیٹھا وہ اُس جگہ کہ نہیں جائے شرح آہ بھیا پکار لو یہ بہن کس طرف کو جائے

اس ظلم سے جو چرخِ کہن کانپنے لگا بھیجوں کسے تلاش کو سب میرے مر گئے
ایسا حسینؑ تڑپے کہ رن کانپنے لگا ڈھونڈے بہن کہاں میرے بھائی کدھر گئے

کٹتی تھیں واں گلے کی رگیں کون دے جواب ہر بی بی بال کھولے ہوئے خاک اڑاتی تھی
ریتی پہ لوٹ لوٹ کے بولی وہ دل کباب پر زوجہء حسینؑ کو کچھ بن نہ آتی تھی
اے آسماں کہاں ہے حسینِؑ فلک جناب جب سر کے کھولنے کے لئے ہاتھ اٹھاتی تھی
اے آفتاب کیا ہوا زہراؑ کا ماہِ تاب تب دل ہی دل میں سوچ کے یہ کہتی جاتی تھی

کہہ اے فرات پیاسوں کا سلطاں کدھر گیا زینبؑ کہاں ہے اور شہِ عالی کو کیا ہوا
اے کربلا بتا تیرا مہماں کدھر گیا بارِ الٰہ بتا میرے والی کو کیا ہوا

زینبؑ پکاری آؤ گلے سے لگاؤں میں
ماں نے دلہن بنایا تھا بیوہ بناؤں میں
آؤ جبیں پہ خاک ملوں نتھ بڑھاؤں میں
مانگو دعا زمین پھٹے اور سماؤں میں

ہے ہے بچھڑ کے گورِ کنارے گئے حسینؑ
جیتی ہوں اور سنتی ہوں مارے گئے حسینؑ

**مومنو راوی جاں سوز یہ کرتا ہے رقم**

دفن جب کر چکے اصغرؑ کو شہنشاہِ اممؑ
بولے اعدا سے میری زیست میں عرصہ ہے کم
اب تو خیمے میں بھی جانے کے نہیں قابل ہم

ابھی یہ کہہ نہ چکا تھا پسرِ شاہِ نجف
سو ہزار اہلِ جفا ٹوٹ پڑے تیغ بکف
سب کمانداروں کے تیر اور دلِ شبیرؑ ہدف
گرد جلاد تھے اور بیچ میں زہراؑ کا خلف

علی اصغرؑ نہ ہو منہ بانوؑ کو دکھلاؤں میں
اب تو سر کاٹ لو دنیا سے گزر جاؤں میں

ہو کے بیہوش گرے جب شہِ دیں گھوڑے سے
ساتھ ہی کود پڑا شمرِ لعیں گھوڑے سے

آیا غصے میں قریں شاہؑ کے وہ بداختر
تیغ اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں کھینچے خنجر
بے ادب نے جو یہ چاہا کہ چڑھے سینے پر
شاہؑ چپکے سے یہ بولے کہ ٹھہر شمر ٹھہر

کہہ تو دوں آگے عمل اُس پہ تو کر یا نہ کر
شمر بولا کہ بھلا خیر کہو اے سرورؑ
کہا شہؑ نے کہ میں جب قتل ہوں زیرِ خنجر
قبلہ رُو لاش لٹا دینا اُڑھا کر چادر

سُن لے دنیا میں میرے بعد تجھے رہنا ہے
تجھ سے کچھ اپنے یتیموں کیلئے کہنا ہے

اور اتنا تو میری روح پہ احساں کرنا
دیکھ سیدانیوں کے سر کو نہ عریاں کرنا

الغرض قید بھی تُو کیجوء رانڈوں کو مگر	بیٹی اک تین برس کی ہے سکینہؑ میری آہ
منہ چھپانے کیلیئے دیجیو اک اک چادر	دیکھ تو اسکو طمانچے نہ لگانا گمراہ
تیسرے فاقے سے ہیں سب حرمِ پیغمبرؐ	میں نے نازوں سے اسے پالا ہے خالق ہے گواہ
فاقہ تڑوائیو ان سب کا برائے داور	وہ جو روئے نہ گھڑکنا نہ گھڑکنا واللہ

پیاسے بچوں کو میرے پانی ذرا سا دینا	کل تلک تھی یہ میرے سینے پہ سونے والی
اور اگر پانی نہ دینا تو دلاسا دینا	آج ہے صاحبِ ماتم مری رونے والی

بغص مجھ سے تھا سواب میں تو زمانے سے چلا	شمر بولا کہ سکینہؑ کو بہت چاہتے ہو
رہا عابدؑ سو وہ بیمار ہے محتاجِ دوا	شہؑ نے فرمایا کہ ہاں سب سے ہے پیاری مجھکو
ہے ورم پاؤں پہ نازک ہے بہت اسکا گلہ	سنگدل بولا کہ بس خیر تم اب کچھ نہ کہو
طوق اور بیڑیاں بھاری نہ ہوں اے اہلِ جفا	میں نہیں سنتا سکینہؑ کی سفارش نہ کرو

پاس کرنا نہ میرا خوفِ الٰہی کرنا	میں طمانچہ اسے مارونگا گھڑک بھی دونگا
تازیانہ کوئی مارے تو منع ہی کرنا	جتنی دیجائیگی ایزا میں سب اسکو دونگا

دھیان میں آپ کے کہنے کو نہ لاؤں گا میں
ننگے سر آلِ پیمبرؐ کو پھراؤں گا میں
گھر تو کیا مسندِ شبیرؑ جلاؤں گا میں
طوق اور بیڑیاں عابدؑ کو پنہاؤں گا میں

بے ردائی تو ہے ناموسِ پیمبرؐ کیلئے
تازیانہ ہے فقط عابدِؑ مضطر کیلئے

شاہؑ رونے لگے اور سینے پہ جلاد چڑھا
آئی زینبؑ کی صدا ہائے برادر میرا
خوف شہؑ کو ہوا زینبؑ کے نکل آنے کا
دیکھ کر شمر کو شہؑ نے سوئے خیمہ دیکھا

لب نہ ہل سکتے تھے جو کہتے کہ جاؤ زینبؑ
ہاتھ اٹھا کر کہا ڈیوڑھی پہ نہ آؤ زینبؑ

الغرض شمر نے حلقوم پہ پھیرا خنجر
بال کھولے ہوئے زینبؑ نکل آئی باہر
پہنچی اس وقت مگر آنکلے جب لاشے پر
جبکہ نیزے پہ چڑھاتا تھا عدو شاہؑ کا سر

روکے چلائی کہ میداں میں بھی آئی زینبؑ
اور بھائی کے گلے ملنے نہ پائی زینبؑ

سن کے زینبؑ کی صدا ہٹ گئے سب اہلِ جفا
شہِ بیکس کے لبِ خشک سے آئی یہ صدا
شمر سینے پہ ہے گردن پہ ہے شمشیرِ جفا
جاؤ ہمشیر کہ یہ وقت نہیں ملنے کا

مجمع ء عام ہے چادر تو سنبھالو زینبؑ
میرے آگے سے سکینہؑ کو ہٹا لو زینبؑ

## جب ہوا رن میں محمدؐ کا نواسہ بے سر

خیمۂ عترتِ اطہار میں پہنچی یہ خبر
کیا کہوں تھا جو درِ خیمہ پہ برپا محشر
چھوڑ کر سب کو چلی اک ضعیفہ باہر

کبھی فریاد تھی لب پر تو کبھی کرتی تھی آہ
ہاتھ پکڑے ہوئے اک چھوٹی سی لڑکی ہمراہ
کبھی کہتی تھی کہاں ہے پسرِ شیر اللہ
کبھی کہتی تھی کہ مقتل کی بتادو مجھے راہ

کبھی بے ہوش کبھی بیتاب نظر آتی تھی
پاؤں چادر میں الجھتا تھا تو گر جاتی تھی
شامیوں رحم کرو فاطمہؑ کی جائی ہوں
تشنہ لب بھائی سے ملنے کیلئے آئی ہوں

کبھی کہتی تھی کہ بھائی کو بتادو لوگو
شکل شبیر کی نادان کو دکھادو لوگو
باپ سے لاڈلی بیٹی کو ملادو لوگو
ملنے آئی ہے سکینہ یہ سنادو لوگو

کبھی گھبرا کے یہ کہتی تھی برادر دیکھو
اک نظر بھر کے سوئے زینب مضطر دیکھو
راستہ روکے ہوئے ہیں یہ بد اختر دیکھو
تم تک آنے نہیں دیتے ہیں ستمگر دیکھو

کہدو حضرت سے اک آوارہ وطن آئی ہے
شوقِ دیدار میں خیمے سے بہن آئی ہے
چاند سی شکل سکینہ کو دکھادو بھائی
اذن آنے کا لعینوں سے دلادو بھائی

## قــریبِ کوفہ جو رانڈوں کا کارواں آیا

کھلے سروں کے تماشے کو سب جہاں آیا
امامِ ہردو جہاں مثلِ سارباں آیا
زبانِ حال سے کرتا یہی بیاں آیا

بربِ کعبہ میرا جد ہے حیدرِ کرار
خدا کی راہ میں دی جس نے اشتر ونکی قطار
ہم آج کھینچتے ہیں اُشتر حرم کی مہار
نہ ہے بدن پہ عبا اور نہ سر پہ ہے دستار

نہ وہ طعام میں ہے ذائقہ نہ پانی میں
مزا ملا ہے جو رانڈوں کی سارباني میں
گلوئے شاہ سے تلوار کا مزا پوچھے
مرے قدم سے کوئی خار کا مزہ پوچھے

چچا کو باپ کو بھائی کو میرے قتل کیا
ہمیں بخار ہے لیکن نہیں دوا و غذا
تمام راہ میں فاقے پہ فاقہ ہم نے کیا
پر اس پہ کہتے ہیں چل جلد جلد واویلا

لقب جہان میں اب بے پدر ہمارا ہے
یہ کنبہ بلوے میں سب ننگے سر ہمارا ہے
عجیب حال میانِ سفر ہمارا ہے
جہاں پہ بیٹھ گئے وہ ہی گھر ہمارا ہے

خدا کسی کو نہ ڈالے ستم میں اعدا کے
کہوں تو کیا میں کہوں امتی ہیں نانا کے
قضا کی جھولیوں میں سب نبیؐ کے پھول گئے
ہمیں تو موت بھی اور شاہِ دیں بھی بھول گئے

نبیؐ کی آل ہے بلوے میں آج ننگے سر    یہ بات عابدِؑ بیمار نے جو فرمائی
ہر ایک انُ پہ حقارت سے کررہا ہے نظر    شُتر سے زینبؑ غم دیدہ تب یہ چلائی
پدر کی لاش پڑی ہے زمین کے اوپر    نثار تیری غریبی پہ ہو یہ دکھ پائی
سر انکا نیزہء خولی پہ ہے لہو میں تر    سنبھل سنبھل کے چلوائے پدر کے شیدائی

پدر نہیں جو ہماری مدد کو آئیگا    ہجومِ عام میں سر ننگے ہم کو لائے ہیں
خدا ہی ہم کو اب اس قید سے چھڑائیگا    ستم کی فوج نے کانٹے یہاں بچھائے ہیں

اب اسطرح سے روایت میں مومنو ہے رقم    ہمیں بتاؤ کہ پھٹتی ہماری چھاتی ہے
کہ پہنچے جب درِ کوفہ کے پاس اہلِ حرم    کہ اس شہید سے بوئے قرابت آتی ہے
لٹک رہی تھی وہاں لاشِ مسلمِ پرُغم    یہ لاش ہم کو غریبی عجب دکھاتی ہے
نگاہ پڑگئی زینبؑ کی اُس پہ ہائے ستم    پھپھی بتاؤ سکینہؑ کی جان جاتی ہے

کہا سکینہ نے رو کہ جی تڑپتا ہے    قسم خدا کی نہیں دل کو چین ہے اماں
یہ کس شہید کا لاشہ پھپھی لٹکتا ہے    یہ بیکسی میں مثالِ حسینؑ ہے اماں

پھپھی سے کی یہ سکینہؑ نے جس گھڑی تقریر          جنابِ عابدِ بیکس نے بھی یہ رو کے کہا
تو سر کو پیٹ کے بولی یہ زینبِ ؑ دلگیر          خدا کے واسطے کھولو ہمارے ہاتھ ذرا
کہ کس طرح سے نہ احوال ہو ترا تغیر          چچا کی لاش کو سجادؑ بھی کرے پرسا
پھوپھی نثار یہی ہے ہراولِ شبیرؑ          یہ سن کے لاشہء مسلمؑ بھی ہائے کانپ گیا

سوائے شکرِ الٰہی نہ کچھ کلام کرو          کہا پکار کے زین العباؑ سلام علیک
چچا کی لاش ہے صدقے گئی سلام کرو          یتیمِ سبطِ رسولِ خدا سلام علیک

کہا یہ زینبؑ بیکس نے لاشِ مسلم ؑ سے          صدا یہ لاشہء مسلمؑ سے آئی اے خواہر
تمہارے دیس میں آئی ہوں بھائی جاں پھر کے          تمہارے پائے مقدس ہماری آنکھوں پر
میں سر برہنہ ہوں چادر کوئی اڑہاؤ مجھے          ہزار حیف کہ بھائی ہوئے تہہ خنجر
تمہارے بھائی مع اقربا کے قتل ہوئے          قلق ہے روح کو بہنا چھپاؤ اپنا سر

تباہ حال ہے مشکل کشا کی جائی کا          کہاں سے لائے ردا بھائی تجھ بہن کیلئے
بہن کو دیجئے پرسہ حسینؑ بھائی کا          کہ میری لاش تو محتاج ہے کفن کیلئے

عزیزو بیوہء مسلمؑ نے جب یہ حال سنا　　صدا یہ لاش کے حلقِ بریدہ سے آئی
پکاری اے میرے والی یہ ظلم تم پہ ہوا　　کہ موت کھینچ کے ہم کو تھی اس جگہ لائی
رقیہؑ دخترِ مسلمؑ نے بھی با آہ بکا　　مرے بھی دل میں ہے فرقت نے آگ بھڑکائی
دکھا کے خاک بھرے بال لاش سے یہ کہا　　پر اپنے بس میں نہیں ہے تمہارا شیدائی

لگاؤ سینے سے دل کو غمِ جدائی ہے　　فدا ہوا تیرا بابا شہِ مدینہ پر
یتیم آپ کی بابا رقیہؑ آئی ہے　　بلائیں لے کہ تُو قربان ہو سکینہؑ پر

عزیزو حادثہء نو سنو بغور ذرا
کہ جس گھڑی درِ کوفہ میں شہؑ کا سر پہنچا
مع سناں سرِ شبیرؑ معجزے سے جھکا
ہر ایک زخمِ بدن چوم چوم کر یہ کہا

تمہارے بعد گلا ہم نے بھی کٹایا ہے
تمہاری لاش سے ملنے حسینؑ آیا ہے

**تنہا شبِ فرقت میں بکا کرتی تھیں صغراؑ**

دن آمدِ اکبرؑ کے گنا کرتی تھیں صغراؑ
جینے کی نہ صحت کی دعا کرتی تھیں صغراؑ
زہراؑ کی لحد سے یہ کہا کرتی تھیں صغراؑ

بیمار کو بیکس کو مسیحا سے ملادو
صدقے گئی دادی مجھے بابا سے ملادو

(2)
جب مرقدِ زہراؑ سے یہ کہتی تھی وہ دکھیا
ہوتی تھی صدا قبرِ پیمبرؐ سے یہ پیدا
دادی ہے کہاں جس سے یہ تو کہتی ہے صغراؑ
شبیرؑ کے ہمراہ لحد سے گئی زہراؑ

رونا ہے تیری دادی کو لاشے پہ پسر کے
اب آئیگی شبیرؑ کا چالیسواں کرکے

(3)
اسطرح سے اب راویء صادق نے ہے لکھا
تشویش میں جب چاند محرم کا بھی گزرا
پردیسیوں کا نامہ و پیغام نہ پہونچا
اک لڑکی نے ایک روز کہا آکے کہ صغراؑ

کیا روتی ہے دل شاد ہو بابا تیرا آیا
اے فاطمہؑ بیمار مسیحا تیرا آیا

(4)
پھر بازوؤں کو تھام کے بیکس کو اٹھایا
اور مادرِ عباسؑ کو بھی پاس بلایا
بیمار کو دروازے پہ لیجاکے بٹھایا
صغراؑ کو مدینے میں تلاطم نظر آیا

دیکھا کہ بہم کوچوں میں سب چھوٹے بڑے ہیں
سب آمدِ شبیرؑ کے مشتاق کھڑے ہیں

اک غول ہوا دور سے ناگاہ نمودار
تھی جسمیں صدا ہائے حسینؑا کی ہر ایک بار
اُس غول کے حلقے میں بشیرِ جگر افگار
یہ مرثیہ پڑھتا ہوا آتا ہے با تکرار
اے اہلِ وطن چین سے کیا بیٹھے ہو گھر میں
گھر لُٹ گیا احمدؐ کے نواسے کا سفر میں

6
ظاہر تھے مدینے میں تو یہ حشر کے آثار
جو اونٹ ہوئے آلِ پیمبرؐ کے نمودار
غل پڑ گیا لو آئی ہے وہ عطرتِ اطہار
وہ اونٹ پہ سجادؑ بھی سر ننگے ہے اسوار
وہ زین ڈھلا گھوڑا ہے فرزندِ نبیؐ کا
دیکھو وہ علم آتا ہے عباسِؑ علیؑ کا

7
اک عماری کا ہوا آہ نمودار
تھے جسکی مہار آپ لئے عابدِ بیمارؑ
انبوہِ خلائق جو سوا ہوتا تھا ہر بار
سجادِ حزیں کرتے تھے اک اک سے یہ گفتار
اِس اونٹ سے مل کر نہ چلو بے ادبی ہے
یہ اُشترِ بانوئے حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

8
ناگاہ شتربانوئے مغموم گیا تھم
سجادؑ کو محمل سے پکاری وہ بصد غم
اس بھیڑ کو سرکاؤ کہ رکتا ہے میرا دم
روضے پہ محمدؐ کے مجھے لیچلو اس دم
کیا وجہ سواری میری اس جا جو کھڑی ہے
بولا کوئی صغراؑ یہاں بے ہوش پڑی ہے

بانوؑ نے کہا لوگو میرا اونٹ بٹھا دو
بچھڑی ہوئی بیٹی کو گلے میرے لگا دو
دل ڈھونڈ رہا ہے میرا اصغرؑ کو دکھا دو
عابدؑ تمہیں پردہ میری محمل کا ہٹا دو

میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صغراؑ
11 تم کہدو بلائیں تیری ماں لیتی ہے صغراؑ

کچھ عورتیں روتی ہوئی واں آئیں کھلے سر
اور واسطے پردے کے لگیں روکنے چادر
دل بانوؑ کا بھر آیا لگی کہنے یہ رو کر
جس سے میرا پردہ تھا چلا اُس پہ تو خنجر

بے وارثی ہوں بیوہ و مغموم و حزیں ہوں
پردہ نہ کرو پردے کے قابل میں نہیں ہوں

10 القصہ شتربانوں نے واں اونٹ بٹھائے
اور محمل و ہودج سرِ دروازہ لگائے
بانوؑ جو اترنے لگیں گردن کو جھکائے
سجادؑ پکارے نہ یہاں اب کوئی آئے

بیوہ شہِؑ بیکس کی اترتی ہے محبو
12 مادر علیؑ اکبرؑ کی اترتی ہے محبو

زینبؑ کے اترنے کی وہاں آئی جو باری
منہ اپنا سوئے کرب و بلا کرکے پکاری
اے بھائی کہاں ہو میں تمہارے گئی واری
تم آکے اتارو تو بہن اترے تمہاری

ہو دور مگر صاحبِ اعجاز بڑے ہو
آؤ یہاں اور روک کے چادر کو کھڑے ہو

زینبؑ کو صدا روحِ برادر کی یہ آئی
خواہر تیرے ہمراہ یہاں آیا ہے بھائی
موجود ہے یاں روحِ شہِ کرب و بلائی
تم شوق سے اترو اسداللہ کی جائی

جب شام کے زنداں میں شہیدوں کے سر آئے
سب بیبیوں نے پیاروں کے سر دل سے لگائے
لیکن دلِ زینبؑ پہ رہے فرض کے سائے
رکھے رہے سر بچوں کے اُس نے نہ اٹھائے

سب جانتے ہیں صاحبِ عصمت تو بڑی ہے
مادر میری رو کے ہوئے پردے کو کھڑی ہے

اُس وقت بھی شبیرؑ کا آغوش میں سر تھا
یہ حق کے مبلغ کیطرف حق کا سفر تھا

آخر جب اسیروں کو ملا حکمِ رہائی
زینبؑ نے صفِ ماتمِ مظلوم بچھائی
ذکرِ غمِ شبیرؑ کی بنیاد بنائی
قاتل ہی کے گھر مجلسِ مقتول سجائی

یہ مجلسِ اول تھی شہؑ جن و بشر کی
یہ پہلی کرن شام میں پھوٹی تھی سحر کی
اِس ذکر سے تطہیر ہوئی فکر و نظر کی
تبلیغ کی یہ پہلی مہم ذکر نے سر کی

یہ ذاکرہ یوں رازِ ستم کھول رہی تھی
زینبؑ نہ تھی خود کرب و بلا بول رہی تھی

کچھ ایسے سلیقے سے یہ بنیاد پڑی ہے
صدیوں کے ستوں گر گئے تعمیر کھڑی ہے

سر کرلیا جب شام کی تاریخ ادا کو
یہ قافلہء درد چلا کرب و بلا کو
مل سکتی تھی اب دادِ وفا اہلِ وفا کو
آنکھوں سے لگانا تھا مزارِ شہداء کو

یہ قافلہ پہنچا جو سرِ مقتلِ شبیرؑ
دیکھا جو مزاروں کو تو سینے میں لگے تیر
نظروں میں ابھر آئی فدا کاروں کی تصویر
اب مرقدِ شبیرؑ تھا اور زینبؑ دلگیر

سرورؑ کو سنانا تھا کہ تا شام ہوا کیا
سالار سے کہنا تھا کہ نائب نے کِیا کیا

یوں جذبِ نظر ساعتِ قتلِ شہِ دیں تھی
اک خون کا دریا تھا فلک تھا نہ زمیں تھی

کہتی تھی کہ آئی ہے بہن دیکھ لو بھیا
بازو پہ نشاناتِ رسن دیکھ لو بھیا
اجڑا ہوا زہراؑ کا چمن دیکھ لو بھیا
لائی ہوں شہیدوں کے کفن دیکھ لو بھیا

پھر کرنے لگی کوفے کے بازار کی باتیں
طوق و رسن و عابدِ بیمارؑ کی باتیں
رُسوائیوں کی شام کے دربار کی باتیں
زنداں کے سلگتے در و دیوار کی باتیں

بھیا دلِ غمدیدہ کی فریاد تو سن لو
جو گزری ہے تا شام وہ روداد تو سن لو

ذکر آیا سکینہؑ کا جو زنداں کے بیاں میں
بھرا گئی آواز وہ لُکنت تھی زباں میں

تھرا گئی تربت بھی سکینہؑ کے بیاں پر
اوراشکوں سے زینبؑ کے زمیں ہوتی رہی تر
بھائی سے بس اتنا کہا شرمندہ ہے خواہر
اے بھائی کفن تک نہ ہو اُسکو میسر

کہتی تھی یہ رورو کے اِدھر زینبؑ مضطر
روتی تھیں اُدھر بیبیاں پیاروں کی لحد پر
دو تربتیں اشکوں سے مگر ہو نہ سکی تر
زینبؑ نے سنا کہتی ہوں ماں جیسے یہ رو کر

رورو کے تھکی اتنی کہ چُپ ہوگئی بچی
جس گوشے میں بیٹھی تھی وہیں سوگئی بچی

کس یاس سے تکتے ہیں تجھے دیر سے زینبؑ
ان بچوں کو بھی ایک نظر دیکھ لے زینبؑ

سر اپنا پیٹ کے فضہ سے ہند نے پوچھا
ارے بتا تو سہی کیا حسینؑ قتل ہوا
جبھی تو خواب میں زہراؑ کو ننگے سر دیکھا
وہی حسینؑ وہی ہے یہ دخترِ زہراؑ

پکاری فضہؑ زباں بند کر تو اے خوشخو
مجال ہے یہ کسی کی جو لوٹے زینبؑ کو
ذرا تو غور سے اے بی بی تم بھی تو دیکھو
حسینؑ بھائی ہو عباسؑ جسکا بھائی ہو

غضب ہوا شہِ والا سے چھٹ گئی زینبؑ
حسینؑ قتل ہوئے اور لٹ گئی زینبؑ

وہ بی بی قید میں بلوے میں جائے عبرت ہے
بہن حسینؑ کی ہو بے ردا قیامت ہے

پکاری ھند کہ اچھا نہ حال بتلاؤ
میں ہاتھ جوڑتی ہوں کچھ تو دیر فرماؤ
کہا کنیزوں سے حاکم تلک ذرا جاؤ
وہ سر جو طشت میں رکھا ہے جلد لے آؤ

یہ سن کے چند کنیزیں ہوئیں روانہ اُدھر
اور اس طرف دلِ زینبؑ پہ چل گیا خنجر
سنا سکینہؑ نے آتا ہے یاں سرِ سرورؑ
کہا یہ ھند کی بیٹی سے بادلِ مضطر

کہو یزید سے واپس جو ہوکے آؤنگی
قسم حسینؑ کی اِس سر کو ساتھ لاؤنگی

وہ سر جو آئے تو تم اپنی ماں سے لے لینا
بہن خدا کیلئے تم وہ مجھ کو دے دینا

یہ ذکر تھا کہ کنیزوں کا اژدھام آیا
سرِ حسینؑ لیے شمرِ زیست کام آیا
پکاری بنتِ علیؑ موت کا پیام آیا
بہن کا نام بتانے سرِ امامؑ آیا

سرِ حسینؑ جو آیا محل میں مثلِ ماہ
پکاری ھند کہ کیا شکل ہے سبحان اللہ
لو آؤ قیدیو اب دیکھو قدرتِ اللہ
صدا یہ سر سے سنی لا الہ اللہ

کنیزوں نے سرِ سلطانِ مشرقین رکھا
حضور ھند کے لاکر سرِ حسینؑ رکھا

بہن کہاں ہو نہ شرماؤ گو یہ زلت ہے
خدا کی راہ میں بے پردگی بھی عزت ہے

صدا یہ سنتے ہی آئی بتولؑ کی جائی
قریب ھند کے آ کر یہ بات فرمائی
حسینؑ ذبح ہوئے اور میں قید میں آئی
چھپاؤں کیا کہ بتاتے ہیں خود مجھے بھائی

لے بی بی فاطمہؑ کے نورِ عین کا پرسہ
میں تجھ کو دیتی ہوں بھائی حسینؑ کا پرسہ

یوں رقم کرتا ہے اب راویٔ مغموم و حزیں
ایک دولھا لئے جاتا تھا برات اپنی کہیں
وہبِ کلبی تھا لقب تھا وہ غلامِ شہِ دیں
دور سے اسکو نظر آگئی مقتل کی زمیں

دل پہ شبیرؑ کے ماتم کا اثر ہونے لگا
دیکھ کر گنجِ شہیداں کی طرف رونے لگا

اک زمیندار کھڑا تھا یہ کیا اُس سے کلام
کسکی یہ فوج ہے اور کسکے یہ لاشے ہیں تمام
یہ جو زخمی ہے کھڑا لاشوں میں کیا اسکا ہے نام
رو کے وہ شخص پکارا کہ ہے رونے کا مقام

ہیں یہ جلاد جو کھینچے ہوئے شمشیریں ہیں
اور زہراؑ کے مرقع کی یہ تصویریں ہیں

اور یہ مظلوم جو کھاتا ہے کھڑا نیزہ و تیر
ہے نبی ابنِ نبی اور امیر ابنِ امیر
وطن آوارہ مصیبت زدہ بیکس دلگیر
ہے یہی تین شب و روز کا پیاسہ شبیرؑ

اب تلک صبح سے لوٹا گیا باغِ زہراؑ
اب یہ بے رحم بجھاتے ہیں چراغِ زہراؑ

یوں تو یاں ایک سے ایک ظلم ہوا شہؑ پہ سوا
تین صدموں میں مگر صبر کا یارا نہ رہا
اک جواں اسکا بھتیجا تھا حسنؑ کا بیٹا
شب کو وہ دولھا بنا صبح شہیدوں میں ملا

اسکے مرنے کی خبر شہؑ نے جو پہنچائی تھی
ماں دلھن کو لئے سر ننگے نکل آئی تھی

دوسرا غم ہے کہ اک بھائی تھا اسکا صفدر
جب سے وہ مر گیا سیدھی نہیں ہوتی ہے کمر
اب بھی روتا ہے اسے ہائے برادر کہہ کر
بے کفن لاش وہ اُسکی ہے پڑی دریا پر

ابھی وہ لاش عجب درد سے تھرائی تھی
لڑکی اک ہائے چچا کہہ کے جو چلائی تھی

تیسرا حادثہ میں کیا کہوں پھٹتا ہے جگر
اسکا ایک بیٹا تھا اٹھارہ برس کا اکبرؑ
برچھیوں سے ابھی مارا گیا رن میں وہ پسر
ہیف ہے دفن ہوئی رات کو جسکی مادر

غمِ اکبرؑ میں اسے کیا کہوں کیونکر دیکھا
سب نے میدان میں زینبؑ کو کھلے سر دیکھا

**عزیزو شام کے زنداں میں جب حرم آئے**

عجیب شان سے وہ کشتۂ الم آئے　　وہ قید خانہ وہ ذریتِ رسولِ خداؐ
حیا کے مارے کئے گردنوں کو خم آئے　　سوائے کجروئ چرخ اور کہیے کیا
قدم قدم پہ اٹھاتے غم و الم آئے　　گزر کے دن جو شب آئی تو اور قہر ہوا
　　سکینہؑ روکے پکاری کدھر گئے بابا

بلا کشوں نے مکاں رہنے کو وہ پایا تھا　　اندھیرے گھر میں میری جان نکلی جاتی ہے
بجز فلک نہ شجر کا بھی کوئی سایہ تھا　　نہ نیند آتی ہے مجھکو نہ موت آتی ہے

کوئی ذرا میرے بابا سے کہدے یہ جا کر　　بلائیں لیکے یہ کہتی تھی بانوئے پرغم
سکینہؑ مرتی ہے حضرت کو کچھ نہیں ہے خبر　　ہماری گود میں آؤ سلائیں تم کو ہم
چلے گئے ہیں چچا جان میرے ہائے کدھر　　وہ روکے کہتی تھی اماں تمہیں خدا کی قسم
ذرا سکینہؑ کا احوال دیکھیں تو آ کر　　ہمارے کانوں کو دیکھوتو کس قدر ہے ورم

پڑی ہوں خاک پہ تکیہ ہے اور نہ بستر ہے　　گلے کے درد سے کس طرح مجھ کو نیند آئے
لہو سے کانوں کے کرتہ ہمارا سب تر ہے　　بس اب دعا یہ کرو تم سکینہؑ مرجائے

یہاں تو خانہء زنداں میں تھا یہ حشر عیاں　　جھکا کے سر کو پکاری سنی تھی کل جو خبر
محل میں ہند نے جسدم سنی صدائے فغاں　　وہ کس زباں سے کروں عرض کانپتا ہے جگر
خواصِ خاص سے اُس نے کیا یہ رو کے بیاں　　خدا یہ جھوٹ کرے بہرِ احمدؐ و حیدرؑ
کسی سے پوچھو تو ان قیدیوں کا گھر ہے کہاں　　سنا ہے کٹ گیا تن سے کسی حسینؑ کا سر

فغاں سے ان کے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں　　نبیؐ کا لال شہِ مشرقین خیر سے ہو
یہ کون مرگیا کس کہ یہ لوگ روتے ہیں　　خدا کرے میرا آقا حسینؑ خیر سے ہو

پکاری ہند کنیزوں کو ڈیوڑھی پہ ابھی جاؤ　　اسی خیال سے سینے میں ہے جگر بے چین
ہوں قید خانے میں چلتی سواری جلد منگاؤ　　الٰہی خیر سے ہو فاطمہؑ کا نور العین
خواصِ خلعتِ پرُزر جو لائی بولی ہٹاؤ　　محل سے وہ جو پیادہ چلی بہ شیون وشین
لباسِ ماتمی ہوئے تو کوئی مجھ کو پنہاؤ　　علیؑ علیؑ تھا زباں پرہ کبھی حسینؑ حسینؑ

برہنہ سر ابھی حیدرؑ کو خواب میں دیکھا　　صدا یہ دیتی محل دار آگے جاتی ہے
سیاہ پوش پیمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا　　ہٹو ہٹو کہ زنِ میرِ شام آتی ہے

خبر یہ بنتِ یداللہ نے سنی جسدم
درِ خرابہ پہ پہنچی جو ہندِ نیک سیر
کہ ہند آتی ہے زندان میں بہ جاہ و حشم
تو اسکی لونڈیوں نے دی صدا یہ بڑھ بڑھ کر
ردا کہاں تھی چھپاتی جو سر وہ کشتۂ غم
اسیرو بیٹھے ہو کیا بیڑیوں پر رکھے سر
یہ کہکے اُس نے ملی خاک منہ پہ ہائے ستم
حضور دیکھیں گی تم لوگ جلد آؤ ادھر

نبیؐ سا نانا ہو جس کا علیؑ پدر ہوئے
ردائیں دینگی تمہیں اور مال و زر دینگی
غضب ہے قید میں وہ بی بی ننگے سر ہوئے
یقین ہے کہ رہا قید سے بھی کردینگی

خواصیں پیچھے ہٹیں اور بڑھی وہ نیک سیر
یہ حال دیکھ کے دل ہند کا ہوا بے چین
بروئے خاک نظر آئی اُس کو اک دختر
بلائیں لیکے کہا کس کی تم ہو نور العین
گلے میں اُس کے پھٹا کرتہ ہے لہو میں تر
یہ کیا زمین پہ لکھتی ہو تم بہ شیون و شین
زمیں پہ انگلی سے لکھتی ہے کچھ وہ خستہ جگر
سکینہؑ پیٹ کے کہنے لگی حسینؑ حسینؑ

بلائیں لیتی ہے اور اشکبار ہوتی ہے
میں کیا بیان کروں میرا دم نکلتا ہے
پدر پدر کبھی کہتی ہے اور روتی ہے
یہ نام لکھنے سے کچھ میرا دل بہلتا ہے

## عابد کو جب یزید سے بابا کا سر ملا

سر کیا ملا کہ مرہمِ زخمِ جگر ملا
مدت کے بعد باپ کے سر سے پسر ملا
ماہِ صفر میں شام سے حکمِ سفر ملا

بہنوں نے باری باری لیا گود میں وہ سر
زینبؑ نے ہونٹ دکھدئے بھائی کے ہونٹ پر
دریا بہا کے اشک کے بولی وہ نوحہ گر
بھیا پھری ہے آپکی ہمشیر در بہ در

دیکھا جو اہلبیتؑ نے فرقِ جناب کو
تاروں نے آکے گھیر لیا ماہ تاب کو

جس روز سے جدا ہوئی میں دم سے آپ کے
نیزوں سے پشت زخمی ہے دل غم سے آپ کے

بھیا ہماری تم کو خبر ہے کہ یا نہیں
بھیا ہمارے سر سے ردائیں اتار لیں
بھیا تمہاری بہنیں یہاں رسی میں بندھیں
بھیا تمہاری بیٹی کے ہیں سیلیاں لگیں

دسواں بھی بیسواں بھی ہوا قید ہی میں ہائے
بھیا تمہارا فاتحہ بھی ہم نہ کرنے پائے
کتنا کہا کہ یاں کوئی بھائی کے سر کو لائے
پر کیا شقاوت انکی یہ خواہر تمہیں بتائے

خنداں ہمارے حال پہ اسدم شریر تھے
بھیا ہم ایک رسی میں بارہ اسیر تھے

جب فاتحہ کا آپکے ہم نام لیتے تھے
پانی بھی اس دن ہم کو یہ ناری نہ دیتے تھے

روئی یہ بین کر کے جونہی بنتِ مرتضیٰ      زینبؑ سے کہہ رہا تھا یہ فرقِ شہِ ہدیٰ
لکھا ہے تھر تھرا گیا فرقِ شہِ ہدیٰ      ناگاہ آئے حضرتِ عابد برہنہ پا
پیدا ہوئی گلوئے بریدہ سے یہ صدا      ہاتھوں کو اپنے جوڑ کے زینبؑ سے یوں کہا
زینبؑ خموش باش کہ اب عرش ہل گیا      اماں مری کہاں ہیں بتاؤ پئے خدا

یہ تو بتاؤ شاہِ ولایت کے واسطے      سب ہیں یہاں پر آہ میری جان جاتی ہے
کچھ بد دعا تو کی نہیں امت کے واسطے      بانوؑ کے رونے کی نہیں آواز آتی ہے

تھرا گئی یہ سنتے ہی زینبؑ بصد فغاں      بھاوج کے آگے گر پڑی زینبؑ بچشمِ تر
ڈھونڈا ہر اک سمت کو با چشمِ خونفشاں      چھاتی سے سر لگا کے پکاری وہ نوحہ گر
دیکھا سکینہؑ بالی کا نکلا تھا دم جہاں      رونا تو ہے نصیبوں میں اے بھابی عمر بھر
واں غش میں ہے پڑی ہوئی بانوئے خستہ جاں      سر آیا ہے حسینؑ کا کچھ ہے تمہیں خبر

سینہ ہے چاک چاک تو دل دردمند ہے      اٹھو کہ چھوٹا قید سے کنبہ امامؑ کا
ہے ہے سکینہؑ جان کا نوحہ بلند ہے      ماتم کرو حسینؑ علیہ السلام کا

جسدم حسنؑ کا زہر سے ٹکڑے جگر ہوا
سہ پارہ دل کا آہوں سے زیر و زبر ہوا
سم کا جو روئے پاک پہ ظاہر اثر ہوا
حال اس امامِ پاک کا اسدم دیگر ہوا

بستر پہ دردِ دل سے تڑپنے لگے امام
صدمے سے سبز ہونے لگا روئے سرخ فام
چلائے ہاتھ سے یہ کلیجے کو تھام تھام
دوڑو بہن کہ وقت ہمارا ہوا تمام

راحت میں فرق اور شکم میں خلل پڑا
کٹ کر کلیجہ طشت کے اندر نکل پڑا

یہ کہتے کہتے زرد رخِ پاک ہوگیا
چلاتے تھے کہ ہائے جگر چاک ہوگیا

دوڑیں جنابِ زینبؑ بیکس برہنہ پا
دیکھا کہ لوٹتے ہیں بچھونے پہ مجتبیٰؑ
بولی یہ سر کو پیٹ کے وہ غم کی مبتلا
ہے ہے بہن نثار ہو بھائی یہ کیا ہوا

تکیہ لگا رہے تھے حرم جو ادھر اُدھر
بازو کو تھام لیتی تھیں کوئی تو کوئی سر
فرمایا لاؤ طشت ہوا زہر کا اثر
رہ رہ کے کوئی کاٹتا ہے تیغ سے جگر

کیا پھر کسی نے زہر دغا سے پلا دیا
کس نے میرے کلیجے پہ خنجر پھرا دیا

بڑھتا تھا جب کہ درد جگر میں امامؑ کے
جھکتے تھے بار بار کلیجے کو تھام کے

آئے حسینؑ اتنے میں باچشمِ اشکبار
چلاتے تھے کہ آپکی غربت کے میں نثار
شبر گلے کو چوم کے کہتے تھے بار بار
میں تم پہ صدقے اے میرے نانا کے یادگار
مجھ سے زیادہ ظلم و ستم تم پہ ہوئینگے
ہم قبر میں تمہاری مصیبت پہ روئینگے

بھیا تمہار گود میں نکلے گا میرا دم
تم دوگے ہم کو غسل و کفن جب مرینگے ہم
ہوگا تمہارے پاس نہ کوئی بجز الم
قاتل سرہانے ہوئیگا یا خنجرِ ستم
شبر تو بعدِ مرگ بھی راحت سے سوئیگا
لاشہ تمہارا گھوڑوں سے پامال ہوئیگا

دردِ جگر سے غش ہوئے شاہِ فلک جناب
غمگیں تو تھے حسینؑ ہوا اور اضطراب
حاضر تھی روحِ احمدؐ و زہراؑ و بوترابؑ
واں آسماں پہ ہوگئے باغِ جناں کے باب
سر پیٹو مومنو کہ قضا کر گئے حسنؑ
بن بھائی کے حسینؑ ہوئے مر گئے حسنؑ

پہنچا جو شہرِ کوفہ میں رانڈوں کا قافلہ
حاکم کے فتح پانے کا اک جشن تھا بپا
بجتے تھے شادیانے مسلسل جگہ جگہ
تھی سر برہنہ بی بیاں بیمار ننگے پا
اک دوسرے سے مل کے عدو شاد ہوتے تھے
زینبؑ کی سمت دیکھ کے سجادؑ روتے تھے

مسکن تھا شہرِ کوفہ میں امِ حبیبہ کا
عاشق تھی وہ حسینؑ کی زینبؑ پہ تھی فدا
شوہر کسی مہم پہ تھا اسکا گیا ہوا
رہتی تھی روزوشب وہ اسی غم میں مبتلا
کچھ عورتوں نے آکے کہا قیدی آتے ہیں
چل تو بھی لوگ انکے تماشے کو جاتے ہیں

بیٹھی تھی اک ضعیفہ اسیروں میں باوقار
اک پیاسی بچی گود میں روتی تھی زار زار
بچی ضعیفہ سے یہی کہتی تھی بار بار
انِ سے سوالِ آب کروں کیا میں سوگوار
سن کر حبیبہ نے کہا میں پانی لاتی ہوں
نامِ حسینؑ بچی کو پانی پلاتی ہوں

جام ایک لاکے اُس نے سکینہؑ کو جب دیا
زینبؑ پکاری حق میں کرو اس کے تم دعا
بولیں سکینہؑ بی بی بتا دل کا مدعا
اُس نے کہا کہ فتح ہو شوہر کی یا خدا
بولیں سکینہؑ یہ کہ دعا مستجاب ہو
شوہر اگر ہو حق پہ تیرا فتحیاب ہو

سر کو جھکا کے امِ حبیبہ نے پھر کہا
ہوجاتی ہے قبول یتیموں کی سب دعا
بچے میرے یتیم نہ ہوں صدقہ زہراؑ کا
اُنکو مصیبتوں سے بچائے بچے خدا
کی یہ دعا سکینہؑ نے بچے کریم ہوں
فرزند مومنہ کے نہ یارب یتیم ہوں

پھر اُس نے رو کے بالی سکینہؑ سے عرض کی
اے بی بی اب تو دل کی تمنا ہے بس یہی
عرصے سے شاہزادی سے اپنی نہیں ملی
دیکھوں جو میں تو اُن کو کھلے دل کی یہ کلی

پھر اُس نے اُن کے گوشِ مبارک میں یہ کہا
زینبؑ ہے نام فاطمہ زہراؑ کی بیٹی کا
یارب رہے بتول کی شہزادی خوش صدا
سر پر ہمیشہ سایہ ہو اُنکے حسینؑ کا

زینبؑ نے پوچھا بی بی کا کیا تیرے نام ہے
منہ پیٹ کر وہ بولی حیا کا مقام ہے

زینبؑ نے پوچھا کیا اُنہیں پہچانتی ہو تم
یہ تو بتاؤ کب سے اُنہیں جانتی ہو تم

چہرے سے بال ہٹا کے یہ بولی وہ نوحہ گر
امِ حبیبہ تجھ کو ہماری نہیں خبر
کرب و بلا میں قتل ہوئے شاہِ بحروبر
زینبؑ ہے تیرے سامنے بلوے میں ننگے سر

مظلومیت سے رو کے یہ سجاد نے کہا
حاکم کی گر خوشی ہے تو پھر عذر ہمکو کیا
بازاروں میں تو پھر چکے بے مقنع و ردا
آساں کریگا مشکلِ دربار بھی خدا

جی بھر کے شاہزادیء یثرب کو دیکھ لے
ہو کر اسیر آئی ہے زینبؑ کو دیکھ لے

حاضر ہیں لے چلو ہمیں ہمراہ لے چلو
سر پر نہیں حسینؑ جہاں چاہو لے چلو

کچھ اب بھی اوڑھنے کے لئے دو گے یا نہیں　　وہ بولے اب قبول کوئی التجا نہیں
حاکم کا سامنا ہے سروں پر ردا نہیں　　ے ے حیا ہے پر ہمیں تم سے حیا نہیں
لائے ہو اپنے شہر میں کچھ بھی حیا نہیں　　حاکم کے دشمنوں پہ تراحم روا نہیں
کیسے عرب ہو تم کو حمیت ذرا نہیں　　کچھ تم کو احتیاجِ لباس و غذا نہیں
سیدانیوں کو کچھ تو مدارات چاہئے　　بوسیدہ وارثوں کے لہو سے جبیں تو ہے
چادر بجائے ھدیہ و سوغات چاہئے　　چہروں پہ خاک اور لگا لو زمیں تو ہے

رانڈیں پکاری سچ ہے حقیقت میں ہے یونہی　　پر اتنا ٹھہرو وارثوں کے سر سے پوچھ لیں
پر اپنا منہ تو خاک کے قابل بھی اب نہیں　　شاہِ امم کے فرقِ منور سے پوچھ لیں
یہ وقت وہ ہے ہم سے کنارہ کرے زمیں　　عباس ابنِ حیدرِؑ صفدر سے پوچھ لیں
پیوندِ خاک کیوں نہ ہوئے پیشِ شاہِ دیں　　دربار جانے کو علی اکبرؑ سے پوچھ لیں
منظور ہے ہمیں کہ سروں پر ردا نہ ہو　　مردہ نہ سمجھو انکو یہ حیدر کے پیارے ہیں
سر ننگے ہی چلیں گے ہم اچھا خفا نہ ہو　　مختار ہم نہیں ہیں یہ مالک ہمارے ہیں

نیزوں پہ نصب تھے جو شہیدوں کے سر تمام
زینبؑ نے بڑھ کے بھائی کے سر کو کیا کلام
چلائے اے ذبیحِ خدا شاہِ تشنہ کام
مرضی ہے کیا حضور کی کہتے ہیں کیا امام

نامِ یزید سنکے یہ بچے دہلتے ہیں
سجاد سر جھکائے ہوئے ہاتھ ملتے ہیں
بولو حسینؑ بولو کہ اب دم نکلتے ہیں
آئی ندا کہ تم بھی چلو ہم بھی چلتے ہیں

جاؤں نہ جاؤں سیدِ زیجاہ کیا کروں
اب سامنا یزید کا ہے آہ کیا کروں

اِسدم جو سر کھلے سرِ دربار جاؤ گے
امت کے بخشوانے کو محشر میں جاؤ گے

زنداں سے جب چلے سوئے دربارِ اہلبیتؑ
مظلوم اہلبیت دل افگار اہلبیتؑ
زنجیر و طوق میں تھے گرفتار اہلبیتؑ
آفت نصیب بے کس و لاچار اہلبیتؑ

یارو میں کس زباں سے سناؤں وہ ماجرا
کس طرح شمر کھینچ کے ان سب کو لے چلا
زینبؑ کو پیشِ تختِ ستمگر کھڑا کیا
حاکم نے مسکرا کے یہ زینبؑ سے پھر کہا

کچھ عورتیں ہیں اور کئی بچے صغیر ہیں
ایک تنگ ریسمان ہے بارہ اسیر ہیں

بیعت نہ کی حسینؑ نے میری تو کیا ہوا
برباد خاندانِ رسولِ خدا ہوا

یہ سن کے بنتِ فاطمہؑ کو آگیا جلال
بولیں کہ او یزید زباں اپنی تو سنبھال
ہوتا اگر رضا پہ نہ راضی علی کا لال
پھر اسکے سر کو کاٹتا کوئی بھی کیا مجال
گھر کو لٹا کے عشقِ الٰہی میں مر گئے
جو عاشقوں کا کام تھا شبیرؑ کر گئے

زینبؑ یہ کہہ رہی تھی کہ ناگاہ غل اٹھا
ہندہ محل سے آتی ہے بے مقنع و ردا
گھبرا کے اپنے تختِ سے حاکم کھڑا ہوا
ہندہ بھی آن پہونچی بصد نالہ و بکا
تھرا گیا یزید کو خجلت بڑی ہوئی
زینبؑ کے آگے آنکے ہندہ کھڑی ہوئی

پہلے تو خوب چہرہ ء زینبؑ پہ کی نظر
پھر آہِ سرد بھر کے یہ بولی بچشمِ تر
اے بے نصیب بی بی اٹھاؤ زمیں سے سر
کچھ اپنا حال مجھ کو سنا دوست جانکر
کیا درد ہے جگر میں جو بے چین ہوتی ہو
اے بی بی کس غریب کے ماتم میں روتی ہو

ہندہ قدم پکڑ کے یہ بولی با اشک و آہ
یہ انکسار صاف شرافت کا ہے پتہ
ہے نقش میرے دل پہ کہ تم سب ہو بے گناہ
مقبولِ ذوالجلال ہو در حال ہے تباہ
سردارِ قوم یا کوئی عالی وقار ہو
اور یا کسی رسول کے تم رشتے دار ہو

اس گفتگو نے کردیا زینبؑ کو بیقرار
زینبؑ سے پوچھتی ہے تُو زینبؑ کی کیا خبر

غش کھا کے گر پڑی نہ رہا دل پہ اختیار
زینبؑ یہی ہے غش جو پڑی ہے زمین پر

بانو پکاری تھام زباں ہند دل فگار
اکبر کے بیاہ کا میرے آگے نہ ذکر کر

بانو میں ہی ہوں زوجہء شبیرؑ نامدار
بن بیاہ نامراد ہوا قتل وہ پسر

خنجر گلے پہ نائبِ حیدرِ کے دھر دیا
اک بیٹا چھ مہینے کا بے گور بن میں ہے

شوھر نے تیرے بی بی مجھے بیوہ کردیا
سجادؑ بچ گیا تھا تو طوق و رسن میں ہے

ھندہ نے دل پکڑ لیا اور رو کے یہ کہا
لائیں خواصیں جا کے ردائیں بصد حجاب

فریاد گھر جنابِ محمدؐ کا لُٹ گیا
زینبؑ کے آگے لے گئیں ہندہ جگر کباب

پھر رو کے اک خواص سے بولی وہ باوفا
بولیں یہ ہدہ لائی ہوں اے بنتِ بوترابؑ

تُو جا کے چادریں میرے گھر سے اٹھا کے لا
تم اوڑھ لو انہیں تو میں ہوں داخلِ ثواب

نا محرموں میں آلِ رسالتمآب ہیں
اپنا سمجھ کے مجھ سے ردائیں یہ لیجئے

میری رسول زادیاں سب بے نقاب ہیں
اور سارے اہلبیتؑ کو تقسیم کیجئے

زینبؑ کو پھر اڑھانے لگیں آپ وہ ردا — ہندہ یہ سنکے رونے لگی دھاڑ مار کر
زینبؑ کو عرق آگیا بولیں کہ ٹھہر جا — اور دیکھ اُن سروں کو یہ بولی وہ نوحہ گر
بھائی کے سر سے پوچھ لوں مرضی ہے انکی کیا — واری یہ لونڈی آپکی اے شاہِ بحر و بر
چادر کے لینے سے کہیں بھائی نہ ہوں خفا — زینبؑ سے کہدو نذر میری لے وہ بے خطر

واجب متابعت ہے شہہِ مشرقین کی — آقا میری زباں سے معجز نمائی کر
مشہور ہے جہان میں غیرت حسینؑ کی — مشکل کشا کے لاڈلے مشکلکشائی کر

ہندہ نے انکسار سے جس وقت یہ کہا
معجز نما نے معجزہ اپنا دکھا دیا
ناگاہ طشتِ زر سے شہِ دیں کا سر اٹھا
لکھا ہے یہ کہ قدِ آدم بلند ہوا

حاکم کو یہ مدینے کے جسدم خبر گئی
سبطِ نبیؐ کو فوجِ ستم قتل کرگئی
کھیتی جنابِ فاطمہؑ کی خوں میں بھرگئی
تا شہرِ شام بنتِ علیؑ ننگے سر گئی

آنکھوں سے خوں بہا کے پکارا سرِ حسینؑ — سچ ہے کہ کس طرح دلِ انساں کوکل پڑے
ہندہ سے لے لو چادریں اے خواہرِ حسینؑ — دشمن تھا وہ بھی دو مگر آنسو نکل پڑے

سنکر یہ حال مادرِ عباسِ نیکنام
پہنچی جو تابہ مسجدِ پیغمبرِ انام
مردوں سے عورتوں نے یہ بڑھکر کیا کلام
ہٹ جاؤ راہ دو کہ ادب کا ہے یہ مقام

حالِ حسینؑ سننے کو تشریف لاتی ہیں
بیت الشرف سے مادرِ عباسؑ آتی ہیں

کچھ اژدھام میں گئیں منبر کے جب قریب
سر کو جھکا کے کہنے لگا اسطرح خطیب
کس خانداں سے ہے یہ ضعیفہ بلا نصیب
بولا کوئی کہ عاشقِ شاہنشہِ غریب

یہ آسماں کنعاں ہیں عصمت پناہ ہیں
ام البنین ہیں زوجہ ء شیرِ الٰہ ہیں

رونے لگا خطیب یہ سنکر بصد کمال
بولا کہ اے ضعیفہ ء ذی قدر و خوشخصال
کچھ اپنے چاروں بیٹوں کا تجھ کو نہیں ملال
فرمایا پہلے کہہ پسرِ فاطمہؑ کا حال

بیٹوں کی کب خبر مجھے اپنی خبر نہیں
میرا سوا حسینؑ کے کوئی پسر نہیں

اس نے کہا کہ حضرتِ عباسؑ نیکنام
فرمایا ہاں حسینؑ تو آقا ہیں وہ غلام
قاصد نے عرض کی کہ جب آئی تھی فوجِ شام
چاروں تھے قتل گاہ میں پروانہء امام

ظاہر اس ایک لال سے لشکر کا اوج تھا
عباسِ نامدار علمدارِ فوج تھا

تھرا کے تب یہ کہنے لگیں وہ اسیرِ غم
ہے ہے میرے امام سے کیا بات کی رقم
کیوں نام میرے بیٹوں کا لیتا ہے دمبدم
حالِ حسینؑ کہہ کے نکلتا ہے میرا دم
میں ناتواں کی فکر میں تو اور فکر میں
ذکرِ غلام کرتا ہے آقا کے ذکر میں

بولا وہ جب شہید ہوا قاسمِ حسنؑ
اُسدم گرا حسینؑ پہ کوہِ غم و محن
نکلے تھے ننگے سر حرمِ سرورِ زمن
غل تھا کہ بیوہ ہوگئی اک رات کی دلہن
رخصت طلب حسینؑ سے عباسؑ ہوتے تھے
حضرت لپٹ لپٹ کے برادر سے روتے تھے

جسدم سنا یہ ذکر تو صدمہ ہوا کمال
غصے سے کانپ کانپ کے بولیں وہ خستہ حال
پھر کہیو کیا کہا یہ میرے باوفا کا حال
جیتا تھا وہ شہید ہوا جب حسنؑ کا لال
گر یہ کِیا تو خُوب ہی خوش میرا دل کیا
اُس نے حسنؑ کی روح سے مجھکو خجل کیا

قاصد کو اس کلام سے حیرت ہوئی زیاد
بولا کہ اے ضعیفۂ ناشاد و نامراد
للہ کر نہ شکوۂ عباسِ خوش نہاد
سُن پہلے مجھ سے معرکہ آرائیٔ جہاد
تھا عشق اُسکو فاطمہؑ کے نورِ عین سے
عباسؑ کی وفا کوئی پوچھے حسینؑ سے

بھائی کے پاس شاہ کا جانا کہوں میں کیا
ہر اک قدم پہ ٹھوکریں کھانا کہوں میں کیا
ہاتھوں سے سر پہ خاک اڑانا کہوں میں کیا
منہ چوم کر گلے سے لگانا کہوں میں کیا

قاصد بصد یہ حالِ علمدار کہہ چکا
مسجد میں نوجوانوں کے رونے کا غل ہوا
ام البنینؑ نے شکر کا سجدہ کیا ادا
اور دونوں ہاتھ اُٹھا کے کہا سوئے کربلا

بھائی سے ایسے لپٹے کہ سب خوں میں بھر گئے
منہ رکھ کے پائے شاہؑ پہ عباسؑ مر گئے

بیٹا گلہ میں کرتی تھی تجھ نورِ عین کا
تقصیر میری بخش دے صدقہ حسینؑ کا

ام البنینؑ نے پھر یہ کہا سر کو پیٹ کر
قاصد بتا کہ زینبِؑ بیکس گئیں کدھر
اُس نے کہا کہ راہ میں تھا جب میں نوحہ گر
جاتے تھے اہلبیتِؑ محمدؐ برہنہ سر

**صغراؑ کیلئے تحفہء غم لاتیں ہیں زینبؑ**
بے سبطِ نبیؐ سوئے وطن آتی ہیں زینبؑ
جو پوچھتا ہے شاہ کو شرماتی ہیں زینبؑ
منہ کر کے بقیعہ کو یہ چلاتی ہیں زینبؑ

ثابت لباس بھی نہ کسی کے بدن میں تھا
مشکل کشاءؑ کی بیٹی کا بازو رسن میں تھا

اماں کہو منہ کسکو دکھاؤں میں وطن میں
سب پوچھتے ہیں بھائی کو اور بھائی ہے رن میں

ایسی نہ جدائی ہو کسی بھائی بہن میں
بھائی رہے جنگل میں بہن آئے وطن میں
جسدم میرے بھائی کا گلا کٹتا تھا رن میں
میں آپکو چلاتی تھی اُس رنج و محن میں
واں تو نہ سنی آپ نے فریاد ہماری
اب لُٹ کے یہاں آئی ہوں دو داد ہماری

زینبؑ کی تو تھی مرقدِ زہراؑ سے یہ گفتار
صغراؑ تھی سرِ راہ کھڑی ششدرو ناچار
اور غل تھا کہ ہےہے کوئی لشکر نہ علمدار
سب وارثوں میں زندہ ہیں اک عابدِؑ بیمار
اک نہر لہو کی ہے کہ آنکھوں سے بہی ہے
بیمار مسیحا کیلئے پیٹ رہی ہے

سب لڑکیوں سے کہتی ہیں تم مجھ کو سنبھالو
ہمجولیوں گھر سے میری دادی کو بلادو
رستے کی ہے جو خاک میری زلفوں پہ ڈالو
بابا موئے اب لو میرے ارمان نکالو
پردیسیوں کے سوگ کا آئین بتادو
کالی کفنی گھر میں کسی کے ہو تو لادو

القصہ چلیں سوئے فدک مادرِ عباسؑ
پر دل میں تھے سو طرح کے اندیشہ و وسواس
سر ننگے بشیر اُسطرف آیا بادلِ یاس
دیکھا جو جلال انکا لگا کہنے وہ بے آس
سیدانیوں کی شان و شکوہ آپ میں سب ہے
پر گھر سے نکل آنا قیامت ہے غضب ہے

بتلاؤ تو کیا ایسی مصیبت پڑی تم پر
جو اوڑھ کے برقعے کو نکل آئی ہو باہر
بولیں کہ سوا ہے کوئی غم اس سے برادر
سنتی ہوں کہ شبیرؑ میرا ہوگیا بے سر
کیا جانے تُو ناموس ہوں کس شاہِ ہدیٰ کی
رہگیروں سے میں بات کروں شان خدا کی

وہ کہنے لگا دل میں یہ با حسرت و دردا
اس بی بی کو سُننے سے فقط صدمہ ہے ایسا
زینبؑ نے تو خنجر کے تلے بھائی کو دیکھا
یہ ہوتیں جو مقتل میں تو پھٹ جاتا کلیجہ
بولا تیرے بچھڑوں سے خدا تجھ کو ملا دے
مخدومہ ذرا اسمِ شریف اپنا بتا دے

پہلے تو تحمل کیا پھر بولیں وہ دکھیا
شبیرؑ کی میں لونڈی ہوں اور قاصدِ صغراؑ
دکھیاری کا لونڈی کا بھلا نام و نشاں کیا
جزلم کا پسر رو کے پکارا کہ میں سمجھا
یوں بہرِ حسینؑ اب جو سراسیمہ رواں ہو
تم ہو نہ ہو عباسِ علمدارؑ کی ماں ہو

یہ کہہ کے لگا پیٹنے سر اپنا وہ ناشاد
عباسؑ کی ماں نے کہا کیوں کرتا ہے فریاد
وہ بولا کہ عباسِ علیؑ آئے مجھے یاد
تم قاصدِ صغراؑ ہو تو میں قاصدِ سجادؑ
عابدؑ کا فرستادہ میں لایا ہوں ادھر کو
جو پوچھنا ہو پوچھ لو جاتی ہو کدھر کو

تھرا کے گریں خاک پہ اور پوچھا کئی بار
فاقوں کی تو یہ حد ہے کہ جینے سے ہوئے سیر

کیوں بھائی نہ دیکھوں گی میں شبیرؑ کا دیدار
ہے پیاس کا یہ نکتا کہ تڑپے تہہِ شمشیر

خیر اب میرے محبوب کا احوال کر اظہار
زخموں کی ہے یہ شرح کہ جیسے زبر و زیر

وہ کہنے لگا کونسا حال اے جگر افگار
تنہائی تھی ایسی کہ پیادہ رہے تا دیر

تنہائی کا مظلومی کا یا بے وطنی کا
جن جن کا سہارا تھا جواب اس نے دیا تھا

فاقوں کا جراحت کا کہ تشنہ دھنی کا
سیدانیوں نے مل کے سوار انکو کیا تھا

یہ سنتے ہی اک مرتبہ بس طیش سا آیا
قاصد نے کہا مرچکا تھا حرؑ خوش انوار

بولیں یہ غضب کا کلمہ تونے سنایا
یہ کہنے لگیں حرؑ نہیں عباسؑ علمدار

سیدانیوں نے گھوڑے پہ سید کو بٹھایا
بچپن میں جسے کاندھے پہ شہؑ کرتے تھے اسوار

سب فوج نے کیا ہاتھ رفاقت سے اٹھایا
عباسؑ نے تھامی نہ رکابِ شہِ ابرار

کیا کوئی عزیزوں میں بھی حاضر نہ وہاں تھا
کن آنکھوں سے دیکھا گیا یہ بھائی کا صدمہ

سب ایک طرف خاص غلام انکا کہاں تھا
ہے ہے میرے سید پہ یہ تنہائی کا صدمہ

زینبؑ نے رکابِ شہِ دیں تھامی جو بھائی
اسوقت بھی غیرت میرے بچے کو نہ آئی
میں نے جو اسے دودھ کی تھی دھار پلائی
اقرار لیا ہو جیو حضرت پہ فدائی

پھر مڑ کے بھتیجے کی طرف کو یہ پکاری
یا فاطمہؑ للہ خطا بخشو میں واری
عباسؑ سے کیا کام میں لونڈی ہوں تمہاری
محشر میں کہیں منہ نہ پھرا لینا میں واری

نے گھر کی نہ محفل کی نہ دنیا کی نہ دیں کی
اے وائے مقدر نہ رہی میں تو کہیں کی

میرا کوئی جز شبرؑ و شبیرؑ نہیں ہے
بیٹے کی خطا ہے میری تقصیر نہیں ہے

آواز بھتیجے کی طرف سے ہوئی پیدا
بی بی تیرا عباسؑ تو ہے محسنِ زہراؑ
قاصد بھی پکارا کہ خطا کیسی گناہ کیا
نیکوں سے برائی بھی کہیں ہوتی ہے حاشا

**فوجِ شبیرؑ پہ جب ہو چکی اعدا کو ظفر**
بیٹھا تھا کرسیءِ زریں پہ تکبر سے عمر
گرد سردار تھے سب نزر لئے ہاتھوں پر
پر وہ کہتا تھا ابھی لونگا نہ نذرِ لشکر

سیدانیوں نے خدمتِ شبیرؑ جو کی تھی
یہ مر چکا تھا شہؑ کی کمر ٹوٹ چکی تھی

ٹھہرو ٹھہرو میں ابھی شمر کو خلعت دے لوں
نذر پہلے سرِ فرزندِ پیمبر لے لوں

تھا یہ سامان کہ آیا وہاں شمرِ اکفر — بادشاہِ ملک و جن و بشر کو مارا
خنجر اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں شبیرؑ کا سر — حاکمِ انجم و خورشید و قمر کو مارا
جھوم کر فخر سے کہتا تھا یہ وہ بد اختر — میں نے ہمشکلِ پیمبرؐ کے پدر کو مارا
ہے شجاعانِ عرب میں کوئی میرا ہمسر — جسکو معراج ہوئی اسکے پسر کو مارا

میں نے اُس شیر کے فرزند کے سر کو کاٹا — سینہ شق کر کے میں زہراؑ کا جگر لایا ہوں
جسکی شمشیر نے جبریلؑ کے پر کو کاٹا — کاٹ کر پنجتنِ پاک کا سر لایا ہوں

آفریں کہہ کے اٹھا کرسیء زریں سے عمر — وہ لگا کہنے کہ یہ تو نہیں مجھکو معلوم
اور لیا ہاتھ میں اپنے سرِ ابنِ حیدرؑ — ذبح کے وقت یہ کہتے تھے امامِ مظلوم
سر کی مظلومی و غربت پہ جو کی اُس نے نظر — ہائے بے پردگیء زینبؑ و امِ کلثومؑ
دیکھا رخساروں پہ اشکوں کی روانی کا اثر — شاہؑ تو روتے تھے اور کاٹتا تھا میں حلقوم

شمر سے پوچھا کہ جب ذبح یہ ہوتے ہونگے — نہ حیا شاہؑ پہ آئی نہ مروت آئی
ہے یقیں اکبرؑ ناشاد کو روتے ہونگے — ایک روداد پہ لیکن مجھے رقت آئی

جب ہوا سینے پہ اسوار نہ رحم آیا مجھے
قسمیں دے دے کے وہ کیا کیا مجھے سمجھایا کی

حلق پر رکھی جو تلوار نہ رحم آیا مجھے
کوثر و خلد کا اقرار بھی فرمایا کی

تڑپے کیا کیا شہِؑ ابرار نہ رحم آیا مجھے
ذبح کرتا رہا میں اور وہ چلایا کی

پانی پانی کہا دو بار نہ رحم آیا مجھے
کان میں ہائے حسیناؑ کی صدا آیا کی

پر ہر اک ضرب پہ چھاتی میری پھٹ جاتی تھی
بولا وہ کون یہ غمخوارِ شہِ والا تھی

کوئی بی بی میرے خنجر سے لپٹ جاتی تھی
سرِ شبیرؑ پکارا میری ماں زہراؑ تھی

**جب آئے لٹ کے حرم روضہء رسولؐ پہ آہ**

گرے مزارِ مبارک پہ عابدِ ذیجاہ
اٹھا کے ہاتھ یہ فریاد کی بہ نالہ و آہ
تباہی آ گئی ہم بیکسوں پہ یا جداہ

بڑا ستم کیا امت نے یا رسولِؐ زمن
کیا حضور کے پیاروں کو ذبح تشنہ دہن
رہا سناں پہ سرِ پاک اور زمیں پہ بدن
لٹے ہم ایسے کہ بابا کو دے سکے نہ کفن

یتیم ہوکے یہ ناشاد کام آیا ہے | نہ دن کو تھی ہمیں راحت نہ چین راتوں کو
پدر کو کھو کے وطن میں غلام آیا ہے | جکڑ دیا تھا رسن سے ہمارے ہاتھوں کو

گئیں لحد پہ پھر اسطرح زینبؑ محزوں
کہ ایک ہاتھ میں شہؑ کا عمامہء پرخوں
اور ایک ہاتھ میں حضرت کا جامہء گلگوں
زباں پہ مرثیہ جس کا یہ جانگزا مضموں

حسینؑ بھائی کو ہم کربلا میں چھوڑ آئے
علیؑ کے لعل کو دشتِ بلا میں چھوڑ آئے
یتیمِ فاطمہؑ کو نینوا میں چھوڑ آئے
تمہارے چاند کو ہم خاکِ شفا میں چھوڑ آئے

یزید نے ہمیں لوٹا دہائی ہے نانا | یہ بعد قتل عجب تفرقہ پڑا نانا
بہن شہید کی پرسے کو آئی ہے نانا | گڑا بدن کہیں اور سر کہیں گڑا نانا

ہوئی حسینؑ کے مرنے سے در بہ در زینبؑ — یہ کہکے قبر پہ رکھدی وہ خوں بھری پوشاک
گئی یزید کی مجلس میں ننگے سر زینبؑ — کفن میں ہوگئے بے چین سیدِ لولاک
کئی مہینے رہی قید نوحہ گر زینبؑ — ضریح ہلنے لگی تھرتھرائی تربتِ پاک
یہ سخت جاں تھی کہ جیتی پھری ادھر زینبؑ — زمیں لرز گئی جنبش میں آگئے افلاک

ورم ہے شانوں پہ دکھتے ہیں استخواں نانا — نبیؐ کے رونے آواز صاف آتی تھی
یہ میرے بازو پہ رسی کے ہیں نشاں نانا — صدائے سینہ زنی آسماں پہ جاتی تھی

**لکھا ہے چھوٹ کے یثرب میں جب حرم آئے**

بپا تھا یاں تو ابھی ماتمِ شہِ ابرار
کہ اک قیامتِ کبریٰ عیاں ہوئی اکبار — سروں کو پیٹتے باصد غم و الم آئے
سنبھالے فاطمہ صغراؑ کو عورتیں دو چار — بپا تھا غل حرمِ سیدِ امم آئے
منہ اپنا پیٹتی داخل ہوئیں با حالتِ زار — بیاں یہ کرتے تھے سجادؑ روکے ہم آئے

پکارتی تھیں شہِؑ مشرقین کو مارا — تمام کنبے کو مقتل میں کھو کے آئے ہیں
یہ کیا غضب ہوا کس نے حسینؑ کو مارا — بجائے تحفے بہتر کے داغ لائے ہیں

مدینے والو ہمیں کربلا میں لوٹ لیا غرض کہ ناقوں سے اپنے اتر چکے جو حرم
یتیم ہم ہوئے بابا ہوئے شہیدِ جفا بچھائی بیبیوں نے گھر میں تب صفِ ماتم
ہوئے اسیرِ ستم اہلبیتؑ واویلا کہا یہ فاطمہؑ صغرا نے کیوں نہ ہو مجھے غم
برہنہ پا مجھے تا شام لے گئے اعدا ملی نہ آکے سکینہؑ بھی مجھ سے ہائے ستم

جو تھمتا تھا تو جفا آشکار ہوتی تھی پکاری بانوؑ وہ جی سے گزر گئی صغرا
کہ پشت دروں سے میری فگار ہوتی تھی سکینہؑ شام کے زنداں میں مرگئی صغرا

لکھا ہے شوہرِ زینبؑ کمال گھبرائے گیا جو گھر میں یہ سن کر وہ سیدِ اکرم
حضور سید سجاد نامور آئے کہ دیکھا بھائی کو روتی ہیں زینبؑ پرغم
زبان پر یہ شکایت کے کلمے تب لائے کہا پھپّی سے یہ سجاد نے بادیدۂ نم
نثار آپ پہ میں اے حسینؑ کے جائے تمام عمر اگر آپ روئے تو بھی ہے کم

پھپّی نے آپ کی چھوڑا میری رفاقت کو یہ ڈر ہے آپ نے جی سے کہیں گزر جائیں
ہوا علیل نہ آئیں میری عیادت کو خدا نخواستہ فرطِ قلق سے مرجائیں

چلیں مکان کو القصہ بنتِ شیرِ الٰہ　　جب اپنے لاڈلوں کی خواب گاہ آئی نظر
ہوئیں جو داخلِ دولت سرا بہ نالہ و آہ　　گری زمین پہ غش کھا کے خواہرِ سرور
مکان خالی تھا موجود تھے نہ عبد اللہ　　جب آیا ہوش تو چلائی پیٹ پیٹ کے سر
وہ گھر جو دیکھا ہوا دل پہ صدمہء جانکا　　کہاں ہو عون و محمد دکھاؤ شکل آ کر

وفورِ رنج وتعب سے وہ جان کھونے لگیں　　پھر اجڑے گھر میں یہ تقدیر مجھ کو لائی ہے
لپٹ کے ہر در و دیوار سے وہ رونے لگیں　　گلے سے لپٹو تم آ کر کہ مادر آئی ہے

یہ بین کرتی تھی اور روتی تھیں وہ سینہ فگار　　زبانِ حال سے گویا ہوئے یہ عبداللہ
زمیں لرزتی تھی ظاہر تھے حشر کے آثار　　ضعیفہ کون ہے تو کر ذرا مجھے آگاہ
کہ آئے شوہرِ زینبؑ وہاں بہ حالتِ زار　　سبب ہے کیا جو تو کرتی ہے نالہء جانکاہ
مزاج پوچھا نہ کی بات انُ سے کچھ زنہار　　نہ کر تو بد شگنی میرے گھر سے جا للہ

سہے تھے صدموں پہ صدمے جو بنتِ حیدرؑ نے　　جو مبتلائے مصیبت ہے کچھ نہ پروا کر
یہ حال تھا کہ نہ پہچانا انُ کے شوہر نے　　امامِ عصر ہیں سجادؑ اُن سے کہہ جا کر

یہ بات سن کے لگی رونے دخترِ زہراؑ     صدا یہ سنتے گھبرا گئے وہ نیک خصال
ہزار چاہا کسی طرح ضبط ہو نہ سکا     پکارے بنتِ علیؑ کیا ہوا تمہارا حال
پکاری سینہ و سر پیٹ کر یہ وہ دکھیا     ہوئی شناخت بھی مشکل بہ فرطِ رنج و ملال
زمانہ پھر گیا صاحب نہیں ہے تم سے گلا     دیا جواب کہ شرمندگی ہے مجھ کو کمال

یہ سچ ہے رہنے کے قابل میں یاں بھلا کب ہوں     تمہارے سینے کو داغوں سے بھر دیا میں نے
تمام کنبے کو جو روئی میں وہ زینبؑ ہوں     نثار بھائی پہ بیٹوں کو کر دیا میں نے

میں کیا کہوں کہ جو گزرے ستم میرے آگے     پکارے شوہرِ زینبؑ سنی جو یہ تقریر
ہوا رسولؐ کا ٹھنڈا علم میرے آگے     خموش بنتِ علیؑ اب یہ حال ہے تغیر
نکل گیا علی اکبرؑ کا دم میرے آگے     تمہاری باتوں سے دل پر لگا ہے غم کا تیر
ہوا حسینؑ کا بھی سر قلم میرے آگے     کچھ اپنا بس نہیں جو مرضیء خدائے قدیر

لٹا کے آئی ہوں میں کربلا میں سب گھر کو     ہے جائے فخرِ عنایت ربِ اعلیٰ پر
غرض کہ روئی ہوں اک دن میں میں بہتر کو     کہ میرے بیٹے تصدق ہوں شاہِ والا پر

مگر بتاؤ تو اے بنتِ حیدرِ کرار　　جب آئے خیمے میں لاشے تو عون میں دم تھا
سپاہِ شام سے کیسے لڑے میرے دلدار　　لٹا دیا تو مجھے آنکھ کھول کر دیکھا
ہوئے کچھ انُ سے رضامند سیدِ ابرار　　وہ ننھے ننھے سے ہاتھوں کو جوڑ کر یہ کہا
پکاری آپکے میں انکی ہمتوں کے نثار　　کہ دودھ بخش دو اماں ہمیں برائے خدا

کئے وہ حملے کہ ابتر تمام لشکر تھا　　اخیر عمر ہے جاتے ہیں ہم تو دنیا سے
جو یہ علیؑ تھا لڑائی میں تو جعفرؑ تھا　　وطن میں پہنچو تو کہیو سلام بابا سے

## ھے کربلائیوں کا مدینے میں داخلہ

آتا ہے بے حسینؑ کے زینبؑ کا قافلہ
کس حسرت و قلق کا ہے دل سے مقابلہ
یثرب کا قرب گورِ غریباں سے فاصلہ

سب نے کہا قبول ہے اے بنتِ مرتضیٰؑ
قبرِ نبیؐ پہ قافلہ لوٹا ہوا چلا
زینبؑ نے بابِ روضہ پہ جا کر یہ دی صدا
اٹھیے لحد سے سو چکے اے فخرِ انبیاؑ

زینبؑ پکاری گھر میں نہ صورت دکھاؤنگی
میں تو نبیؐ کے روضے پہ پرسے کو جاؤنگی
حضرت کے لختِ دل کے عزادار آئے ہیں
نانا تیرے نواسے کے زوار آئے ہیں

لبیک کی صدا ہوئی تربت سے آشکار
داخل ہوئے رواقِ پیمبرؐ میں سوگوار
آکر طوافِ قبر کیا سب نے ایکبار
زینبؑ بلائیں لے کے پکاری کہ میں نثار

میں تحفے ماریہ سے بہت ساتھ لائی ہوں
پرُ خوں لباس سیدِ خوش ذات لائی ہوں
بازو پہ نیل رسی کے ہیہات لائی ہوں
نادار تھی سفر سے یہ سوغات لائی ہوں

معمول ہے کہ گھر میں مسافر جو آتا ہے
کچھ تحفے اپنے ساتھ سفر سے وہ لاتا ہے
میرے شہید بھائی کی پوشاک پاک ہے
کچھ ابنِ بوتراب کی تربت کی خاک ہے

اک تحفہ تو شبیہ پیمبرؐ کا داغ ہے — زینبؑ کے بعد بانوئے سلطانِ کربلا
اک ہدیہ چھ مہینے کے اصغرؑ کا داغ ہے — اٹھ کر لحد کے گرد پھری با غم و بکا
کیا کیا دکھاؤں نزر بہتر کا داغ ہے — لے کر بلائیں قبر کی اسطرح سے کہا
سوغات سب سے عمدہ برادر کا داغ ہے — تسلیم اے حبیبِ خدا فخرِ انبیاؑ

ستر دو تن کو پیٹ کے اور رو کے آئی ہوں — پھر کر سفر سے آج میں ناشاد آئی ہوں
دولت علیؑ کی ماریہ میں کھو کے آئی ہوں — سوغات ایک ننھے مسافر کی لائی ہوں

یہ کہہ کے خوں بھرا ہوا کرتا صغیر کا — آنکھوں سے قبرِ پاک پیمبرؐ لگا تو لو
تعویزِ قبر پاک پہ پھیلا کے رکھ دیا — ننھی سی انگلی بہرِ زیارت اٹھا تو لو
اک بار مہرِ مادری نے جوش جو کیا — اس صغیر سن میں جو دکھ ہیں سنا تو لو
لے کر بلائیں کرتے کی بولی بصد بکا — نانا کو زخم تیرِ ستم کا دکھا تو لو

گستاخیاں نہیں یہ مناسب غلام کو — بیٹھے ہو کیوں خموش متانت سے صبر سے
اصغرؑ سلام تو کرو خیرالانام کو — پھیلا کے ہاتھ جلد لپٹ جاؤ قبر سے

کچھ تحفہ نانا جان کو تو کربلا کا دو　　نانا سے کہدو ماں پھری بلوے میں بے ردا
صرہ تو کوئی نذر میں خاکِ شفا کا دو　　نانا سے کہدو شہؑ کو کفن بھی نہیں ملا
پرُ خوں عمامہ اکبرِ گلگوں قبا کا دو　　کہدو کہ دستِ دخترِ مشکلکشا بندھا
پُرسہ چچا کا باپ کا سب اقربا کا دو　　کہدو کہ لاشہ باپ کا پامال ہوگیا

قیدِ ستم کے جوروالم سہنے کو کہو　　نانا سے کہدو بالی سکینہؑ بھی مرگئی
دربار میں پھوپھی کے کھڑے ہونے کو کہو　　بابا کے سر پہ جان فدا اپنی کرگئی

کہدو کہ نیزہ کاری بڑے بھائی کے لگا
کہدو پھوپھی کے بیٹے بھی حق پر ہوئے فدا
تاپشتِ صدر اکبرِ گلگوں قبا چھدا
مقتولِ ظلم ہوگئے عباسِ باوفا

کہدو کہ بازو ٹوٹا امامِ غیور کا
ٹھنڈا ہوا علم لبِ دریا حضور کا

میں جاکے دیکھوں گی لاشِ امامِ نیک خصال
سنا ہے خاک پہ اصغر پڑا ہے خون میں لال
میں چھوٹے بھائی کے سلجھاؤنگی جھنڈولے بال
اسیر کنبے کا پوچھونگی قید میں احوال

نہ جب تلک شہِ مظلوم دفن ہوئینگے
ہم اپنے باپ کے لاشے پہ رن میں روئینگے

## مالکِ سلطنتِ کوفہ جومختار ہوئے

ایک دن کوفے کے بازار میں یہ شور ہوا
انتقامِ شہدا لینے پہ تیار ہوئے
ہوگئی حضرتِ سجادؑ کی مقبول دعا
جتنے قاتل تھے شہِ دیں کے گرفتار ہوئے
حرملہ قید ہوا شکرِ خداوند عُلا
مومنوں سے جو لڑے کوفی وہ فنار ہوئے
لائے مختار کے آگے جو اسے وہلِ وفا

اُس نے چُن چُن کے ہر اک بانیءشر کو مارا
پوچھا کیوں عرشِ معلیٰ کو ہلایا ظالم
خولی و شمر و سنان اور عمر کو مارا
تیر معصوم کو کیوں تُو نے لگایا ظالم

جو ستم تُو نے کئے انکا مجھے حال سنا
ایک تو مشک کو جب لیکے علمدارؑ چلا
ہاتھوں کو جوڑ کے یہ اُس ستم آرا نے کہا
صورتِ شیر سوئے سید ابرار چلا
تیر چھ تھے میرے ترکش میں وطن سے جو چلا
کٹ گئے شانے جو تلوار کا اک وار چلا
تین تیروں نے تو کی رن میں نشانے سے خطا
مشک کو دانتوں سے پکڑے ہوئے جرار چلا

ہوں مُقر آلِ پیمبرؐ کو ستایا میں نے
میری بیداد سے بچوں نے نہ پایا پانی
تین تیروں کو نشانے پہ لگایا میں نے
تیر اک مار کے سب میں نے بہایا پانی

دوسرے تیر کا اب حال میں کرتا ہوں بیاں بنتِ احمدؐ کو نہ مدفن میں رلاؤ لوگو
لائے اصغرؑ کو جو میدان میں شاہِ دوجہاں چھوڑو غفلت کو رہِ راست پہ آؤ لوگو
اس قدر پیاس کی شدت تھی کہ اینٹھی تھی زباں میرے دکھتے ہوئے دل کو نہ دکھاؤ لوگو
اُسکو ہاتھوں پہ اٹھا کر کیا شہؑ نے یہ بیاں پانی تھوڑا سا تم اصغرؑ کو پلاؤ لوگو

تم کو خوفِ غضبِ خالقِ قہار نہیں پیاسا سب کنبے کے ہمراہ یہ معصوم بھی ہے
میں خطا کار ہوں بچہ تو خطا وار نہیں یہ مسافر بھی ہے سید بھی ہے مظلوم بھی ہے

متوجہ نہ ہوا کوئی میانِ لشکر جب بنِ سعد نے لشکر میں طلاطم دیکھا
تب کہا شاہؑ نے اصغرؑ سے یہ بادیدہء تر آیا گھبرایا ہوا پاس میرے اور یہ کہا
مجھکو دیتا نہیں پانی کوئی اے نورِ نظر جلد کر کام تمام اس کا نہ کر دیر ذرا
گو ہو کمسن پہ ہو تم حجتِ خالق کے پسر میں نے اک تیر سہ پہلو جو اُدھر کو پھینکا

پیاس کا اپنی یقیں ان کو دلادو اصغرؑ میرے اک تیر نے دونوں کو برابر توڑا
تم بھی ننھی سی زباں اپنی دکھادو اصغرؑ بازوئے شاہؑ گلوئے علی اصغرؑ توڑا

جب گلوئے علی اصغرؑ پہ پڑا میرا تیر تیسرا تیر جو تھا اُس کا سن اب حال امیر
منقلب شاہؑ کے ہاتھوں پہ وہ تڑپا بے شیر جب زمیں پر گرے گھوڑے سے جنابِ شبیرؑ
دیکھ کر چرخ کو کس یاس سے روئے شبیرؑ کھینچ کر خنجرِ بیداد بڑھا شمرِ شریر
اور رو کر کہا حضرت نے کہ اے ربِ قدیر نکلی اُس وقت درِ خیمہ سے شہؑ کی ہمشیر

نوجوانوں کا تو فدیہ ہوا اکبرؑ میرا رو کے کہتی تھی کہ وہ حق کا فدائی ہے کہاں
شیعوں کے بچوں پہ قرباں ہوا اصغرؑ میرا کوئی للہ بتادے میرا بھائی ہے کہاں

دور سے حال یہ سب دیکھ رہا تھا جو عمر تیر یہ شانہء زینبؑ پہ پڑا ہائے غضب
شمر کو رحم نہ آجائے ہوا اُس کو یہ ڈر منہ کے بل گر پڑی وہ دخترِ سلطانِ عرب
پاس تھا میں تو یہ کہنے لگا وہ خیرہ سر اور چلائی کہ بر آیا نہ میرا مطلب
کسی تدبیر سے اب روک اُسے دیر نہ کر بھائی اب آنہیں سکتی ہے وہاں تک زینبؑ

سن کے یہ تیر کو چلے سے ملایا میں نے کس طرح آپ تلک آئے ہے دور بہن
اور سوئے زینبِ دلگیر چلایا میں نے کس طرح تم کو بچائے کہ ہے مجبور بہن

### سنا مدینے میں ایک دن کہ قاصد آیا ھے

لکھا ہے قاصدِ غمگیں میانِ مسجد تھا

خبر مسافرِ خیر النساء کی لایا ہے — کہ آئیں حضرتِ ام البنین بھی اُس جا
خدا نے آج یہ دن عید کا دکھایا ہے — کہا بتا مجھے اے قاصدِ حسینؑ بتا
کہ مژدہ آمدِ قاصد کا آج آیا ہے — برہنہ سر تھا گلے میں تھی ایک شالِ عزا

سفر سے فاطمہ کا نورِ عین بھی آئے — حسین خیر سے ہے اور اقربائے حسینؑ
خبر تو آئی الٰہی حسینؑ بھی آئے — سر اپنا پیٹ کہ اس نے کہا کہ ہائے حسینؑ

سر اپنا پیٹ کہ وہ نامہ بر یہ چلایا — یہ سن کے گھر کو چلی خاک اڑاتی وہ دکھیا
حسینؑ نے تو کفن بھی ابھی نہیں پایا — سر اپنا پیٹتا قاصد بھی ساتھ ساتھ چلا
رسول زادیوں پہ سخت حادثہ آیا — یہاں مریضہ کی آنکھیں تھیں سوئے مسجد وا
برہنہ سر ہیں اٹھا جب سے شاہ کا سایہ — کہ ناگہاں یہ سنا شور اُس نے واویلا

گلے میں طوق ہے عابد کے شدتِ تپ میں — خبر حسینؑ کے مرنے کی آج آئی ہے
ہیں زخم نیزوں کی نوکوں کے پشتِ زینبؑ میں — دہائی ہے شہِ لولاک کی دہائی ہے

پکاری فاطمہ صغرا بتاؤ دادی جاں　　قریب آن کے قاصد نے جب کہی یہ بات
ہیں خیر سے میرے پردیسی باپ اور میری ماں　　تمام کنبہ تیرا قتل ہوگیا ہے ہات
وہ بولیں خیر کہاں گھر کا گھر ہوا ویراں　　تیرے لئے تیری مادر تڑپتی ہے دن رات
سفر میں مٹ گیا بالکل علیؑ کا نام ونشاں　　بندھے ہیں عابدِ بیمار کے رسن سے ہاتھ

تو چھوٹی باپ سے اور میں پسر سے چھوٹ گئی　　یہ خاکِ مقتلِ شاہِ شہیداں لایا ہوں
ہماری اور تیری آس آج ٹوٹ گئی　　میں قید میں تیرے کنبے کو چھوڑ آیا ہوں

میں کربلا سے مدینے کو جب کہ چلنے لگا یہ سن کے اور بھی وحشت ہوئی جو اسکو سوا
تو قیدیوں میں سے ایک لڑکی نے یہ روکہ کہا سر اپنا پیٹتی باہر کو چلدی ننگے پا
بہن سے کہیو کہ زخمی ہوا ہے کان میرا لپٹ کے دادی پکاری کدھر کدھر صغرا
جو تم سے ہوسکے کچھ بھیج دو دوا بہنا وہ روکہ بولی میں جاتی ہوں سوئے کرب وبلا

مریضہ بولی وہ میری بہن سکینہؑ ہے نہ روکو صاحبو جنگل میں خاک اڑانے دو
اسی کی باتوں کا واللہ یہ قرینہ ہے پدر کی لاش پہ جاتی ہوں مجھ کو جانے دو

میں جا کے دیکھوں گی لاشِ امامِ نیک خصال

سنا ہے خاک پہ اصغر پڑا ہے خون میں لال

میں چھوٹے بھائی کے سلجھاؤنگی جھنڈولے بال

اسیر کنبے کا پوچھونگی قید میں احوال

نہ جب تلک شہِ مظلوم دفن ہوئینگے

ہم اپنے باپ کے لاشے پہ رن میں روئینگے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ۙ وَ یَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ۙ وَ احۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ۙ یَفۡقَہُوۡا قَوۡلِیۡ ۪

# مرثیہ

## مولائے کائنات امام علی عَلَیۡہِ السَّلام

## حضرت بی بی فاطمہ عَلَیۡہِ السَّلام

سوزخواں

سید محمد علی نقوی برادران

0333-2226383

www.facebook.com/soazkhwanee

www.facebook.com/soazkhuan

27مارچ2023

## برائے ایصالِ ثواب

علامہ رشید ترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ ضمیر اختر نقوی، میر انیس، مرزا دبیر، سوزخواں حسن عابد جعفری، سوزخواں عظیم الحسن، مولانا محمد عون نقوی، مولانا غلام حسنین رضوی، علامہ عرفان حیدر عابدی، محسن نقوی شہید، سید الطاف حسین نقوی ابن امیر حسین، امام النساء بنت رحمت علی، تیغ علی رضوی ابن سیف علی رضوی، سید ابرار حسین نقوی ابن سید الطاف حسین نقوی، کنیز فاطمہ بنت سید تیغ علی رضوی، سیدہ نثار فاطمہ بنت سید ابرار حسین نقوی، نقی مہدی رضوی ابن طاہر حسین رضوی، سید طاہر حسین رضوی ابن ظفر حسین رضوی، سید اشفاق حسین نقوی ابن ابرار حسین نقوی، برکت حسین رضوی ابن محمد رضا رضوی، آفتاب حیدر زیدی ابن زاہد حسین زیدی، تہور علی ابن تیغ علی، حیدر اشرف، صفدر اشرف، اصغر اشرف ابن تہور علی، اشرف النساء، قمر النساء، اعجاز حسین ابن اقبال حسین، اقبال حسین ابن الطاف حسین، اختر عباس رضوی، سید ضیغم عباس رضوی، سید علمدار حسین زیدی، عذرہ بنت شاکر حسین، کلثوم بانو بنت تیغ علی، شہر بانو بنتِ تیغ علی، قمر النساء بنت الطاف حسین، سید آل نبی کاظمی ابن سید شمشاد علی کاظمی، بہار فاطمہ بنت زوار حسین، سیدہ شمیم فاطمہ بنت سید آلِ نبی کاظمی، سید آل احمد کاظمی ابن سید آل نبی کاظمی، بنی بنت کامدار خان، زاہدہ بنت مومن علی، ہاشمی بنت شمشاد علی، سید بشارت حسین بلگرامی، سیدہ انیس فاطمہ، وزارت حسین بلگرامی، بنی فاطمہ، سید زوار حسین ابن ضمیر الحسن، ساجدہ بانو بنت محمد عسکری، صادق حسین ابن مرتضیٰ حسین، زاہدہ بنت مومن علی، اختری بنت نثار حسین، بابو بھائی، سعید کاظمی، سید ابوالحسن بلگرامی، سیدہ شان فاطمہ، حسن باقر بلگرامی، مسلم بلگرامی، ابن حسن کربلائی، سید انتظار حسین جعفری، حاجی مطلوب حسین، امداد حیدر نقوی، سیدہ خاتون، سیدہ نایاب بانو، سید انصار حسین نقوی، سبطِ حسن کاظمی، نفیس فاطمہ، تسنیم کوثر، سید حسن حیدر کاظمی، الحاج ناصر عباس بنگش، حبیب رضی جعفری، قیصر حسین زیدی، نذر فاطمہ، حکیم مسلم عباس، حسن عسکری، طلعت فاطمہ و کل مومنین و مومنات ، جن و انس، محبان اہلبیتؑ و شیعان حیدر کرار

**اے عاشقانِ حیدرؑ صفدر بکا کرو**
آقا کا اپنے حقِ محبت ادا کرو
رونے میں تم شراکتِ خیرالوریٰ کرو
جی بھر کے آج ماتمِ شیرِ خدا کرو

جب بیسویں کا دن بھی تڑپ کر ہوا تمام
اُم البنینؑ سے چونک کے کہنے لگے امامؑ
دو دن سے آہ سب میرے بچے ہیں بے طعام
فاقے میں اُن پہ گزرگی کیا آج کی بھی شام

رخصت ہے روزہ داروں سے ماہِ صیام کی
یہ آخری ہے مجلسِ ماتم امامؑ کی

اچھا ہوں اب تو میں یہ عبث بیقرار ہیں
کھانا اِنہیں کھلاؤ کہ سب روزہ دار ہیں

بولے حسینؑ اپنے سے ہاتھوں کو جوڑ کر
سب کھائیں پھر جو آپ تناول کریں اگر
فرمایا رزق اٹھ گیا مجبور ہے پدر
پانی بھی اب گلے سے اترتا نہیں پسر

غش کر گئے یہ کہکے شہنشاہِ خوش خصال
طاری تھا ضعف حیدرِکرار پر کمال
آیا میانِ نزع جو فرزندوں کا خیال
آنکھوں کو کھول کر یہ حسنؑ سے کیا مقال

دعوت نبیؐ کی آج ہے گھر میں الہٰ کے
روزہ کھلے گا ساتھ رسالت پناہؐ کے

کلثومؑ کو نہ بھولیو زنہار اے حسنؑ
اس دُکھ زدہ بہن سے خبردار اے حسنؑ

یہ دیکھ کر حسینؑ کا منہ یوں کیا کلام
عباسؑ کا کوئی نہیں گر ہم ہوئے تمام
ہاتھ اُس کا اپنے ہاتھ میں بیٹا حسینؑ تھام
یہ ہاتھ آئینگے بخدا کربلا میں کام
جب تو بلا کے دشت میں پانی نہ پائے گا
بچوں کی تیرے پیاس میں یہ کام آیگا

زینبؑ پکاری پیٹ کے با حالتِ تباہ
قربان جاؤں مجھ کو نہ سونپا کسی کو آہ
کھاؤنگی ٹھوکریں یہ جہاں کی خدا گواہ
بے وارثی نہ مجھ کو بناؤ بچے الٰہ
رو کر کہا علیؑ نے عبث شورشین ہے
تجھ غم زدہ کا کون سوائے حسینؑ ہے

اُس کے لئے سہے گی نہ تو کونسی جفا
خیمے سے نکلے گی تو بصد غم برہنہ پا
نا محرموں میں اسکے لئے ہوگی بے ردا
اُسکے لئے رسن میں تو بندھوائیگی گلا
ہو کر اسیر جائیگی زندانِ شام میں
اسکے لئے پھرے گی تو بلوائے عام میں

چُپ ہوگئے یہ کہہ کے شہنشاہِ کائنات
سمجھے یہ سب کہ غش میں ہیں شاہِ نکو صفات
جس وقت باقی رہ گئی کچھ کم گھڑی وہ رات
تیغِ اجل نے قطع کیا رشتۂ حیات
تڑکا تھا نور کا کہ سفر کر گئے علیؑ
سب شیعہ بے امام ہوئے مر گئے علیؑ

اے حیدریو رحلتِ حیدرؑ کی یہ شب ہے — لو مومنو تم ہوگئے بے وارث و والی
بیوارثی آلِ پیمبرؐ کی یہ شب ہے — لو دوستو ہے تم سے وداعِ شہِ عالی
اے ماتمیو روؤ کہ محشر کی یہ شب ہے — کل صبح کو چلائیں گے حیدرؑ کے موالی
لو واقعہء فاتحِ خیبر کی یہ شب ہے — آج احمدِ مختارؐ کی مسند ہوئی خالی

کل مومنوں کے سر سے ید اللہ اٹھے گا — ٹکڑے کیے زہراؑ نے گریبان کفن کے
تابوتِ جنابِ اسد اللہ اٹھے گا — کوئی نہ رہا سر پہ حسینؑ اور حسنؑ کے

مسجد میں ستمگار نے کعبے کو گرایا — اب واقعہء شیرِ خدا کرتا ہوں تحریر
بے قدر شب قدر کا کچھ دھیان نہ لایا — قاتل کو پکڑ لائے جوہیں شبرؑ و شبیرؑ
محراب میں قندیلِ امامت کو بجھایا — مشکیں تھیں بندھی کانپتا تھا خوف سے بے پیر
سیدانیوں کو عید کے نزدیک رلایا — لعنت کیطرح تیغ تھی قاتل کے گلوگیر

دردا شہِ لولاک کے داماد کو مارا — رحم آگیا ظالم کے لرزنے پہ علیؑ کو
فریاد کہ جبریلؑ کے استاد کو مارا — فرمایا میرے آگے سے سرکاؤ شقی کو

جب لے چلے قاتل کو تو بولے شہِ ابرار
کہتا تو وہ کیا تھا پہ تجمل ہوگیا گمراہ
یہ دشمنی شیرِ خدا اے سگِ مکار
اللہ رے کرم بیٹوں سے فرمانے لگے شاہؑ
اس ماہِ مبارک میں کیا ظلم جفاکار
مشکیں مرے قاتل کی تم اب کھولدو للہ
کیا تیری امامت کا علیؑ تھا نہ سزاوار
یہ بھی تو میری عقدہ کشائی سے ہو آگاہ

کی شرم نہ محبوبِ خدا سے نہ خدا سے
کھلوائے یداللہ نے جلاد کے بازو
لے دیکھ یہ روتے ہیں پیمبرؐ کے نواسے
ہیہات بندھے رسی میں سجادؑ کے بازو

تھا ساتھ لعیں مسجدِ کوفہ سے سراسر
عباسؑ سے حیدرؑ نے کہا چپکے سے جاؤ
گھر لے چلے سبطینِ نبیؐ شہؑ کو اٹھا کر
ہاں فاطمہؑ کی بیٹی کو ڈیوڑھی سے ہٹاؤ
تھے گرد تو اس لاش کے سب شیعۂ حیدرؑ
سمجھاؤ کہ بس عرشِ خدا کو نہ ہلاؤ
فرزند یتیم آگے تھے سر ننگے برابر
رہگیروں کو آواز نہ رونے کی سناؤ

زینبؑ پہ یتیمی کی مصیبت جو پڑی تھی
اک وقت یہ تھا ایک وہ آفت کی گھڑی تھی
چلاتی تھی سر پیٹتی تھی در پہ کھڑی تھی
رن میں یہی زینبؑ تھی کہ سر ننگے کھڑی تھی

**القصہ شبِ بست و یکم جب ہوئی پیدا**
سب اہل و عیال اپنے علیؑ نے کیئے یکجا
پھر دستِ حسنؑ میں دیا ہاتھ اور کہا بیٹا
ان کو تمھیں سونپا تمھیں اللہ کو سونپا

گو حادثہ ہے خواہشِ تقدیر سے ہونا
پر تم نہیں غافل میرے شبیرؑ سے ہونا

یہ کہتے ہی بےچین ہوئے حیدرِ کرارؑ
شبیرؑ کی غربت پہ جگر ہوگیا افگار
اک سمت سے اتنے میں سنا نوحہ کئی بار
لیٹے تھے یہ اٹھ بیٹھے یہ کرتے ہوئے گفتار

کس درد رسیدہ کی یہ فریاد و بکا ہے
یہ تو میرے عباسؑ کے رونے کی صدا ہے

سب بولے وہی روتا ہے یہ کہکے بصد یاس
بابا بھی مجھے بھولے تو اب کسکی رکھوں آس
سونپا نہ حسنؑ کو مجھے کم رتبہ تھا عباسؑ
اب آج سے بیٹھوں گا نہ میں بھائیوں کے پاس

ہم صورت و ہم شانِ شہِ قلعہ شکن تھا
کیا میں نہ سزاوارِ غلامیٔ حسنؑ تھا

روکر کہا مولا نے عبث اسکو ہے وسواس
کیوں کیوں میرا عباسؑ نہیں آتا میرے پاس
یہ سن کے پھرے سر کو جھکائے ہوئے عباسؑ
اور باندھ کے ہاتھوں کو یہ کی عرض بصد یاس

وہ درد ہے مجھکو کہ افاقہ نہیں بابا
ان سب کا ہے آقا میرا آقا نہیں بابا

فرمایا علیؑ نے کہ رو اے میرے دلدار     پھر رو کے کہا راضیٔ تقدیر کو لاؤ
کیوں روتے ہو جیتا ہے ابھی حیدرِ کرارؑ     مظلوم کو لاؤ شہِ دلگیر کو لاؤ
بے وارث و والی تمہیں چھوڑونگا نہ زنہار     شمعِ لحدِ صاحبِ تطہیر کو لاؤ
لو دولتِ کونین تمہیں دیتا ہے غفار     شبیرؑ کو لاؤ میرے شبیرؑ کو لاؤ

اللہ سلامت رکھے مولا کو تمہارے     لاؤ اسے آفت کا فلک جس پہ گرے گا
روٹھو نہ بلاتا ہوں میں آقا کو تمہارے     سر جس کا اسی کوفے میں نیزے پہ پھریگا

شبیرؑ جو آئے تو کہا ہاتھوں کو پھیلاؤ     یہ کہتے ہی عباسؑ سے غش کر گئے حیدرؑ
بیٹا میرے عباسؑ کو تم سینے سے لپٹاؤ     اور جانبِ اللہ و پیمبرؐ گئے حیدرؑ
عباسؑ سے فرمایا کہ تم قدموں پہ جھک جاؤ     دیدار کے پیاسے لبِ کوثر گئے حیدرؑ
پا بوسیٔ سردار کے آداب بجالاؤ     حیدرؑ کے پسر رونے لگے مر گئے حیدرؑ

شبیرؑ میرا فخر ہے زہراؑ کا شرف ہے     غل پڑ گیا شاہنشہِ ذی جاہ سدھارے
تو میرا خلف ہے یہ پیمبرؐ کا خلف ہے     جنت کو جہاں سے اسد اللہ سدھارے

زخمی ہوئے جو حیدرِؑ صفدر نماز میں
شمشیرِ ظلم چل گئی سر پر نماز میں
گلگوں ہوئی جبینِ منور نماز میں
سر تا قدم لہو سے ہوئے تر نماز میں
صدمہ ہوا یہ سن کے صغیر و کبیر کو
زخمی کیا ہے مومنوں کے دستگیر کو

اکیسویں شب آئی کہ موت آئی ہے ستم
دردا ہوا علیؑ کو سوا کرب دمبدم
تکیہ سے اٹھ سکا نہ سر ایسا بڑھا ورم
فرمایا آج شب سے چراغِ سحر ہیں ہم
شہزادیوں نے ماتمِ شاہِ عرب کیا
حضرت نے سب کو بہرِ وصیت طلب کیا

لیتے تھے کروٹیں جو علیؑ کہہ کے آہ آہ
سب چپ کھڑے تھے رنج سے تھیں حالتیں تباہ
رومالِ زخم سر پہ ہلاتا تھا کوئی ماہ
لپٹا کے سینے سے سرِ زینبؑ کو روئے شاہؑ
تھا حال غیر امامِ فلک احتشام کا
چوما گلا حسین علیہ السلام کا

ام البنین دوڑیں یہ عباسؑ سے کہا
بیٹا چلو سبھوں کو بلاتے ہیں مرتضیٰ
یوں آئیں لیکے ساتھ قیامت ہوئی بپا
اپنا بھی سر برہنہ پسر بھی برہنہ پا
منہ پر ملی تھی خاک یتیمانہ جامہ تھا
بر میں قبا سیاہ تھی کالا عمامہ تھا

فرما چکے جو سب کو وصیت امامِ دیں  عباسؑ سے یہ کہتے ہی چپ ہو گئے علیؑ
عباسؑ کو گلے سے لگایا دعائیں دیں  تکبیر غش میں حیدرِ کرارؑ نے کہی
بولے سوا ہیں عمر میں شبیرؑ شک نہیں  زینبؑ ہوئیں یتیم قضا مرتضیٰؑ نے کی
اِنکا رہے خیال مگر میرے مہ جبیں  وا حسرتا کہ جان بدن سے نکل گئی

ان میں نہ ہو قصور وفا کے جو کام ہیں  دونوں جہاں کے مالک و مختار مر گئے
ہشیار تم حسینؑ سے اب ہم تمام ہیں  آئی ندا کہ حیدرِؑ کرار مر گئے

در پہ یہ تھا ہجوم کہ تھی بند ساری راہ  بیٹھے تھے خاک پر سرِ بالینِ مرتضیٰؑ
گھر میں وہ حشر تھا کہ ٹھہرتی نہ تھی نگاہ  بیٹے کا ہاتھ ہاتھ میں شبیرؑ کے دیا
عباسؑ کو لئے ہوئے ام البنینؑ آہ  یہ کہہ کے پاؤں پر جو پسر کو گرا دیا
فرما رہی تھیں پہنے ہوئے پیرہن سیاہ  بولے حسینؑ آپ نے حضرت یہ کیا کِیا

میں ڈھونڈتی ہوں فاطمہؑ کے نورِ عین کو  مادر ہیں آپ اور یہ باعث ہے چین کا
لوگو کدھر ہیں جلد بتاؤ حسینؑ کو  عباسؑ تو ہے قوتِ بازو حسینؑ کا

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں
سر پیٹو مومنو سرِ حیدرؑ ہوا دو نیم
سادات پر نزولِ بلا کے یہ روز ہیں
ایماں کے برج کا مہِ انور ہوا دو نیم
سرتاجِ اوصیا کی عزا کے یہ روز ہیں
سونچو تو فرق شاہ کا کیونکر ہوا دوا نیم
تم سے وداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں
لکھا ہے مغز تک سرِ اطہر ہوا دو نیم

زخمی ہوا امام تمہارا نماز میں
زہراؑ نے بال کھولے نبیؐ ننگے سر ہوئے
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں
تم بے امامؑ اور حسنؑ بے پدر ہوئے

کس وقت میں بہایا ہے کرار کا لہو
لکھا ہے جب دو نیم ہوا فرقِ مرتضیٰ
بچے بچے مدینہ دور کمیں گاہ میں عدو
سدرے سے جبرائیلؑ کے رونے کا غل اٹھا
کل چار پانچ سال کے سجادؑ نیک خو
چھینکی سروں سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا
دادا کے دل میں پوتے کے مکتب کی آرزو
چلا کے بھائیوں کو پکاریں غضب ہوا

کم سن کئی یتیم شہِ دادرس کے ہیں
سنتے ہو جبرائیلؑ نے اُسوقت کیا کہا
عباسِؑ نامدار ابھی نو برس کے ہیں
وہ بولے پیٹ کر قُتِل المرتضیٰ کہا

دوڑے یہ کہکے جانبِ مسجد وہ نیک ذات
ڈوبی ہوئی لہو میں ملی کشتیء نجات
ماتھے پہ خون باپ کا مل کر کہی یہ بات
ہے ہے اٹھایا قبلہ و کعبہ پہ کس نے ہاتھ
رلوایا نانا جان کو دارالسلام میں
بن باپ کا کیا ہمیں ماہِ صیام میں

ناگاہ نمازیوں کا گروہ آیا ننگے سر
حیدرؑ نے مجتبیٰ سے کہا آنکھ کھول کر
پڑھواؤ تم نماز جماعت کی اے پسر
ہم بیٹھے بیٹھے پڑھتے ہیں اپنے مقام پر
لیکن جبیں کے زخم پہ رومال باندھ دو
میرا سرِ شگافتہ اے لال باندھ دو

پڑھوا کے پھر نماز جماعت کی مجتبیٰؑ
بابا کے سر پہ پڑھنے لگے آیہء شفا
ناگاہ آکے یہ کسی عورت نے دی ندا
زہراؑ کے پیارو تم سے یہ زینبؑ نے ہے کہا
بابا کو میرے جلد جو گھر میں نہ لاؤ گے
تو سر برہنہ مجھ کو بھی مسجد میں پاؤ گے

بولے علیؑ حواس ابھی سے بجا نہیں
زینبؑ سے کہدو کوفہ ہے یہ کربلا نہیں
میں بے دیار بیکس و بے آشنا نہیں
شیعہ ہیں گرد نرغہء اہلِ جفا نہیں
پردے سے ننگے سر تو ابھی کیوں نکلتی ہے
کیا حلق پر حسینؑ کے تلوار چلتی ہے

**اے دوستو حیدرؑ کی شہادت کا بیاں ہے**
ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضاں ہے
کہرام کہیں ہے کہیں محشر کا سماں ہے
ملتے ہیں فلک عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے

سر پیٹو کہ مسجد میں گرا تاجِ امامت
تربت سے نکل آئی ہیں خاتونِ قیامت
وہ صبح شبِ قدر وہ ہنگامِ عبادت
روزے پہ وہ روزہ وہ سرِ پاک پہ ضربت

جبریلؑ بھی بیتاب ہیں استاد کے غم میں
احمدؐ بھی بکا کرتے ہیں داماد کے غم میں

جلاد نے کس وقت ستایا ہے علیؑ کو
محرابِ عبادت میں غش آیا ہے علیؑ کو

مسجد میں قیامت ہوئی شیعوں کی بکا سے
روتے ہوئے جب آئے محمدؐ کے نواسے
لپٹے کبھی شیعوں سے کبھی شیرِ خدا سے
باندھا کبھی رومال سرِ شاہِ ہدیٰ سے

یہ سن کے جو چونکے تو کہا ہم کو اٹھاؤ
بیٹوں نے اٹھایا تو کہا بھیڑ ہٹاؤ
شبرؑ میرے شیعوں کو نماز آج پڑھاؤ
شبیرؑ ہم اچھے ہیں تم آنسو نہ بہاؤ

چلّائے یہ کیا رنگ ہو جاتا ہے بابا
تھمتا ہے نہ خون اور نہ ہوش آتا ہے بابا

کیا فائدہ اشکوں سے جو منہ دھووگے بیٹا
بھر جائیگا کیا زخم جو تم روؤ گے بیٹا

افسوس کہ حیدرؑ نہ ہوئے دشتِ بلا میں
جب حضرتِ شبیرؑ تھے فریاد و بکا میں
بھائی کے الم میں کبھی بیٹے کی عزا میں
گہ پیٹتے آئے حرمِ شیرِ خدا میں
کوئی نہ یہ کہتا تھا کہ جاں کھوتے ہو شبیرؑ
کیا دل پہ گزرتی ہے جو یوں روتے ہو شبیرؑ

القصہ کہ سادات جو گھبرائے حرم میں
اغلب تھا کہ زینبؑ کو غش آجائے حرم میں
فرزندِ حزیں لاشِ پدر لائے جو حرم میں
کس شان سے ضرغامِ خدا آئے حرم میں
سبطینِ نبیؐ آپ کا سر تھامے ہوئے تھے
عباسِ علمدار کمر تھامے ہوئے تھے

لاکر شہِ مرداں کو جو حجرے میں لٹایا
اِس درجہ بڑھا ضعف کہ آخر کو غش آیا
سر پیٹ کے تب زینبؑ مضطر نے سنایا
کیا آپ پہ گزری نہ یہ بیٹی کو بتایا
نسیم امروہوی
گھر آنے نہ پائے تھے کہ غش کر گئے بابا
اِس آپ کے صدمے سے تو ہم مر گئے بابا

پھر لائے جو قاتل کو شہِ دیں کے ہواخواہ
اُس وقت ذرا ہوش میں تھے سیدِ ذیجاہ
رونے لگا وہ شوم تو حضرت نے بھی کی آہ
فرمایا کہ ہاتھ اس کے ابھی کھولدو للہ
کھلوائیں علیؑ دستِ نجس اہلِ ستم کے
کیا قہر ہے رسی میں بندھے ہاتھ حرم کے

اے دوستو حیدرؑ کی شہادت کا بیاں ہے
ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضاں ہے
کہرام کہیں ہے کہیں محشر کا سماں ہے
ملتے ہیں فلک عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے
جبرئیلؑ بھی بیتاب ہیں استاد کے غم میں
احمدؐ بھی بکا کرتے ہیں داماد کے غم میں

آخر شہِ مرداں کی شہادت کی شب آئی
سادات پہ آفت کی مصیبت کی شب آئی
اکیسویں تاریخ وہ رحلت کی شب آئی
خاتونِ قیامت پہ قیامت کی شب آئی
رخصت کیا ایک ایک کو ضرغامِ خدا نے
نائب کیا شبرؑ کو شہِ عقدہ کشا نے

فرمایا کہ نانا کی امانت سے خبردار
اسلام سے قرآں سے شریعت سے خبردار
گُل احمدِ مختارؐ کی دولت سے خبردار
مخدومۂ کونین کی عترت سے خبردار
زینبؑ کسی صدمے سے کبھی رونے نہ پائے
پیارے میرے شبیرؑ کو غم ہونے نہ پائے

اے لال یہ اجڑی ہوئی سرکار سنبھالو
لو اے میرے جانی میرے معصوموں کو پالو
بیٹا میری زینبؑ کو کلیجے سے لگالو
لو سب یہ بزرگوں کے تبرک ہیں اٹھالو
جو کچھ تھا میرے پاس وہ تم کو ہی دیا ہے
بس ایک علم احمدِ مختارؐ رہا ہے

شبیرؑ نے کہا وہ بھی عطا کیجیے بابا — پھر حضرتِ شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا
فرمایا کہ یہ آپکا حصہ نہیں بیٹا — عباسؑ بھی آئے علمِ سبز بھی آیا
مالک ہیں حسینؑ اسکے وہ دینگے تو ملیگا — پہلے تو انہیں بھائی کے قدموں پہ جھکایا
عباسؑ کو بلواؤ یہ منصب ہے اُسی کا — پھر فاطمہؑ کے لال کو روکر یہ سنایا

میں سامنے اپنے اُسے عہدہ یہ دلادوں — پیارے کو میرے جعفرِ طیار بنادو
شبیرؑ کے لشکر کا علمدارؑ بنادوں — شبیرؑ کے لشکر کا علمدار بنادو

یہ سُن کے نشاں شاہِ شہیداں نے اٹھایا — چلّاتی ہیں زینبؑ کہ نہ غم دیجیے بابا
عباسِؑ وفادار کو روکر یہ سنایا — پھر آیئے تھوڑی سی دوا پیجیے بابا
لو بھائی تمہیں ہم نے علمدارؑ بنایا — ماہِ رمضاں میں نہ سفر کیجیے بابا
لے کر وہ علم جب سرِ تسلیم جھکایا — عید آئی دوگانہ تو پڑھا دیجیے بابا

نسیم امروہوی

کاندھے پہ نشاں دیکھ کے غش کر گئے حیدرؑ — کیا داغِ الم کوفیوں کے دل پہ دھرو گے
بیٹے بیٹے میرے پیارے کہا اور مر گئے حیدرؑ — صدقے گئی عید اب کے مدینے میں کروگے

ایماں کی جان کیا ہے محبت علیؑ کی ہے
راحت جو قبر کی ہے وہ الفت علیؑ کی ہے
سائل بکف ہیں سب وہ سخاوت علیؑ کی ہے
قاتل کو دی اماں وہ مروت علیؑ کی ہے

انیسویں سے آپکا ماتم ہے یاعلیؑ
خوں ہوگئے دلوں کا یہ عالم ہے یاعلیؑ
دفتر جہاں کا درہم و برہم ہے یاعلیؑ
ماہِ صیام ماہِ محرم ہے یاعلیؑ

عادل ہو پیشوا ہو مدارالمہام ہو
گر ہو نبیؐ کے بعد تو ایسا امام ہو

مولا کی نذر کو گوہرِ اشک لائے ہیں
یہ روزہ دار آپکے پرسے کو آئے ہیں

مولا شگافتہ ہوا سجدے میں سر تیرا
سید تباہ ہوگیا کوفے میں گھر تیرا
سرور الم دلوں کو ہے شام و سحر تیرا
آقا انہیں دنوں میں ہوا تھا سفر تیرا

گھر میں خدا کے قتل ہوا روضہ دار ہائے
ہے ہے امام ہائے شہِ ذوالفقار ہائے
اے خانہ زادِ حق شہِ طاعت گزار ہائے
مولد حرم میں ہے تو نجف میں مزار ہائے

عالم سے بے خبر تھے خضوع و خشو میں
تلوار جب لگی تھی جھکے تھے رکوع میں

یہ بندگی نثار جنابِ امیرؑ کے
نکلے تو گھر سے مر کے خدائے قدیر کے

لایا تھا زہر میں وہ جفا جو بجھا کے تیغ
مولا گرے زمیں پہ سجدے میں کھا کے تیغ
کھائی خدا کے شیر نے گھر میں خدا کے تیغ
غل پڑ گیا کہ سر پہ لگی مرتضےٰ کے تیغ

شیرِ خدا جو ہاتھوں سے تھامے تھے اپنا سر
خوں دونوں کہنیوں سے ٹپکتا تھا خاک پر
بھاگا جو ابنِ ملجمِ ملعون و بد سیر
پکڑا اُسے علیؑ کے محبوں نے دوڑ کر

گہرا ہے زخم فرقِ امامِ حجاز پر
سر سے ٹپک رہا ہے لہو جانماز پر

لائے جو ہاتھ باندھ کے مولا کے سامنے
قاتل پہ مسکرا کے نظر کی امامؑ نے

فرمایا میں نے کونسی کی تھی تیری خطا
پاداش نیکیوں کی یہی ہے جہاں میں کیا
کیا میں برا امامؑ تھا اے بانیٔ جفا
رویا جو سر جھکا کے تو مولا نے یہ کہا

اِس درد میں بھی سب کے مرض کی دوا ہیں ہم
باندھو نہ اِسکے ہاتھ کہ مشکلکشا ہیں ہم

# مرثیہ درحالِ شہادت حضرت بی بی فاطمہؑ زہرا علیہ السلام



جب خلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا
تب زینبؑ و شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا
روئی بہت اور بیٹے کو سینے سے لگایا
زینبؑ کے دیا ہاتھ میں ہاتھ اور یہ سنایا
بیٹی اسے زہراؑ نے بڑے دکھ سے ہے پالا
یہ روح میرے جسم کی ہے گیسوؤں والا
سمجھی اسے آنکھوں کی ضیا گھر کا اجالا
حجرے سے کبھی گرم ہوا میں نہ نکالا

اے زینبِؑ بیکس میری دولت سے خبردار
محبوبِ الٰہی کی امانت سے خبردار
سوئی ہوں تو پہلے اسے سینے پہ سلا کر
چکی بھی جو پیسی ہے تو گودی میں لٹا کر

اے لاڈلی اس لعل کا دشمن ہے زمانہ
شبیرؑ کو میرے نظرِ بد سے بچانا
تکلیف بھی سہہ لی جیو ایذا بھی اٹھانا
صدقے گئی مادر کی وصیت نہ بھلانا
یہ خیر سے جس سال لگے گھٹنیوں چلنے
میں چھوٹے سے تلووں کو لگی آنکھوں سے ملنے
دی طاقتِ رفتار جو خلاقِ ازل نے
یہ نامِ خدا تب لگے اٹھ اٹھ کے سنبھلنے

ہر رنج میں اس بھائی کے کام آئیو زینبؑ
جائے یہ جدھر ساتھ چلی جائیو زینبؑ
ہر گام پہ سایہ کے طرح ساتھ پھری ہوں
ٹھوکر بھی جو کھائی ہے تو میں ساتھ گری ہوں

پھر روئی بہت مل کے گلے بیٹوں سے زہراؑ
یہ کہہ کے کیا بند درِ حجرۂ اطہر
فرمایا تمہیں دولھا بنے آہ نہ دیکھا
سب خورد وکلاں رونے لگے آن کے باہر
فضہ سے کہا قبرِ نبیؐ پر انہیں لے جا
آواز سنی کلمۂ طیب کی مکرر
روئیں نہ میرے سامنے یہ ان کو تو بہلا
پھر کچھ نہ صدا آئی کہا سب نے یہ رو کر
اے فضہ کوئی رنج انہیں ہونے نہ دینا
لو اٹھ گئی دنیا سے نشانی بھی نبیؐ کی
پیاروں کو میرے مردے پہ بھی رونے نہ دینا
رحلت ہوئی بس آج رسولِ عربیؐ کی

القصہ کہ دن ماتمِ زہراؑ ہی میں گزرا
نہلا کہ جو کفنانے لگے میتِ زہراؑ
شب آئی کھلے گیسوؤں سے دینے کو پرسا
زینبؑ نے یہ کی عرض حضورِ شہہِ والا
حیدرؑ نے کیا غسل کا سامان مہیا
اماں کا میری ہاتھ تو سیدھا کرو بابا
معصومہ کے اک ہاتھ پہ درہ جو لگا تھا
وہ رو کے پکارے یہ خمیدہ ہی رہے گا
وہ دستِ بتولؑ آہ خمیدہ نظر آیا
تابوت میں پھر میتِ زہراؑ کو لٹا کر
یہ دیکھتے ہی منہ کو علیؑ کا جگر آیا
سب سے کہا لو بیبیو رخصت کرو آکر

تابوت پہ زینبؑ کا یہ تھا نالہء جانکاہ
فضہؑ کنیزِ فاطمہؑ کرتی ہیں یہ بیاں
رخصت کو حسینؑ اور حسنؑ آئے جو ناگاہ
گھر سے ہوا جنازہ پیمبرؐ کا جب رواں
تابوت میں زہراؑ کے ہوئی تب حرکتِ آہ
بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں مخدومہء جہاں
اور بندِ کفن فاطمہؑ کے کھل گئے واللہ
اک ہفتہ رات بھر رہی حجرے میں نیم جاں

سر خم کئے تابوت پہ فرزند کھڑے تھے
دیکھا جو میں نے جھانک کے تو آنکھ بند ہے
اور گردنوں میں فاطمہؑ کے ہاتھ پڑے تھے
آواز آہ آہ کی دل سے بلند ہے

باہر سے مرتضیٰؑ گئے گھر میں جھکائے سر
حیدرؑ کا اس بیان سے ٹکڑے ہوا جگر
منہ ڈھانپے رو رہی تھی اکیلی وہ خوش سیر
بیت الحزن بنایا بقیعہ میں جلد تر
دینے لگے پیامِ عرب شاہِ بحر و بر
لکھا ہے ہاتھ تھام کے بیٹوں کا ہر سحر
گھبرا کے بولی ہائے کروں کیا میں بے پدر
واں جا کے رویا کرتی تھی دن بھر وہ نوحہ گر

قابو میں موت ہوئے تو مر جاؤں یا علیؑ
شاہِ نجف چراغ جلے گھر سے جاتے تھے
بابا کا سوگ لے کے کدھر جاؤں یا علیؑ
سمجھا کے سوگوارِ پیمبرؐ کو لاتے تھے

ناگاہ آیا فاطمہؑ کا وقتِ انتقال     القصہ فاطمہؑ نے پڑھی آخری نماز
مسجد میں مرتضیٰ گئے محزون و خستہ حال     سجدے میں سر جھکا کے کہا اپنے دل کے راز
حجرے میں باپ کے گئی خاتونِ خوشخصال     آوازِ ارجعی سے کیا حق نے سرفراز
اسماء سے بولی مظہرِ اسمائے ذوالجلال     زہراؑ نے اپنے پاؤں کیے قبلہ کو دراز

کافور جلد فاطمہؑ زہرا کے پاس لا     حوروں نے پھر بہشت میں برپا یہ غل کیا
پانی ہمارے غسل کو لا اور لباس لا     پیٹو قضا نے شمعِ پیمبرؐ کو گل کیا

پھر تو ہر اک محلے میں محشر بپا ہوا     لے کر بلائیں کہتی تھی بیٹی نثار ہو
اپنے پرائے دوڑے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا     اماں میں ہول کھاتی ہوں تم ہوشیار ہو
فضہ پکاری سیدہؑ کا واقعہ ہوا     بھیا زمیں پہ لوٹتے ہیں ہمکنار ہو
حجرہ بتولِؑ پاک کا ماتم سرا ہوا     تم آنکھیں کھول دو تو سبھوں کو قرار ہو

چھاتی قلق سے دیکھنے والوں کی پھٹ گئی     ہے ہے یہ چپکے رہنے کی کیا بات ہوگئی
منہ رکھ کے منہ پہ زہراؑ کے زینبؑ لپٹ گئی     نانا کا فاتحہ نہ ہوا رات ہوگئی

بابا کو روتے روتے جو زہراؑ گزر گئی

غل پڑگیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کر گئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِ کبریا کی عزادار مرگئی

سبطینؑ گھر میں آئے جو بیتاب و بیقرار
اسماء سے پوچھنے لگے اماں کا حالِ زار
وہ بولی نیند آگئی ہے شکرِ کردگار
کھانا تو جلد کھالو کہ بھوکے ہو میں نثار

اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
بولے کہ چین دیگا زمانہ تو کھائیں گے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے
اماں ہمیں کھلائیں گی کھانا تو کھائیں گے

یہ سن کے بیقرار ہوئی وہ جگر فگار
چادر زمیں پہ پھینک کے چلائی بار بار
بچے ہیں انکو صبر دے اے میرے کردگار
اب وہ کھلانے والی کہاں تم پہ میں نثار

پھر تو علیؑ کے گھر میں قیامت بپا ہوئی
تازہ بلا میں آلِ نبیؐ مبتلا ہوئی
ماتم پہ ماتم اور عزا پر عزا ہوئی
غل تھا رسولِؐ پاک پہ زہراؑ فدا ہوئی

پیارو تمہاری پالنے والی گزر گئی
سب رو رہے تھے بنتِ رسولِؐ قدیر کو
کھاؤ گے کس کے ہاتھ سے اماں تو مرگئی
بچوں کو ہوش تھا نہ جنابِ امیرؑ کو

شیرِ خدا تھے مضطر و مغموم ایک طرف — لکھا تھا یہ کہ آخری پرسہ قبول ہو
سر پیٹتی تھیں زینبؑ و کلثومؑ ایک طرف — یا شاہؑ تم وصیِ جنابِ رسولؐ ہو
پکڑے دل کو سیدِ مسموم ایک طرف — صدقہ حضور کا میرا مقصد حصول ہو
بسمل تھے خاک پر شہہِ مظلوم ایک طرف — منہ سے نہ کہہ سکی کہ حزین و ملول ہو
حیدرؑ قریب آئے تو ایک خط نظر پڑا — میری وصیتیں نہ فراموش کیجیو
تڑپے کچھ اس طرح کہ عمامہ گر پڑا — اول یہ ہے کہ آپ مجھے غسل دیجیو

دوئم یہ ہے کہ شب کو جنازہ اٹھائیو — حسبِ وصیت آپ نے غسل و کفن دیا
مردے کا سایہ بھی نہ کسی کو دکھائیو — ناگاہ بارگاہ میں یہ شور و غل ہوا
یاں تک کہ قبر بھی نہ کسی کو بتائیو — رخصت کرو کہ جاتی ہے احمدؐ کی دل ربا
کتنی جگہ نشاں لحد کا بنائیو — سبطینؑ نے لپٹ کے کہا وا مصیبتا
سوئم یہ ہے پاس یتیموں کا کیجیو — کس بات پر غریبوں سے منہ موڑ کر چلیں
شفقت سے بولیو کبھی گھڑکی نہ دیجیو — کیوں اماں جان کس پہ ہمیں چھوڑ کر چلیں

نانا کا ذکر رو کے پھر اک بار کرتی جاؤ　　بچوں سے یوں لپٹ گئی احمدؐ کی دلربا
ماتم رسولؐ کا بہ دلِ زار کرتی جاؤ　　جیسے بہن سے لاشہء مظلومِ کربلا
پھر تازہ یادِ سیدِ ابرارؐ کرتی جاؤ　　ناگاہ ندا یہ آئی کہ اے شاہِ لافتاؑ
چھاتی سے پھر لگا کے ہمیں پیار کرتی جاؤ　　حشر آئیگا چھڑاوٗ انہیں بہرِ کبریا

یہ سنتے ہی دکھادئے رتبے رسولؐ کے　　بچوں سے اپنے بنتِ پیمبرؐ جدا ہوئی
نکلے کفن سے ہاتھ جنابِ بتولؑ کے　　پر زینبؑ اپنے بھائی سے کیونکر جدا ہوئی

رحلت سے فاطمہؑ کی تھا سب گھر میں شوروشین　　ماتم کیا کسی نے تو پیٹا کسی نے سر
تڑپیں زمیں پہ زینبؑ و کلثومؑ کر کے بین　　غش میں پڑا تھا کوئی تو کوئی تھا نوحہ گر
رو رو کہ ماں کی لاش سے لپٹے حسنؑ حسینؑ　　ناگاہ بوتراب کو اک خط پڑا نظر
مسجد سے آئے بال بکھیرے شہہِ حنینؑ　　مضموں پڑھا تو رونے لگے دھاڑیں مار کر

غل مچ گیا کہ ہائے مدینہ اجڑ گیا　　نشتر تھا اہلِ دل کو یہ فقرہ بتولؑ کا
احمدؐ کے اہلبیتؑ میں کہرام پڑگیا　　یہ آخری سلام ہے بنتِ رسولؐ کا

فرمائشوں سے میں جو گریزاں رہی مدام — بی بی کو غسل دے کہ جو پہنا دیا کفن
اب بھی بیان کرنے سے شرم آئی یا امام — بچوں کو بوترابؑ پکارے بصد محن
دل کی یہ آرزو ہے کہ اے سرورِ انام — آؤ کہاں ہو زینبؑ و کلثومؑ خستہ تن
خود غسل دیں کنیز کو مولائے خاص و عام — پیارے میرے حسینؑ دلارے میرے حسنؑ

بابا کا واسطہ مجھے دلشاد کیجیو — صورت پھر اماں جان کی اک بار دیکھ لو
میرے حسینؑ کو کبھی رونے نہ دیجیو — بنتِ نبیؐ کا آخری دیدار دیکھ لو

یہ سنکے روتے پیٹتے سب آئے نورِ عین — شورِ بکا میں اور یہ محشر ہوا بپا
فضہ تڑپ گئی وہ کئے بچیوں نے بین — روتی تھی کائنات وہ منظر بیاں ہو کیا
پیٹا حسنؑ نے سر کو مسلسل بہ شور و شین — بائیں علیؑ نے جھک کے چھڑائیں بصد بکا
لپٹے جو نعشِ پاک سے غش کھا گئے حسینؑ — آیا جو ہوش رو کے پکارا وہ مہ لقا

مر کر بھی یہ دکھائی کرامت بتولؑ نے — اماں حضور چھوڑ کے ہم کو کہاں چلیں
باہیں گلے میں ڈال دیں بنتِ رسولؐ نے — ہم بھی وہیں کو جائینگے بی بی جہاں چلیں

جب داخلِ بہشت رسولِؐ خدا ہوئے — گاہے علیؑ سے کہتی تھی رو کر وہ دردناک
یعنی جہاں سے راہیء ملکِ بقا ہوئے — والی نبیؐ کو تم نے سلایا بہ زیرِ خاک
محزون و دل ملول شہِؑ لافتا ہوئے — کیونکر چھپایا قبر میں تم نے وہ روئے پاک
سبطینؑ غم میں نانا کے صرفِ بکا ہوئے — ہے ہے پدر ہلاک ہو بیٹی نہ ہو ہلاک

صدمہ ہر ایک کو تھا جنابِ رسولؐ کا — اتنا تو کہتے پائنتی کس کو سلاؤ گے
پر حال غیر سب سے سوا تھا بتولؑ کا — پوچھا تو ہوتا فاطمہؑ کو کب بلاؤ گے

ایک روز جبرئیل نے زہراؑ سے یہ کہا — رو کر کبھی حسنؑ کو گلے سے لگا لیا
نزدیک ہے وصال جدائی کا غم نہ کھا — آغوش میں حسینؑ کو گاہے بٹھا لیا
مژدہ قضا کا سنتے سجدہ کیا ادا — رخصت کیا کسی کو کسی کو بلا لیا
بولیں ہزار شکر ملا دل کا مدعا — پڑھنے کے واسطے کبھی قرآں اٹھا لیا

سرخی سی مردنی کے عوض رخ پہ چھا گئی — کہتی تھی گاہ بچوں سے منہ اپنا موڑ کے
جنت میں جانے کے لئے طاقت بھی آ گئی — کل سُونے گھر میں سونا ہے بستی کو چھوڑ کے

دولت سرا میں آئیں جو پھر اشرف النسا — زہراؑ کے حالِ یاس پہ سب نے عجب کیا
پھیلائے کرتے بچوں کے دھو کر جدا جدا — تیار اپنی موت کا سامان سب کیا
تیار کی حسینؑ و حسنؑ کے لئے غذا — ذکرِ نبیؐ کیا کبھی گہہ شکرِ رب کیا
کُھلوا کے بُقچہ اپنا کفن سامنے رکھا — ہنگامِ عصر شیرِ خدا کو طلب کیا
کافور خلد کا جو دیا تھا رسولؐ نے — رو کر کہا قریب جدائی کی رات ہے
وہ رکھ لیا کفن میں جنابِ بتولؑ نے — لو الوداع آج ہماری وفات ہے

ہے آرزو کہ قبر میں مجھ کو حسنؑ لٹائے — بیٹوں کا ہاتھ ہاتھ میں زینبؑ کے پھر دیا
شبیرؑ میرے مردے کا منہ قبلہ کو پھرائے — زینبؑ پکاری خیر ہے اماں یہ کیا کیا
پھر خود کہا نہیں نہیں بچہ ہے ڈر نہ جائے — یہ شیرِ حق کے شیر ہیں دکھیا شکستہ پا
ناگاہ کھیلتے ہوئے دونوں یتیم آئے — عادل کی بیٹی ہو تمہیں انصاف ہے روا
چھاتی لگا کے بولی کہ لو ہم تو مرتے ہیں — لازم تھا سونپنا مجھے ایک ایک بھائی کو
تم سے سلوک دیکھئے کیا لوگ کرتے ہیں — بیٹے سپرد کرتی ہو تم اپنی جائی کو

لے کر بلائیں بیٹی کی زہراؑ نے یہ کہا　　　حجرے میں غسل کرکے پڑھی آخری نماز
روتی تو ہوں زیادہ نہ زینبؑ مجھے رلا　　　سجدے میں سر جھکا کے کہے اپنے دل کے راز
کچھ بھائیوں کے سوچنے کا سمجھی مدعا　　　آوازِ ارجعی سے کیا حق نے سرفراز
تو اِن کی رونے والی ہے زہراؑ تیرے فدا　　　زہراؑ نے اپنے پاؤں کئے قبلہ کو دراز

کیا بس میرا جو مرضیء پروردگار ہے　　　لکھا ہے بس نماز عشاء کی ادا ہوئی
زینبؑ تمام کنبے کی تو سوگوار ہے　　　اور غل اٹھا کہ بنتِ نبیؐ کی قضا ہوئی

## شاہِ زنانِ اول و آخر ہے فاطمہؑ

دولت سرائے خاص میں اک روز تھے نبیؐ
پاکیزہ و مطہرا و طاہر ہے فاطمہؑ          ناگاہ کچھ یہودیوں نے آکے عرض کی
ہر رنج و غم میں صابر و شاکر ہے فاطمہؑ          اے حاکمِ زمین و زماں نورِ ایزدی
یکساں میانِ باطن و ظاہر ہے فاطمہؑ          مشہور ہے جہان میں خلقِ محمدیؐ

دونوں طرف سے قدر ہے افضل بتولؑ کی          اک عرض ہے جناب میں لیکن قبول ہو
زوجہ خدا کے شیر کی بیٹی رسولؐ کی          رونق فضائے محفلِ شادی بتولؑ ہو

تشریف لے چلیں گی اگر اشرف النسا          گھر سے بڑھی تھی چند قدم بضعۃ الرسولؐ
باعث ہماری عزت و حرمت کا ہوئیگا          حوروں ملائکہ کا ہوا ناگہاں نزول
فرمایا مصطفیٰؐ نے کہ مالک ہیں مرتضیٰ          بولے یہ جبرئیل کہ ہاں اب نہ ہو ملول
یہ زوجہ ہے وہ زوج ہے تخلص میں مجھ کو کیا          سامانِ عز و جاہ مبارک ہو یا بتولؑ

جاؤ کہو یقین ہے جائیگی فاطمہؑ          سب ہیں شرف رسولؐ کی پیاری کے واسطے
بن پوچھے پر علیؑ کہ نے جائیگی فاطمہؑ          آیا ہے یہ جلوس سواری کے واسطے

تاباں وہ اک تاجِ مرصع تھا زیبِ سر — کوئی لٹاتی تھی گوہر لعل و سیم زر
جسمیں کہیں تھے لعل و جواہر کہیں گوہر — آتی تھی کوئی حور ہلاتی ہوئی چنور
کپڑے وہ تھے کہ جن پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر — دو حوریں دستِ پاک لئے تھیں اِدھر اُدھر
گہنے میں فاطمہؑ کے ستاروں میں تھا قمر — آوازِ طرّہ بو تھی کسی کی زبان پر

پرتو گنجِ نور ہوا روئے پاک کا — لب پر شمیمِ خلد کی ہر سو سے آتی ہیں
مہرِ منیر بن گیا ہر زرہ خاک کا — غل ہے جنابِ فاطمہؑ شادی میں جاتی ہیں

یارو ہے وقت رونے کا اور پیٹنے کی جا — در سے لگی وہ کہتی تھیں آنسو بہا بہا
اللہ جس کو حُلّۂ جنت کرے عطا — کیوں گھر میرا جلاتے ہو میں نے ہے کیا کیا
اس پر قلیل عمر میں کیا کیا ستم ہوا — پھر یہ عمر نے ظلم کیا وا مصیبتا
اس فاقہ کش پہ کوہِ غم و درد گر پڑا — دروازہ لات مار کے اُن پر گرا دیا

پاسِ ادب رسولؐ کے گھر کا ادا کیا — پہلو پہ آئیں ضرب جو بنتِ رسولؐ کے
دروازہ آ کے آگ سے اس کا جلا دیا — محسنؑ ہوا شہید شکم میں بتولؑ کے

القصہ جب جہاں سے اُٹھے شاہِ دو جہاں
ہر دم تڑپ کے فاطمہؑ کرتی تھیں یہ بیاں
بیٹی پہ گھر کو چھوڑ کے بابا گئے کہاں
تنگ آئے سارے اہلِ محلّہ یہ کی فغاں

راوی بیان کرتا ہے یاں سے بصد بکا
بس رفتہ رفتہ سیدہ کا عارضہ بڑھا
پھر صاحبِ فراش ہوئی وامصیبتا
طاقت رہی نہ جسمِ مبارک میں مطلقہ

غم میں نبیؐ کے صاحبِ آزار ہوگئیں
آخر جنابِ فاطمہؑ بیمار ہوگئیں

ایسا بڑھا مرض کہ اجل سر پہ آگئی
اک روز مردنی رخِ زہرؑا پہ چھاگئی

زینبؑ سرہانے بیٹھ کے کرنے لگی بکا
ہے ہے میں کیا کروں میری اماں کو کیا ہوا
جھک جھک کے اضطراب سے دیتی تھیں یہ صدا
لی مجھ سے نزع میں بھی نہ خدمت یہ کیا کِیا

اٹھیے سبھوں کو پاس بلا کر بٹھایئے
کیا نوش کیجیے گا میں لاؤں بتایئے
بھائی گئے ہیں دیر سے اُن کو بلایئے
رونے کو قبرِ احمدؐ مرسل پہ جایئے

کیا جانے روح جسم سے کیوں کر نکل گئی
اماں تمہارے چہرے کی رنگت بدل گئی

ایسی بھی نیند ہوتی ہے بیدار ہوئیے
گھر ہے اداس جیتے ہشیار ہوئیے

شہزادے آئے اتنے میں باہر سے دردناک      تا دیر آ کے شیرِ خدا نے بکا کیا
دل ہوگیا حسینؑ کا صدمے سے چاک چاک      اسما کو غسل دینے کی خاطر بلالیا
دوڑے حسنؑ ملے ہوئے اپنی جبیں پہ خاک      کفنائی لاش رنج سے خونِ جگر پیا
بولے علیؑ سے ہوگئے ہم جیتے جی ہلاک      تابوت لا کے صحن میں حیدرؑ نے رکھدیا

جو قہر ہوگیا وہ کہیں کس زبان سے      روکر پکارے لالہ عزارو گلے ملو
بابا چلو کہ اٹھ گئیں اماں جہان سے      لو آؤ ماں سے اے میرے پیارو گلے ملو

مل لو کہ پھر بتولؑ کہاں اور تم کہاں      لرزے میں تھا زمیں کا بدن حشر تھا بپا
لپٹے گلے سے لاش کے دونو وہ خستہ جاں      ناگاہ ایک سمت سے آنے لگی صدا
تھرائی لاش فاطمہؑ زہرا کی ناگہاں      بیٹوں کو ماں سے جلد کرو یا علیؑ جدا
کھل کھل کے بند ہاتھ کفن سے ہوئے عیاں      مرقد میں بیقرار ہیں محبوبِ کبریا

ماں سے اخیر ملنے میں دونو جو ساتھ تھے      گرتا ہے پھٹ کے چرخِ بریں کو سنبھال لو
گل سے گلوں میں فاطمہ زہراؑ کے ہاتھ تھے      ان کے گلوں سے مردے کی باہیں نکال لو

بابا کو روتے روتے جو زہرا گزر گئی
غل پڑ گیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کر گئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِ کبریا کی عزادار مر گئی
اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

حسبِ وصیت آپ نے غسل و کفن دیا
ناگاہ بارگاہ میں یہ شور و غل ہوا
رخصت کرو کہ جاتی ہیں احمدؐ کی دلربا
سبطین نے لپٹ کے کہا وا مصیبتا
کس بات پر غریبوں سے منہ موڑ کر چلیں
کیوں اماں جان کس پہ ہمیں چھوڑ کر چلیں

نانا کا ذکر رو کے پھر اک بار کرتی جاؤ
ماتم رسولؐ کا با دلِ زار کرتی جاؤ
پھر تازہ یادِ سیدِ ابرارؐ کرتی جاؤ
چھاتی سے پھر لگا کے ہمیں پیار کرتی جاؤ
یہ سنتے ہی دکھا دیئے رتبے رسولؐ کے
نکلے کفن سے ہاتھ جنابِ بتولؑ کے

بچوں سے یوں لپٹ گئی احمدؐ کی دلربا
جیسے بہن سے لاشۂ مظلومِ کربلا
ناگاہ ندا یہ آئی کہ اے شاہِ لافتیٰ
حشر آئیگا چھڑاؤ انہیں بہرِ کبریا
بچوں سے اپنے بنتِ پیمبرؐ جدا ہوئی
پر زینبؑ اپنے بھائی سے کیونکر جدا ہوئی

اس حرف سے سمجھ لیں یہ خود عاشقانِ شاہ
ذرہ تھا دستِ شمرِ ستمگر میں آہ آہ
اب فاطمہؑ کو روئیں پیمبرؐ کے خیر خواہ
روتے ہیں یوں حسینؑ کہ اللہ کی پناہ
کوئی نہیں شریک وصیِ رسولؐ کا
تنہا چلے ہیں لیکے جنازہ بتولؑ کا

میت کے ساتھ لونڈیاں بھی ننگے سر چلیں
ننھی سی دونوں بیٹیاں بھی نوحہ گر چلیں
کہتی ہوئی یہ زینبؑ خستہ جگر چلیں
ہے ہے اندھیری رات میں اماں کدھر چلیں
راتوں تڑپ تڑپ کے میں آنسو بہاؤنگی
اتنا تو کہتی جاؤ کہ جلدی پھر آؤنگی

تحریر کا یہ پاس کیا بوترابؑ نے
زہراؑ کو شب میں دفن کیا دل کباب نے
غیروں سے قبر کو بھی چھپایا جناب نے
پر کیا عوض لیا فلک بے حجاب نے
یوں زینبؑ حزیں سے جہاں کی نظر پھرے
مادر تو شب کو دفن ہو یہ ننگے سر پھرے

دنیا سے آج رحلتِ بنتِ رسولؐ ہے
دستِ اجل میں عصمتِ کبریٰ کا پھول ہے
قبرِ نبیؐ لرزتی ہے یثرب ملول ہے
حسنینؑ و مرتضےٰؑ سے وداعِ بتولؑ ہے
پٹی سے لگ کے زینبؑ و کلثومؑ روتی ہیں
اس کمسنی میں بچیاں بن ماں کی ہوتی ہیں

زینبؑ کا حال یہ ہے کہ آنسو تو ہیں رواں
زینبؑ کی بھولی باتوں پہ مضطر تھے مرتضٰےؑ
کلثومؑ کو بھی دیتی ہیں پیہم تسلیاں
اسماء نے بچیوں کو گلے سے لگالیا
فرما رہی ہیں چھوٹی بہن سے کہ میری جاں
چپکے کھڑے تھے لاش کی بالیں پہ مجتبٰیؑ
رہتی نہیں جہاں میں ہمیشہ کسی کی ماں
اور سر رکھا تھا قدموں پہ ماں کے حسینؑ کا

بے بس تھیں ہم کو چھوڑ کے اماں چلی گئیں
سب رو رہے تھے دیکھ کے میت بتولؑ کی
اللہ نے بلالیا اماں چلی گئیں
دنیا سے اٹھ رہی تھی نشانی رسولؐ کی

میت کے پاس بیٹھ کے بولے یہ مرتضٰےؑ
بچے ہٹے تو حجرے کا در بند ہوگیا
بچو سنبھالو دل کو کہ یہ صبر کی ہے جا
میت کو غسل دینے لگے شاہِ لافتیٰ
اب اہتمام کرنا ہے میت کے غسل کا
ناگاہ علیؑ کی چیخ سے تھراگئی فضا
اسماء کے ساتھ صحن میں جاؤ پدر فدا
اسماء تڑپ کے بولیں کہ ہے ہے یہ کیا ہوا

تعمیل ہو وصیتِ بنتِ رسولؐ کی
حیدرؑ کی جا ہے صبرِ علیؑ بھی تڑپ اٹھا
انجام دیں ہم آخری خدمت بتولؑ کی
کیا ایسی بات دیکھ لی کیوں جی تڑپ اٹھا

یہ کہہ کے کیا بند درِ حجرۂ اطہر
سب خوردوکلاں رونے لگے آنکے باہر
آواز سنی کلمۂ طیب کی مکرر
پھر کچھ نہ صدا آئی کہا سب نے یہ روکر
لو اٹھ گئی دنیا سے نشانی بھی نبیؐ کی
رحلت ہوئی بس آج رسولؐ مدنی کی

**خورشیدِ آسمانِ ادب کا طلوع ہے**
وصفِ جنابِ فاطمہؑ زہرا شروع ہے
طبعِ سلیم وقتِ خضوع و خشوع ہے
اے قلب قلبِ عصمتِ مریم رجوع ہے
اے چشمِ پاک پردۂ مژگاں کو ڈال دے
مردم کو جلد اپنے مکاں سے نکالدے

کہتے ہیں جس کو شافعِ محشر وہ فاطمہؑ
ہے جو حسنؑ حسینؑ کی مادر وہ فاطمہؑ
بیٹے کہ جس کے آہ کٹا سر وہ فاطمہؑ
بیٹی کی جس کی چھن گئی چادر وہ فاطمہؑ
کیا کیا مصیبتیں سہیں امت کے واسطے
آئیں گی روزِ حشر شفاعت کے واسطے

بیٹھے تھے اک روز نبی فاطمہ کے پاس
تھا آفتابِ رُوئے رسولِ خدا اداس
جھک کر کہا بتول سے کیوں میری حق شناس
شمرؔ پیئے گا زہر سہے گا حسینؑ پیاس
جب مرتضٰےؑ کو دیکھئے امت کا ذکر ہے
بیٹی تمہیں بھی کچھ میری امت کی فکر ہے

بولے رسولِ پاک بھلا کچھ سنیں تو ہم
گویا ہوئے یہ حضرتِ محبوب ذوالمنن
بولی کہ سنیئے بادشہ آسماں حشم
اس پر بھی گر زیادہ ہوئے جرمِ مرد و زن
اعمال ہائے نیک ہوئے وزن میں جو کم
رکھوگی کیا بتاؤ تو پھر میری کم سخن
میں ہونگی پاس آپکے شیعوں کو کیا ہے غم
بولی بتول بازوئے عباسِ صف شکن
سم ہے نصیب میں حسنِؑ خوشخصال کے
یوں بھی گھٹیں گناہ جو نہ اہلِ قصور کے
رکھدونگی جلد لختِ جگر اپنے لال کے
رکھدے گی فاطمہؑ درِ دنداں حضور کے

ارشاد پھر یہ کرنے لگے سیدالبشر
فرمائے پھر یہ بیٹی سے شاہِ فلک جناب
پلڑے نہ یوں بھی دونو برابر ہوئے اگر
یوں بھی جو کم ہوئے تو وہ بولی با اضطراب
آواز دی کہ رکھونگی زخمی علیؑ کا سر
اکبرؑ کی لاش رکھونگی اے مالک الرقاب
پوچھا جو یوں بھی کم ہوئے بولی کہ کیا خطر
پھر بولے یوں بھی کم ہوئے اس نے دیا جواب
ہر طرح فضلِ حق سے بچائے گی فاطمہؑ
اے بابا جاں مقام ہے یہ شوروشین کا
اصغرؑ کی لاش دوڑ کے رکھدیگی فاطمہؑ
رکھ دے گی بیٹی لاشہ ء بے سر حسینؑ کا

قصہ کنیزِ فاطمہؑ کرتی ہیں یہ بیاں
گھر سے ہوا جنازہ پیمبر کا جب رواں
بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں مخدومہء جہاں
اک ہفتہ رات بھر رہی حجرے میں نیم جاں

باہر سے مرتضٰےؑ گئے گھر میں جھکائے سر
منہ ڈھانپے رو رہی تھی اکیلی وہ خوش سیر
دینے لگے پیامِ عرب شاہِ بحروبر
گھبرا کے بولی ہائے کروں کیا میں بے پدر

دیکھا جو میں نے جھانک کے تو آنکھ بند ہے
آواز آہ آہ کی دل سے بلند ہے
قابو میں موت ہوئے تو مرجاؤں یا علیؑ
بابا کا سوگ لیکے کدھر جاؤں یا علیؑ

حیدرؑ کا اس بیان سے ٹکڑے ہوا جگر
بیت الحزن بنایا بقیعہ میں جلد تر
لکھا ہے ہاتھ تھام کے بیٹوں کا ہر سحر
واں جا کے رویا کرتی تھی دن بھر وہ نوحہ گر

ناگاہ آیا فاطمہؑ کا وقتِ انتقال
مسجد میں مرتضٰےؑ گئے محزون و خستہ حال
حجرے میں باپ کے گئی خاتونِ خوش خصال
اسماء سے بولی مظہرِ اسمائے ذوالجلال

شاہِ نجف چراغ چلے گھر سے جاتے تھے
سمجھا کے سوگوارِ پیمبر کو لاتے تھے
کافورِ خلد فاطمہؑ زہرا کے پاس لا
پانی ہمارے غسل کو لا اور لباس لا

حجرے میں غسل کر کے پڑھی آخری نماز
پھر تو ہر اک محلے میں محشر بپا ہوا
سجدے میں سر جھکا کے کہے اپنے دل کے حال
اپنے پرائے دوڑے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا
آواز ارجعی سے کیا حق نے سرفراز
فضہ پکاری سیدہ کا واقعہ ہوا
زہرؑا نے اپنے پاؤں کئے قبلے کو دراز
حجرہ بتولِ پاک کا ماتم سرا ہوا

حوروں نے پھر بہشت میں برپا یہ غل کیا
چھاتی قلق سے دیکھنے والوں کی پھٹ گئی
پیٹو قضا نے شمع پیمبر کا گل کیا
منہ رکھ کے منہ پہ زہرؑا کے زینبؑ لپٹ گئی

لیکر بلائیں کہتی تھی بیٹی نثار ہو
اے میری فاقہ کش میری نادار اماں جاں
اماں میں ہول کھاتی ہوں تم ہوشیار ہو
اے میری بے دوا میری بیمار اماں جاں
بھیا زمیں پہ لوٹتے ہیں ہمکنار ہو
کعبے کی آبرو میری سردار اماں جاں
تم آنکھیں کھولدو تو سبھوں کو قرار ہو
اے میری صابرہ میری ناچار اماں جاں

ہے ہے یہ چپکے رہنے کی کیا بات ہوگئی
کیا جلد تر زمانہ ہوا انتقال کا
نانا کا فاتحہ نہ ہوا رات ہوگئی
ہے ہے ابھی تو سِن تھا کُل اٹھارہ سال کا

تھا یاد میں نبی کی جو زہرا کا غیر حال
آنکھوں میں اٹھتے بیٹھتے آنسو تھے دل نڈھال
حیدر شریکِ غم تھے اور اطفال خوردسال
ان کے سوا کسی کو نہ تھا ان کا کچھ خیال

نوحہ پڑھا جو یاد میں بابا کی صبح و شام
لائے علیؑ کے پاس شکایت یہ خاص و عام
روتی ہیں رات دن جو بتولِ فلک مقام
دن بھر کے کام رات کی نیندیں ہوئیں حرام

روتی تھیں سر پٹک کے مزارِ رسول پر
ٹوٹی تھی ایک قیامتِ کبریٰ بتولؑ پر

کتنے ہی اس سے بڑھ کے بھی مغموم ہوتے ہیں
مرتے ہیں سب کے باپ کہیں یوں بھی روتے ہیں

سن کر مدینے والوں کا یہ دل شکن پیام
تھے صابروحلیم مگر رودیئے امام
جا کر حرم سرا میں سنائے جو یہ کلام
اک آہ بھر کے رہ گئیں بنتِ شہہِؑ انام

اس گفتگو کے بعد یہ معمول ہوگیا
تا شام گھر میں رہنے لگیں بنتِ مصطفیٰؑ
روئیں یہاں ضرور مگر گھونٹ کر گلا
پڑھ کر عشا بقیع میں آئیں بصد بکا

اتنا کہا حضور کچھ ان کے کبھی نہ تھے
میرے ہی باپ تھے وہ کسی کے نبیؐ نہ تھے

ماتم بھی ساری رات کیا اور بین بھی
سب روئے بیٹیاں بھی حسنؑ بھی حسینؑ بھی

واپس گئیں جو گھر تو ہوئیں صاحبِ فراش
تڑپا دیا جو دل کو تخیل نے ناگہاں
ابھرے تصورات و خیالاتِ دلخراش
تب مامتا کے جوش میں اٹھی غریب ماں
رحلت کرونگی میں تو جب اٹھے گی میری لاش
زلفیں سنواریں بچیوں کی بدلیں کرتیاں
بچوں کے ننھے ننھے جگر ہوں گے پاش پاش
جب چادریں اڑھائیں تو آنسو ہوئے رواں

سب بیٹیاں بھی بیٹے بھی آنسو بہائیں گے
بیٹوں کو روزِ عید کا جوڑا پہنا دیا
بکھرائیں گی وہ بال تو یہ خاک اُڑائینگے
گویا حسنؑ حسینؑ کو دولہا بنا دیا

رحلت سے فاطمہؑ کی تھا سب گھر میں شوروشین
ماتم کیا کسی نے تو پیٹا کسی نے سر
تڑپیں زمیں پہ زینبؑ و کلثومؑ کرکے بین
غش میں پڑا تھا کوئی تو کوئی تھا نوحہ گر
رو رو کے ماں کی لاش سے لپٹے حسنؑ حسینؑ
ناگاہ بوتراب کو اک خط پڑا نظر
مسجد میں آئے بال بکھیرے شہِؑ حنین
مضموں پڑھا تو رونے لگے دھاڑیں مار کر

غل مچ گیا کہ ہائے مدینہ اجڑ گیا
نشتر تھا اہلِ دل کو یہ فقرہ بتولؑ کا
احمدؐ کے اہلبیتؑ میں کہرام پڑ گیا
یہ آخری سلام ہے بنتِ رسولؐ کا

فرمائشوں سے میں جو گریزاں رہی مدام     بی بی کو غسل دے کے جو پہنا دیا کفن
اب بھی بیان کرنے سے شرم آئی یا امام     بچوں کو بوتراب پکارے بصد محن
دل کی یہ آرزو ہے کہ اے سرورِ انام     آؤ کہاں ہو زینبؑ و کلثومؑ خستہ تن
خود غسل دیں کنیز کو مولائے خاص و عام     پیارے میرے حسینؑ دلارے میرے حسنؑ

بابا کا واسطہ مجھے دلشاد کیجیو     صورت پھر اماں جان کی اک بار دیکھ لو
میرے حسینؑ کو کبھی رونے نہ دیجیو     بنتِ نبیؐ کا آخری دیدار دیکھ لو

یہ سن کے روتے پیٹتے سب آئے نورِ عین     شورِ بکا میں اور یہ محشر ہوا بپا
فضہؑ تڑپ گئی وہ کئے بچیوں نے بین     روتی تھیں کائنات وہ منظر بیاں ہو کیا
پیٹا حسنؑ نے سر کو مسلسل بہ شور و شین     باہیں علیؑ نے جھک کے چھڑائیں بصد بکا
لپٹے جو نعشِ پاک سے غش کھا گئے حسینؑ     آیا جو ہوش رو کے پکارا وہ مہ لقا

مر کر بھی یہ دکھائی کرامت بتولؑ نے     اماں حضور چھوڑ کے ہم کو کہاں چلیں
باہیں گلے میں ڈال دی بنتِ رسولؐ نے     ہم بھی وہیں کو جائیں گے بی بی جہاں چلیں